عمران سیریز

فاسٹ ایکشن



مشکل سے مشکل مہم وہ دنوں میں سرانجام دے لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور واقعی تھا بھی ایسا ——— وہ جب مہم پر نکلتے، ہر لمحہ ایکشن کا ہوتا۔ ہر لمحہ خوفناک تباہی کی صورت میں نمودار ہوتا۔ وہ ایک آدمی کو قتل کرنے کے لیے ہزاروں افراد سے پر مسافر ٹرین ہی اڑا دینے کے قائل تھے کیونکہ ایک آدمی کو قتل کرنے کے لیے انہیں ٹرین کے رکنے ——— اس آدمی کے نیچے اترنے ہجوم سے ہٹ کر اکیلی جگہ جانے کا انتظار کرنا پڑتا تھا اور اتنا وقت ضائع کرنے کے وہ قائل نہ تھے۔ انسان بے شک ضائع ہو جائیں، وقت ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ انسانوں کا کیا ہے پھر پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن گیا ہوا وقت واپس نہیں آ سکتا۔ ایکشن سست نہیں ہونا چاہیے۔

اس کہانی میں بھی مجرم انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے عمران اور سیکرٹ سروس پر اس قدر تیزی سے پے درپے حملے کرتے ہیں کہ عمران کے لئے سنبھلنا ناممکن ہو کر رہ گیا۔ اس کہانی میں اس قدر جان لیوا اور فاسٹ ایکشن موجود ہے کہ ہر لفظ کے ساتھ اعصاب چٹخنے لگتے ہیں اور دل ڈوب ڈوب جاتا ہے۔

پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران کا پیر پوری قوت سے بریک پیڈل پر پڑا اور کار کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک کے سینے پر جم سے گئے۔ کار اچانک سامنے آ جانے والے ہیوی ٹرک سے صرف چند انچ کے فاصلے پر رک گئی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کھڑکی سے سر باہر نکال کر ٹرک ڈرائیور کی شان میں کوئی قصیدہ پڑھتا، ٹرک میں سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور عمران کی کار کی چھت پر آ گری۔ اور پھر دو باتیں بیک وقت وقوع پذیر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ ٹرک جھٹکا کھا کر آگے بڑھتا چلا گیا اور دوسرا کار کی چھت پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور کار درمیان میں سے دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فضا میں اڑتی چلی گئی۔

عمران کے کانوں میں بس دھماکے کی آواز ہی آخری آواز تھی۔ اس کے بعد عمران کے ذہن پر سیاہ پردہ پھیلتا چلا گیا۔

"باس — باس — آنکھیں کھولئے" ——— اچانک عمران کے ذہن پر سیاہ پردہ ذرا سا سرکا اور عمران کو جوزف کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

عمران کے حلق سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ سیاہ پردہ ہٹتا چلا گیا۔ اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ جب اس کا شعور جاگا تو اس نے اپنے آپ کو سڑک سے کافی دور ایک درخت کے تنے کے قریب پڑا ہوا پایا۔ اس پر جوزف جھکا ہوا تھا۔

جوزف کی آنکھوں میں بے پناہ تشویش کی جھلکیاں عمران کو ایک ہی نظر میں دکھائی دے گئیں۔

"تھینک گاڈ ! ـــ باس ہوش میں آگیا" ـــ جوزف نے بے اختیار پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے ذہن میں آخری سین ابھر آیا۔ اسے یاد آگیا کہ اچانک کار کے آگے ایک ہیوی ٹرک آگیا تھا اور پھر ٹرک میں سے کوئی چیز اڑتی ہوئی کار کی چھت پر گری تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا تھا۔

"یہ دھماکہ کیسا تھا جوزف ـــ کیا صور اسرافیل پھونک دیا گیا تھا؟"

عمران نے حیرت بھرے انداز میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فیل میل کا تو مجھے علم نہیں ـــ بس اچانک دھماکہ ہوا اور کار کا اگلا آدھا حصہ فضا میں اڑتا چلا گیا۔ اور پچھلا حصہ صرف الٹ گیا ـــ میں فوراً باہر نکلا اور پھر آپ کو میں نے تباہ شدہ حصے سے باہر کھینچ لیا ـــ شکر ہے کہ آپ کی کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی" ـــ جوزف نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھی کاریں بننے لگی ہیں کہ ذرا سا دھماکہ ہوا اور کار جہاز کی طرح ہوا میں اڑنے لگ جاتی ہے" ـــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

قریب ہی کار کا اگلا حصہ پڑا ہوا تھا۔ اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار کا وہ حصہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا بس کہیں کہیں سے وہ دب سا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے کار کو درمیان سے آری سے کاٹ دیا ہو۔

عمران آج کافی مدت کے بعد جوزف کے ہمراہ کلب گیا تھا اور وہاں سے آدھی رات کو واپس اپنے فلیٹ کی طرف آرہا تھا کہ یہ حادثہ پیش آگیا۔ اس کا ذہن بار بار اس ٹرک کی طرف جا رہا تھا جس سے کار پر بم پھینکا گیا تھا۔ اُسے اس بات کی سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر اچانک اس حملے کی وجہ کیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں جنہیں اس کی آمدورفت کا بھی علم تھا۔ اب یہ بات تو صاف ظاہر تھی کہ اس کی کار پر باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بم پھینکا گیا تھا۔ یہ تو ان دونوں کی قسمت تھی کہ بم کار کے درمیان میں پڑا۔ سپورٹس کار کی باڈی عین درمیان سے ہی ویلڈنگ کے ذریعے جوڑی جاتی ہے اور بم پڑنے سے وہ جوڑ کھل گیا اور اس طرح وہ دونوں ہی بچ گئے۔ اگر سپورٹس کار کی بجائے عام کار ہوتی تو ان کا بچ نکلنا ناممکن تھا۔

کلب سے نکلنے کے بعد عمران جب اس سڑک پر آیا تو یہ بالکل سنسان تھی۔ اس کے دونوں اطراف میں دور دور تک وسیع کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ یہ سڑک شہر کے باہر سے گھوم کر ساحل کی طرف جاتی تھی۔ اس لئے اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہوتا تھا اور آدھی رات کے بعد تو اس سڑک پر کسی ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران پوری رفتار سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک موڑ پر سے وہ ہیوی ٹرک سامنے آگیا اور عمران نے پوری قوت سے بریک پیڈل دبا دیا۔ اور سپورٹس کار کے پہیے پھسلتے چلے گئے اور کار ہیوی ٹرک سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر

رک گئی۔ شاید مجرموں کا خیال تھا کہ کار رک نہ سکے گی اور پوری قوت سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گی۔ لیکن جب کار ان کی توقع کے خلاف رک گئی تو پھر اس پر بم پھینک دیا گیا۔

"آؤ جوزف! — اب پیدل ہی چلیں — بڑے عرصے سے پیدل چلنا بند تھا — آج ندا نے موقع دے دیا ہے" — عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مگر باس! — فلیٹ تو یہاں سے سات میل دور ہے" — جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا ہوا — ہمارے بزرگ سات میل چل کر پیشاب کرنے جاتے تھے" — عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"پھر تو آپ کے بزرگوں کو واپس آتے آتے پھر پیشاب آجاتا ہوگا" — جوزف نے جلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں! — یہ بات تو ٹھیک ہے — اسی لیے تو وہ ساری عمر بس پیشاب ہی کرتے رہے تھے — سرکاری نوکری پر پیشاب — دولت پر پیشاب — بینک بیلنس پر پیشاب — نمود و نمائش پر پیشاب" — عمران نے گردان شروع کر دی۔

"باس! — اگر شکل اچھی نہ ہو تو کم از کم بات تو اچھی کرنی چاہیے — یہ آپ نے کیا پیشاب پیشاب کی گردان شروع کر دی ہے" — جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آج مجھے پتہ چلا ہے کہ تم اچھی باتیں کیوں کرتے ہو" — عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس! — آپ پرنس جوزف کی توہین کر رہے ہیں — میرے قبیلے والے مجھے چاند کا بیٹا کہتے تھے — اور قبیلے کی تمام لڑکیاں میرے حسن کی مثال دیا کرتی تھیں" — جوزف بھی شاید موڈ میں تھا اس لیے ترکی بہ ترکی جواب دیے چلا جا رہا تھا۔

"تمہارے قبیلے کا چاند بھی تمہاری طرح کا ہوگا — اس لیے تمہیں چاند کا بیٹا کہتے ہوں گے — ہمارے والا چاند وہ دیکھ لیتے تو تمہیں چاند کا بیٹا کہنے کی بجائے چاند کا ریچھ کہتے" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جاتا آپ کے ساتھ — ایک تو سات میل پیدل چلوں اور پھر اپنی توہین بھی کراؤں — دونوں کام ایک وقت میں مجھ سے نہیں ہو سکتے" — جوزف نے سڑک کے کنارے نصب میل کے پتھر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس طرح بیٹھنے سے تو دونوں کام ہی بند ہو گئے — اچھا آؤ! — بس تم چلتے رہنا — توہین والا کام میں کرتا رہوں گا" — عمران نے اسے بچوں کی طرح مناتے ہوئے کہا اور جوزف یوں سر ہلاتا ہوا اٹھ پڑا جیسے عمران کی اس بات سے اس کا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ انہیں سامنے سے ایک کار کی بتیاں نظر آئیں۔ کار خاصی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔

"باس! — اس کار کو روکنا چاہیے — ورنہ سات میل پیدل چلتے چلتے میں پرنس کی بجائے کچھ اور ہی بن جاؤں گا" — جوزف نے کہا۔

"ہمت ہے تو روک لو" ——— عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور جوزف تیزی سے آگے بڑھ کر سڑک کے عین درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے تھے۔

"ارے تم کار روک رہے ہو ——— یا ریلوے انجن ——— ؟ اتنی بلندی تک ہاتھ اٹھانے کا کیا تک ہے" ——— عمران نے جو سڑک کی ایک طرف کھڑا تھا اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جوزف نے بے اختیار ہاتھ نیچے کر لئے۔

کار تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ لیکن اس کی رفتار میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ جوزف کو کچلتی ہوئی نکل جائے گی۔ لیکن جوزف بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر جما کھڑا تھا۔

"ہٹ جاؤ جوزف! ——— یہ کار نہیں رکے گی" ——— عمران نے کار کی رفتار دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"مگر باس! ——— سات میل" ——— جوزف نے جواب دیا اور اسی لمحے کار عین جوزف کے سر پر پہنچ گئی۔ اور عمران کو یہی محسوس ہوا کہ کار جوزف پر چڑھ گئی۔

لیکن جوزف عمران کی توقع سے زیادہ پھرتیلا نکلا۔ جیسے ہی کار اس کے قریب پہنچی۔ جوزف نے اچانک فضا میں چھلانگ لگائی اور پھر وہ کار کی چھت پر سے گھسٹتا ہوا دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ اور کار زناٹے کی آواز سے آگے نکلتی چلی گئی۔ اور عمران نے اطمینان کی طویل سانس لی۔

لیکن دوسرے لمحے فضا میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں۔ عمران نے

لاشعوری طور پر زمین پر چھلانگ لگا دی مگر جوزف کی تیز چیخ نے اسے ہراساں کر دیا۔

گولیاں سنسناتی ہوئی عمران کے جسم کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ لیکن جوزف شاید گولیوں کی زد سے نہ بچ سکا تھا۔ اس لئے وہ چیخ مار کر سڑک پر گرا اور پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

کار اسی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کی بتیاں اندھیرے میں ڈوب گئیں۔

عمران نے زمین سے اٹھ کر تیزی سے جوزف کی طرف قدم بڑھائے مگر اسی لمحے جوزف بھی لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا جوزف ——— ؟ کیا گولی لگ گئی ہے" ——— ؟ عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہی اس کے جسم کو ٹٹولتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں باس! ——— میرے بازو اور پہلو میں گولیاں لگی ہیں" ——— جوزف نے لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ اس سے ٹھیک طرح کھڑا بھی نہ ہوا جا رہا تھا۔ یہ شاید اس کی قوت ارادی تھی کہ اتنا شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔

عمران اب صحیح معنوں میں پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ جوزف کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے اور شہر کا فاصلہ یہاں سے کم از کم سات میل تھا۔

"بب ——— باس ——— باس" ——— جوزف نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ سڑک پر گرتا چلا گیا۔ لیکن عمران نے اسے درمیان میں ہی سنبھال لیا۔ اور دوسرے لمحے بھاری بھر کم جوزف اس کے کندھے پر لدا ہوا

تھی اور عمران اسے کندھے پر اٹھائے تیزی سے دوڑ پڑا۔

اب عمران کے ذہن میں صرف ایک ہی بات تھی کہ جلد از جلد جوزف کو ہسپتال تک پہنچائے کیونکہ اس نے جوزف کے پہلو میں خون کی چپچپاہٹ محسوس کر لی تھی اور جہاں سے خون رس رہا تھا وہاں گولی لگنے کا مطلب یہی تھا کہ جوزف کی زندگی شدید خطرے میں ہے۔ اس لئے عمران جوزف کے بھاری بھرکم وجود کو اٹھائے پوری رفتار سے دوڑا چلا جا رہا تھا۔ لیکن فاصلہ بہرحال فاصلہ تھا۔ راستے میں اتنی جلدی تو طے نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن اب عمران کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار بھی تو نہ تھا۔

ابھی عمران جوزف کو اٹھائے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک اسے سڑک کی دائیں طرف ایک چھوٹی سی سڑک جاتی دکھائی دی اور اس سڑک کے اختتام پر اسے ایک بتی جلتی دکھائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہاں کوئی دیہی فارم ہوگا۔ چنانچہ وہ سیدھا جانے کی بجائے تیزی سے اس سڑک پر دوڑتا چلا گیا اور پھر بتی نزدیک آتی چلی گئی۔

عمران کی توقع کے عین مطابق واقعی وہاں ایک فارم کی عمارت تھی جس کا بڑا سا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اور پورچ میں ایک کار بھی کھڑی تھی۔

عمران جیسے ہی پھاٹک میں داخل ہوا۔ اچانک ایک کتے نے بلند آواز میں بھونکنا شروع کر دیا۔ وہ شاید عمارت کی کسی کوٹھڑی میں بند تھا کیونکہ اس کی صرف آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

پھر جیسے ہی عمران برآمدے میں پہنچا۔ دو آدمی دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا نوجوان تھا۔

"کون ہو تم ——— ؟ رک جاؤ" ——— نوجوان نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا ساتھی شدید زخمی ہے ——— اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے" ——— عمران نے ان کے قریب رکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر بلب کی روشنی میں شاید جوزف کے جسم اور عمران کے جسم میں پھیلا ہوا خون انہیں بھی نظر آ گیا تھا۔

"اوہ ——— واقعی یہ تو بہت زخمی ہے ——— اسے اندر لے آؤ ——— میں ڈاکٹر ہوں" ——— ادھیڑ عمر نے کہا اور پھر ان کی رہنمائی میں عمران ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک بڑی سی میز پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے جوزف کو اس میز پر لٹا دیا۔

"میرا بیگ لے آؤ رفیق ——— جلدی کرو" ——— ادھیڑ عمر نے چیختے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یس ڈاکٹر! ——— ابھی لایا" ——— نوجوان نے جس کا نام رفیق تھا، جواب دیا اور وہ دوڑتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"اسے تو گولیاں لگی ہیں" ——— ڈاکٹر نے جوزف کا معائنہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ——— کونسی میٹھی یا کھٹی میٹھی" ——— ؟ عمران نے معصوم سے انداز میں کہا۔

اور ڈاکٹر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار سا بہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر کی آنکھوں سے یوں محسوس ہوا جیسے

اُسے عمران کی ذہنی صحت کے بارے میں شبہ ہوگیا ہو۔

اسی لمحے رفیق واپس کمرے میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بیگ تھا۔ ڈاکٹر نے بیگ سنبھالا۔

"رفیق! ——— غسل خانے سے گرم پانی بھی لے آؤ" ——— ڈاکٹر نے اسے دوسری ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر" ——— رفیق نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوبارہ دروازے کی طرف دوڑ گیا۔

"یہ تمہارا کیا لگتا ہے مسٹر" ——— ؟ ڈاکٹر نے بیگ کھول کر ایک انجکشن تیار کرتے ہوئے عمران سے سوال کیا۔

"یہ ہمارا باڈی گارڈ ہے ——— اس کا نام جوزف ہے ——— جوزف دی گریٹ" ——— عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا

"تمہارا باڈی گارڈ" ——— ؟ ڈاکٹر ایک بار پھر چونک پڑا اور اب وہ غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں! ——— ہم سچ کہہ رہے ہیں ——— ہم ریاست ڈھمپ کے شہزادے ہیں اور یہ ہمارا باڈی گارڈ ہے ——— اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو ہم اب تک اسے ڈسمس کر چکے ہوتے ——— ہمارا غضب خدا کا ——— اب پرنس آف ڈھمپ کو باڈی گارڈ اٹھا کر بھاگنا پڑتا ہے" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا

ڈاکٹر نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ جوزف کو انجکشن لگانے میں مصروف ہوگیا۔ اتنے میں رفیق گرم پانی لے کر آ گیا۔ اور پھر ڈاکٹر نے باقاعدہ جوزف کا آپریشن کر ڈالا۔ جوزف کے جسم سے اس نے تین گولیاں

نکالیں۔ زخموں کو ٹانکے لگائے اور پھر بینڈیج کر کے اس نے اسے طاقت کے انجکشن دیئے۔ جب اُسے پوری طرح تسلی ہوگئی کہ اب جوزف خطرے سے باہر ہوگیا ہے تو اس نے ایک طویل سانس لے کر بیگ بند کر دیا۔

"میرے ساتھ آئیے پرنس! ——— آپ کا باڈی گارڈ اب خطرے سے باہر ہے" ——— ڈاکٹر نے بیگ رفیق کے حوالے کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باڈی گارڈ ہمیشہ خطرے میں رہتا ہے ڈاکٹر! ——— اگر وہ خطرے سے باہر ہو جائے تو پرنس خطرے میں آ جاتا ہے" ——— عمران نے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران ڈاکٹر کے ساتھ چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آ گیا۔ یہاں صوفے رکھے ہوئے تھے۔

"بیٹھئے پرنس" ——— ڈاکٹر نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر نے سامنے والے صوفے پر نشست سنبھال لی۔ رفیق بیگ رکھ کر واپس آ چکا تھا۔

"رفیق! ——— الماری میں سے میرا ریوالور نکال کر لے آؤ" ——— ڈاکٹر نے رفیق سے مخاطب ہو کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس ڈاکٹر" ——— رفیق نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے شمالی دیوار کے ساتھ موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

عمران خاموش بیٹھا رفیق کو الماری سے ریوالور نکالتے دیکھتا رہا۔ رفیق نے ریوالور نکال کر ڈاکٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اس میں گولیاں موجود ہیں؟" — ؟ ڈاکٹر نے رفیق سے پوچھا۔

"یس ڈاکٹر! — مگر سیفٹی کیچ لگا ہوا ہے" — رفیق نے جواب دیا اور خود ڈاکٹر والے صوفے کی پشت پر بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"او کے! — میں اسے سنبھالوں گا" — ڈاکٹر نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے انگوٹھے کی مدد سے سیفٹی کیچ ہٹایا اور ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — تو اب تم اپنے متعلق سچ سچ بتا دو" — ڈاکٹر نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے ڈاکٹر یہ ریوالور" — عمران نے اچانک صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی اور پھر اس نے ریوالور ڈاکٹر کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کیوں — کیا ہوا" — ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ارے اتنا نایاب ریوالور! — تم یقین کرو ڈاکٹر — اس ماڈل کے ریوالور کے لئے میں نے پوری دنیا کی خاک چھان ماری ہے۔ مگر اس ماڈل کا ریوالور نہیں ملا اور یہ تمہارے پاس ہے — بہت خوب کمال ہے ڈاکٹر" — عمران نے ڈاکٹر کے ہاتھ سے ریوالور لیکر واپس صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے تحسین آمیز انداز میں ریوالور پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"یہ میرے والد کی یادگار ہے — اس لئے میں تمہیں تحفے کے

طور پر نہیں دے سکتا — البتہ تم اسے جی بھر کر دیکھ سکتے ہو" — ڈاکٹر نے [illegible] ہوئے جواب دیا۔

"نہیں ڈاکٹر! — جو چیز مجھے پسند آجائے وہ میں حاصل کر لیتا ہوں — اس لئے یہ ریوالور اب میرا ہو گیا" — عمران نے [illegible] سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بالکل نہیں — ہرگز نہیں — واپس کرو میرا ریوالور" — ڈاکٹر نے غصیلے انداز میں اٹھ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ واپس" — اچانک عمران کا لہجہ بدل گیا اس نے ریوالور کا رخ ڈاکٹر کی طرف کر دیا تھا۔

اور پھر شاید یہ عمران کے لہجے کا اثر تھا یا ریوالور کا۔ کہ ڈاکٹر ایک جھٹکے سے واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"چلو لے لو — تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس حاتم طائی سے پالا پڑا تھا" — ڈاکٹر نے بے بس ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ ڈاکٹر حاتم طائی" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام حاتم طائی نہیں — ڈاکٹر عثمان زاہدی ہے" — ڈاکٹر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہو — میں تو تمہیں حاتم طائی ہی کہوں گا — ہاں تو حاتم طائی! — اب تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو — ؟ اور یہ فرمانبردار قسم کا رفیق کیا شئے ہے" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"رفیق میرا اسسٹنٹ ہے — یہ زرعی فارم میری ملکیت ہے اور انچارج رفیق ہے — میں ہر اتوار کی رات یہاں فارم کا حساب کتاب

چیک کرنے آتا ہوں ۔۔۔ ورنہ میری رہائش آفیسر کالونی میں ہے اور میں [illegible] یہ کلینک تو بس ۔۔۔" ڈاکٹر نے تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ جیسا کہ آپ نے وضاحت کر دی ۔۔۔ تو [illegible] میں سمجھا تھا کہ آپ [illegible] بیکاروں کے ڈاکٹر ہیں ۔۔۔ بہرحال [illegible] آپ [illegible] آپ نے نہ صرف ہمارے [illegible] بلکہ میری گاڑی کو [illegible] ایک نایاب قسم کا ریوالور بھی تحفہ میں دے [illegible]

[illegible] کے باس کون ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا

"باس ہے ۔۔۔ رفیق" ڈاکٹر نے عمران کو جواب دے [illegible] رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ڈاکٹر" ۔۔۔ رفیق جو بالکل خاموش کھڑا تھا فوراً بول پڑا۔

"فون پولیس کے سامنے لا کر رکھ دو" ۔۔۔ ڈاکٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا

"یس ڈاکٹر ۔۔۔ ابھی لایا" ۔۔۔ رفیق نے حسب عادت انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ [illegible] اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا، اچانک دور سے رفیق کی چیخ سنائی دی اور عمران اور ڈاکٹر چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرے لمحے [illegible] دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے اچانک چھلانگ لگائی اور تیزی سے ایک صوفے کے پیچھے چھپ گیا۔ البتہ ڈاکٹر دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر دروازے تک پہنچتا اچانک پانچ نقاب پوش ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر زور سے ڈاکٹر کو دھکا دیا اور ڈاکٹر چیختا ہوا صوفوں کے درمیان

فرش پر جا گرا۔

"وہ حبشی اور اس کا ساتھی کہاں ہیں ۔۔۔ جلدی جواب دو بڈھے ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ۔۔۔ ایک نقاب پوش نے چیختے ہوئے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کک ۔۔ کون حبشی" ۔۔۔ ڈاکٹر نے لڑکھڑا کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے کمرہ چٹاخ کی تیز آواز سے گونج اٹھا نقاب پوش نے پوری قوت سے اٹھتے ہوئے ڈاکٹر کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔ اور ڈاکٹر اس صوفے پر جا گرا جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔

"ارے ارے اسے کیوں مارتے ہو ۔۔۔ یہ بیچارہ" ۔۔۔ اچانک عمران نے صوفے کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

"فائر ۔۔۔" نقاب پوش نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور تمام نقاب پوشوں کی برین گنوں کا رخ عمران کی طرف ہو گیا۔ ڈاکٹر برین گنوں کو دیکھ کر بدحواس ہو کر نیچے فرش پر ہی لڑھک گیا۔

ادھر عمران نے فائر کی آواز سنتے ہی تیزی سے غوطہ لگایا اور نقاب پوشوں کی برین گنوں سے نکلنے والی گولیاں صوفے میں دھنستی چلی گئیں۔ نقاب پوش فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ صوفے کے قریب پہنچتے اچانک صوفہ ہوا میں اچھلا اور ان پانچوں نقاب پوشوں سے پوری قوت سے ٹکرا گیا اور وہ پانچوں ہی اس سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کرتا

اچانک کمرے میں تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور تینوں نقاب پوشوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور باقی دو نے تڑپ کر کمرے کے دروازے کے باہر چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے عمران کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور دو نقاب پوشوں میں سے ایک دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ جبکہ دوسرا باہر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران نے مڑ کر دیکھا تو کمرے کے دوسرے دروازے میں جوزف ہاتھ میں ریوالور پکڑے کھڑا تھا۔ پہلی گولیاں اسی کے ریوالور سے نکلی تھیں۔

"بہت خوب جوزف! ——— اسے کہتے ہیں باڈی گارڈی" ——— عمران نے جوزف کی طرف مڑ کر تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ایک نکل گیا باس" ——— جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو نکل گیا سو نکل گیا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور پھر اس نے الٹا ہوا صوفہ سیدھا کیا تو ڈاکٹر جو کسی پژمردہ چھپکلی کی طرح پڑا ہوا تھا۔ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"یہ ——— یہ ——— یہ ——— لوگ کون تھے" ——— ڈاکٹر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نقاب پوش تھے ——— شب برات میں پٹاخے چلاتے پھر رہے تھے" ——— عمران نے مطمئن انداز میں کہا اور پھر وہ فرش پر پڑے ہوئے تینوں نقاب پوشوں کی طرف بڑھ گیا۔ گولیاں ان کے دلوں میں سوراخ کر گئی تھیں۔ اس لئے وہ بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔

"تم رفیق کو دیکھو ڈاکٹر! ——— شاید وہ زخمی ہے" ——— عمران نے

[illegible] ہوئے نقاب پوش کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ——— رفیق کی چیخ تو میں نے بھی سنی تھی" ——— ڈاکٹر نے چونک کر کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ڈاکٹر کے باہر جاتے ہی عمران نے چاروں نقاب پوشوں کے نقاب باری باری نوچ لیے اور انہیں غور سے دیکھا۔ البتہ وہ چاروں ہی کوئی مقامی [illegible] لگتے تھے اور [illegible] ایک آدمی کے چہرے پر عمران کی نظریں جم گئیں۔ وہ [illegible] گیا تھا۔ [illegible] کا [illegible] بار تھا۔

اسی لمحے ڈاکٹر رفیق کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ [illegible] بے ہوش تھا۔

"یہ ایک [illegible] ہے" ——— ڈاکٹر نے رفیق کو [illegible] لٹاتے ہوئے کہا۔

"لیں ڈاکٹر" ——— اس بار عمران نے رفیق کی طرح [illegible] لہجے میں کہا۔

[illegible] ایک طرف کونے میں رکھا ہوا بیگ اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس رکھ دیا۔

ڈاکٹر نے تیزی سے بیگ کھولا اور پھر وہ ایک انجکشن تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے دیکھا کہ رفیق صرف بے ہوش تھا۔ اس کے سر پر پشت کی طرف سے [illegible] چیز ماری گئی تھی۔

عمران نے جوزف کو آنکھ سے اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔ ڈاکٹر رفیق کی مرہم پٹی میں مصروف تھا اس لئے اسے ان دونوں کے وہاں سے جانے کا احساس تک نہ ہو سکا۔

"نکل چلو یہاں سے ——— ورنہ یہ ڈاکٹر گلے پڑ جائے گا" ——— عمران نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں جوزف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے بھاگتے ہوئے برآمدے میں آ گئے۔

یہاں پورچ میں ایک چھوٹی سی کار کھڑی تھی۔ عمران تیزی سے اس کار کی طرف لپکا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس نے تار کی مدد سے اس کا انجن سٹارٹ کر لیا۔

جوزف نے کار کی پچھلی سیٹ سنبھال لی اور پھر عمران نے کار کا رخ موڑ کر پھاٹک کی طرف کیا اور کار تیزی سے دوڑتی ہوئی پھاٹک کراس کر گئی۔ اس بار انہیں کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی نہ دی تھی۔ شائد نقاب پوشوں نے پہلے ہی اس کا بندوبست کر دیا تھا۔

"باس! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے" جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکشن سے بھرپور فلم چل رہی ہے اور ایکشن بھی فاسٹ۔ کیوں مزہ آ رہا ہے نا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے جوزف کیا جواب دیتا۔ خاموش ہی رہا۔

اتنی دیر میں کار مین روڈ پر پہنچ چکی تھی۔ اور پھر عمران نے کار کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کر دیا۔ ویسے وہ خود اسی الجھن میں تھا کہ آخر یہ اچانک کیا چکر چل پڑا ہے کہ مسلسل اور زوردار حملے اس پر شروع ہو گئے ہیں اور مجرم بھی اتنے دیدہ دلیر ہیں کہ ایک حملے کے بعد فوراً ہی دوسرا حملہ کر رہے ہیں۔

"ویسے باس! قسمت ہی تھی کہ ہم اب تک بچے ہوئے ہیں۔ ورنہ انہوں نے کسر کوئی نہیں چھوڑی" جوزف نے ایک بار پھر بات کی۔

"میرا حساب ہمیشہ کمزور رہا ہے اس لئے یہ کسر والے سوال مجھ سے کبھی حل نہیں ہوتے۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کسر رہ ہی جاتی تھی۔ ویسے کیا وہاں افریقہ میں بھی حساب پڑھایا جاتا ہے" عمران نے جواب

باس! وہاں حساب یہ ہوتا ہے کہ دشمنوں کے کتنے آدمی مارے گئے ... جوزف نے جواب دیا۔

... دوستوں کی کتنی لاشیں گریں" ... "بہت خوب۔ بڑا سیدھا سادہ حساب ہے۔ مجھے پتہ ہوتا تو میں افریقہ میں ہی جا کر حساب ... خواہ مخواہ یہاں دردسری کرتا رہا" عمران نے جواب دیا۔

... بار جوزف نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے وہ جواب دیتا بھی کیا۔

... کار خاصی تیز رفتاری سے فلیٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



ایک چھوٹے سے کمرے میں رکھی ہوئی میز کے گرد صرف تین کرسیاں تھیں۔ جن میں سے دو پر دو قوی الجثہ غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ تیسری ... خالی تھی۔

"آخر کرنل کو یہ بیٹھے بٹھائے کیا سوجھی کہ وہ اس پسماندہ ملک میں آ گیا ہے؟" ... غیر ملکی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور نہ صرف خود یہاں آ گیا ہے بلکہ ہمیں بھی بلا بھیجا ہے۔ بھلا

"اس ملک سے ہمیں کیا ملنا ہے ۔۔۔۔ یہ احمق سے لوگ ہیں یہاں کے" ایک غیر ملکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے کونے میں موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے بال برف کی طرح سفید تھے جو اس کے سرخ چہرے پر بہت جچ رہے تھے۔ سفید بالوں والے کو اندر آتے دیکھ کر دونوں غیر ملکی باتیں کرتے کرتے رک گئے۔

"ہیلو ٹوم اینڈ جیری" ۔۔۔۔ سفید بالوں والے نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہیلو کرنل" ۔۔۔۔ دونوں غیر ملکیوں نے مسکراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کو یہاں تک پہنچنے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی" ۔۔۔۔ کرنل نے بھی مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں کرنل ۔۔۔ پریشانی کیسی" ۔۔۔۔ دونوں نے بیک وقت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بتائیے کہ ہمیں یہاں بلوانے کا مقصد کیا ہے" ۔۔۔۔ جیری نے پوچھا۔

"تمہارا حکم تو ماننا ہی تھا کرنل ۔۔۔ بس تمہارا پیغام پہنچا اور ہم آ گئے ۔۔۔ لیکن اس پسماندہ ملک میں ہمارے لئے کیا چارم ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"سنو ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں ہمارے مطلب کی ایک چیز موجود ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے اس اطلاع کی چھان بین کی تو یہ بات

پتا چلی چنانچہ میں یہاں آ گیا اور پھر ابتدائی کام کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ تمہارے بغیر مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں بلا لیا ہے" ۔۔۔۔ کرنل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر وہ کیا چیز ہے ۔۔۔ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے" ۔۔۔ دونوں غیر ملکیوں نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایک فارمولا ہے ۔۔۔ جسے سائنسی طور پر بیک میگنٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مقناطیس کی قوت کے بالکل الٹ کام کرتی ہے۔ یعنی بجائے لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کے اسے دور دھکیل دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں بیک میگنٹ جہاں موجود ہو ۔۔۔ وہاں اس کے دائرہ اثر میں لوہے کا کوئی ہتھیار داخل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ بلکہ جیسے ہی وہ داخل ہو گا یہ خود بخود اسے دور دھکیل دے گا اور پھر خاص بات اس میں یہ ہے کہ جس چیز میں وہ پھر بھی دوبارہ موجود ہو گا ۔۔۔ یہ اس پر مکمل اثر ڈالے گا اور اس فارمولے سے جو بیک میگنٹ بنایا گیا ہے اس کا دائرہ اثر سو میل تک ہے" ۔۔۔۔ کرنل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ بڑی شاندار ایجاد ہے ۔۔۔ بیک میگنٹ کے دائرہ اثر کو سو میل سے بڑھا کر ہزار میل تک بھی لایا جا سکتا ہے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ جس ملک میں یہ بیک میگنٹ موجود ہو گا وہاں دنیا کی کوئی طاقت کوئی ہتھیار استعمال نہ کر سکے گی" ۔۔۔۔ ٹوم نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ایسا ہی ہے ۔۔۔ اس لحاظ سے یہ فارمولا ہمارے لئے

بے حد قیمتی ہے ـــــ کوئی بھی بڑا ملک منہ مانگے داموں ہم سے یہ فارمولا خرید سکتا ہے ـــــ اور تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ میں نے دنیا کی تینوں بڑی طاقتوں سے اس فارمولے کی فروخت کے لئے ابتدائی بات چیت بھی کر لی ہے ـــــ تینوں بڑی طاقتیں بڑھ چڑھ کر بولی لگا رہی ہیں ـــــ اور بات اربوں کھربوں ڈالر تک پہنچ چکی ہے" ـــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کرنل! ـــــ اتنا بڑا سودا ـــــ واقعی کمال ہے ـــــ یہ تو ہماری زندگی کا سب سے بڑا سودا ہوگا ـــــ لیکن اتنا قیمتی فارمولا اس پسماندہ ملک میں کیسے پہنچ گیا" ـــــ ہیری نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں پہنچا نہیں ہے ـــــ بلکہ یہاں کے ایک نوجوان سائنسدان نے اسے ایجاد کیا ہے" ـــــ کرنل نے جواب دیا۔

"یہاں کے سائنس دان نے ایجاد کیا ہے ـــــ کمال ہے۔ اتفاق سے ہی ایجاد ہو گیا ہوگا" ـــــ دونوں غیر ملکیوں نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"بہرحال، جو کچھ بھی ہے ـــــ اب یہ فارمولا یہاں موجود ہے ـــــ اور ہم نے اسے حاصل کرنا ہے ہر قیمت پر" ـــــ کرنل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل حاصل کریں گے ـــــ بھلا اس پس ماندہ ملک کو کیا حق ہے کہ اتنی قیمتی ایجاد کو اپنے پاس رکھے ـــــ اور یہاں سے یہ فارمولا حاصل کرنا کوئی مشکل بھی نہ ہوگا ـــــ یہاں کے لوگ تھرڈ آرمی کا مقابلہ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے" ـــــ ہیری نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے ـــــ پہلے پہل میرا اپنا خیال بھی یہی تھا کہ یہاں سے فارمولا حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا ـــــ لیکن ابتدائی چھان بین کے بعد مجھے محسوس ہوا ہے کہ یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے جتنا میں سمجھ رہا تھا ـــــ اس لئے میں نے تم دونوں کو بلوایا ہے" ـــــ کرنل نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ کرنل! تم اب بوڑھے ہوتے جا رہے ہو ـــــ بھلا تھرڈ آرمی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے ـــــ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں تھرڈ آرمی اور سٹار برادرز کا نام سنتے ہی ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتی ہیں۔ اور یہ پسماندہ اور احمق لوگ ـــــ ہونہہ ـــــ" ٹیری نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"بہرحال جو کچھ بھی ہو ـــــ ہم نے یہ فارمولا حاصل کرنا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ہم نے جس قدر جلد ممکن ہو سکے ـــــ اس فارمولے پر قبضہ کرنا ہے ـــــ اگر دنیا میں موجود مجرم تنظیموں یا بڑی طاقتوں کی سیکرٹ سروسز کو اس فارمولے کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر وہ سب میدان میں کود پڑیں گی" ـــــ کرنل نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تھرڈ آرمی کا مخصوص فاسٹ ایکشن یہاں کام میں لایا جائے" ـــــ ٹوم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ سوائے فاسٹ ایکشن کے گزارہ بھی نہ ہوگا ـــــ صرف فاسٹ ایکشن سے ہی فارمولا حاصل کیا جا سکتا ہے" ـــــ کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــــ فاسٹ ایکشن کی بات طے ہو گئی ـــــ اب تم

مزید تفصیلات بتاؤ کہ فارمولا کہاں ہے۔۔۔؟ اور کس کے پاس ہے؟"
دونوں نے جواب دیا۔

"سنو!۔۔۔ یہ فارمولا یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے قبضے میں ہے۔۔۔ گزشتہ سال یہاں اعلیٰ سطح کی کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اہم ترین فارمولوں کی نگرانی براہ راست سیکرٹ سروس کرے گی۔ اس لئے یہ فارمولا سیکرٹ سروس نے حاصل کر لیا ہے اور اب انہی کے قبضے میں ہے۔۔۔" کرنل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اور یہاں کی سیکرٹ سروس کا حدود اربعہ کیا ہے۔۔۔ کچھ اس کا پتہ چلا۔۔۔؟" دونوں غیر ملکیوں نے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ میں نے انکوائری کی ہے۔۔۔ لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہاں کی سیکرٹ سروس بالکل خفیہ طور پر کام کرتی ہے۔۔۔ کسی کو نہ ہی اس کے ممبروں کا علم ہے اور نہ ہی اس کے ہیڈ کوارٹر کا۔ اور دوسری بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف کبھی سامنے نہیں آتا۔۔۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ ایکسٹو کہلاتا ہے۔۔۔ بہت زیادہ بھاگ دوڑ کے بعد اتنا پتہ چلا کہ یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا علی عمران کبھی کبھار سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔۔۔ اور وہ بظاہر ایک احمق سا نوجوان ہے۔۔۔ لیکن دراصل انتہائی چالاک۔۔۔ عیار۔۔۔ اور خطرناک آدمی ہے"۔۔۔ کرنل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہم سے زیادہ عیار۔۔۔ چالاک۔۔۔ اور خطرناک کیا ہو گا۔۔۔؟ اس کا کوئی اتہ پتہ ہو تو اسے اغوا کر لیتے ہیں اور پھر چند لمحوں بعد وہ

سب کچھ بتا دے گا"۔۔۔ دونوں غیر ملکیوں نے برا سا منہ بناتے ہوئے
۔۔۔

"نہیں!۔۔۔ یہ غلط آئیڈیا ہے۔۔۔ اس علی عمران کو اگر ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی کہ ہم اس فارمولے کے لئے کام کر رہے ہیں تو پھر یہ ہمارے لئے عذاب بن جائے گا۔۔۔ میں نے اس کی ہسٹری معلوم کر لی ہے۔ یہ بے حد خطرناک آدمی ہے۔۔۔ چنانچہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے ہی مرحلے میں اس کا کانٹا راستے سے صاف کر دیا جائے۔۔۔ اور پھر اطمینان سے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کیا جائے اور وہاں سے فارمولا حاصل کر لیا جائے۔۔۔ چنانچہ میں نے یہاں ایک گروپ بنایا اور اس کے بعد میں نے کام کا آغاز کر دیا۔۔۔ اب سے دو گھنٹے پہلے مجھے اطلاع ملی تھی کہ علی عمران اپنے ایک نیگرو ساتھی سمیت ایک مقامی کلب میں موجود ہے۔۔۔ چنانچہ میں نے اپنے کرائے کے ساتھیوں کو اس پر حملے کا حکم دے دیا ہے اور منصوبہ ایسا جامع بنایا ہے کہ گروپ کو تین ٹولیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔۔۔ تینوں ٹولیاں ایک دوسرے کے بعد متواتر حملے کریں گی۔۔۔ اور اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا جائے۔۔۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ ابھی کچھ دیر بعد یہ خبر مل جائے گی کہ علی عمران کا کانٹا صاف کر دیا گیا ہے۔۔۔ اس کے بعد ہم اصل کام شروع کر دیں گے"
کرنل نے کہا۔

"بہرحال۔۔۔ یہ تمہارا طریقہ کار ہے۔۔۔ میرا تو اب بھی یہی خیال ہے کہ بعد میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرنے کے چکر میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اس علی عمران سے ہی کیوں نہ سب کچھ پوچھ لیا جاتا"۔۔۔

ایک غیر ملکی نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل کوئی جواب دیتا۔ اچانک کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ کرنل نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر سگریٹ کیس جتنا چپٹا سا ڈبہ باہر نکال لیا۔ یہ جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا جس کا دائرہ کار سو میل تک تھا۔

"میرے خیال میں علی عمران کا تو پتہ صاف ہو ہی گیا ہے ۔۔۔ یہ اسی کے متعلق اطلاع ہو گی" ۔۔۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بکس کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز جو اس بکس سے نکل رہی تھی یکدم ختم ہو گئی اور ایک مردانہ آواز ابھر آئی۔

"ہیلو ۔۔۔ راجر سپیکنگ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ کا تاثر موجود تھا۔

"یس ۔۔۔ کرنل سپیکنگ اوور" ۔۔۔ کرنل نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل! ۔۔۔ ہمارا حملہ ناکام ہو گیا ہے اوور" ۔۔۔ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ حملہ کیسے ناکام ہو سکتا ہے اوور" ۔۔۔؟ کرنل کے لہجے میں تعجب کے ساتھ ساتھ غصیلا پن بھی ابھر آیا تھا۔

"کرنل! ۔۔۔ پہلے گروپ نے منصوبے کے مطابق علی عمران کی کار کے سامنے اچانک ٹرک کھڑا کر دیا ۔۔۔ لیکن عمران نے سپورٹس کار بر وقت روک لی اور ٹکر نہ ہو سکی ۔۔۔ اس پر اس کی کار پر بم پھینکا گیا اور کار تباہ ہو گئی ۔۔۔ دوسرے گروپ نے جب پہلے حملے کے نتائج کی چیکنگ کی تو

معلوم ہوا کہ وہ دونوں کار تباہ ہونے کے باوجود بچ گئے ہیں ۔۔۔ عمران اور ایک نیگرو ساتھی ۔۔۔ چنانچہ دوسرے گروپ نے نیگرو پر کار چڑھا دی لیکن وہ بچ نکلے ۔۔۔ اور پھر کار پر سے ان دونوں پر مشین گن سے فائرنگ کی گئی اور تیسرے گروپ نے جب اس کا نتیجہ چیک کیا تو معلوم ہوا کہ سڑک پر خون موجود ہے مگر اس کی مقدار معمولی تھی ۔۔۔ چنانچہ یہ سمجھ لیا گیا کہ دوسرا حملہ ناکام ہو گیا ہے ۔۔۔ اس پر خون کی مدد سے ان کا پیچھا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک زیر تعمیر عمارت میں موجود ہیں ۔۔۔ چنانچہ تیسرا گروپ مشین گنیں لے کر اس عمارت پر چڑھ دوڑا ۔۔۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ گروپ کے چار افراد مارے گئے اور پانچواں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر وہاں سے نکل سکا ۔۔۔ اس نے ابھی ابھی مجھے اس امر کی رپورٹ کی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ اوور" ۔۔۔ راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کار تباہ ہو گئی ۔۔۔ لیکن وہ بچ نکلے ۔۔۔ کھلے عام سڑک پر ان پر فائرنگ کی گئی ۔۔۔ لیکن وہ بچ نکلے ۔۔۔ مشین گنوں سے اس بلڈنگ پر جہاں وہ موجود تھے۔ چڑھائی کی گئی ۔۔۔ لیکن وہ بچ نکلے۔ اور چار آدمی بھی ہمارے ہی مارے گئے ۔۔۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے؟ اوور" ۔۔۔ کرنل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ایسے ہی ہوا ہے ۔۔۔ اور ہمارے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ اوور" ۔۔۔ راجر نے جواب دیا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ اوور" ۔۔۔؟ کرنل نے سوال کیا۔

"وہ سوائے اپنے فلیٹ میں جانے کے اور کہاں جا سکتا ہے ۔۔۔ اور میں نے اس کے فلیٹ کا پتہ چلا لیا ہے ۔۔۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۱ میں رہتا ہے ۔۔۔ اب اگر آپ کہیں تو اس کے فلیٹ پر بھرپور حملہ کر دیا جائے ۔ اوور" ۔۔۔ راجر نے پوچھا ۔

"اسے کہو کہ اب اس کے حملے کی کوئی ضرورت نہیں ۔۔۔ ہم خود ہی اسے سنبھال لیں گے" ۔۔۔ ایک غیر ملکی نے کرنل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ۔

"او کے راجر ! ۔۔۔ فی الحال اس بارے میں کوئی مزید اقدام کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ میں نیا منصوبہ بناؤں گا اور پھر تمہیں اطلاع کر دی جائیگی ۔ اوور" ۔۔۔ کرنل نے جواب دیا ۔

"او کے کرنل ! ۔۔۔ بہرحال میرے چار آدمی ختم ہو چکے ہیں اور اب میں خود بھی اس کام میں ملوث ہو گیا ہوں ۔۔۔ اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے کوئی منصوبہ بنا لو ۔۔۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ میں خود اس پر چڑھائی کر دوں ۔ اوور" ۔۔۔ راجر نے کہا ۔

"تم اپنی مرضی سے جو چاہو کرتے رہو ۔۔۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ۔۔۔ اس منصوبے کے لئے تمہیں بہترین معاوضہ دیا گیا تھا لیکن تمہارے آدمی پھر بھی ناکام رہے ۔۔۔ اس کے باوجود ہم تم سے کچھ نہیں کہیں گے ۔۔۔ اور نئے حملے کے لئے نیا معاوضہ دیں گے ۔۔۔ لیکن تمہیں ہمارے منصوبے کے مطابق کام کرنا ہو گا ۔۔۔ سمجھ گئے ۔ اوور" ۔۔۔ کرنل نے فیصلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں ۔۔۔ اور میں اصولاً

آپ کے احکامات کا پابند ہوں ۔۔۔ اس لئے میں خاموش رہوں گا ۔۔۔ لیکن جب آپ درمیان سے ہٹ جائیں گے ۔۔۔ پھر میں آزاد ہوں گا ۔ اوور" ۔۔۔ راجر نے جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کرنل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے اپنی جیب میں ڈال لیا ۔

"تو یہ تھا آپ کا پہلا منصوبہ ۔۔۔ جو بری طرح ناکام ہو گیا ہے ۔۔۔ ...ت ہی نہیں مارا گیا" ۔۔۔ دونوں غیر ملکیوں نے برا سا منہ بناتے ہوئے ...

"تم اب جو چاہو کہہ لو ۔۔۔ بہرحال میں نے اپنی سمجھ کے مطابق منصوبہ بنایا تھا" ۔۔۔ کرنل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا ۔

"دیکھو کرنل ! ۔۔۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے ۔۔۔ تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ تم شکار تلاش کرو اور پھر اس شکار کی فروخت کے بارے میں بات چیت کرو ۔۔۔ شکار حاصل کرنا ہمارا کام ہے ۔۔۔ تم نے خوامخواہ آگے بڑھنے کی کوشش کی اور نتیجہ دیکھ لیا ۔۔۔ اب علی عمران چوکنا ہو گیا ہو گا" ۔۔۔ غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آئی ایم سوری ۔۔۔ واقعی میں نے متعلقہ آدمی کے حوالوں سے ہٹ کر کام کیا ہے اس لئے میں معذرت خواہ ہوں" ۔۔۔ کرنل نے بالکل ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا ۔

"کرنل ! ۔۔۔ تم اب اس علی عمران کو ہم پر چھوڑ دو ۔۔۔ ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ۔۔۔ ہم اپنے طور پر نہ صرف اسے پکڑیں گے بلکہ اس سے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بھی چلا لیں گے ۔۔۔ تم صرف

ہمیں یہ بتاؤ کہ اس فارمولے کی کوئی پہچان وغیرہ ہے ——— تاکہ ہم اسے حاصل کرتے وقت یہ سمجھ جائیں کہ یہی ہمارا ٹارگٹ ہے ——— ایک غیر ملکی نے کہا

"ہاں! ——— اس کی فائل پر 'بی۔ ایم' لکھا ہوا ہے یعنی بلیک میگنٹ اور یہی اس کی پہچان ہے ——— اور یہ فارمولا جہاں تک مجھے پتہ چلا ہے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے سٹرانگ روم میں موجود ہے" ——— کرنل نے جواب دیا۔

"او۔کے کرنل! ——— اب ہمیں اجازت ——— باقی کام ہم خود ہی کر لیں گے" ——— ان دونوں غیر ملکیوں نے کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! ——— اگر مقامی آدمیوں کی ضرورت پڑے تو تم راجر سے میرا حوالہ دے کر بات کر سکتے ہو ——— راجر نیگی بار کا مالک ہے ——— کرنل نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ——— راجر ایک کام میں ناکام ہو چکا ہے اور ہم ایسے آدمی سے کام لینے کے قائل نہیں ——— ہم اس کا انتظام بھی خود ہی کریں گے" ——— ایک غیر ملکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— جیسے تمہاری مرضی ——— بہرحال مجھ سے رابطہ قائم رکھنا میں اس دوران یہ کوشش کروں گا کہ ہیڈ کوارٹر ——— یا ——— سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ٹریس کر لوں" ——— کرنل نے کہا۔

"ہاں! ——— تم یہ کام کر سکتے ہو" ——— ان دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کرنل سے مصافحہ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

تنویر اور جولیا میں آجکل بڑی گہری چھن رہی تھی۔ جب سے جولیا کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ تنویر اس کی عزت بچانے کے لئے اپنی جان پر کھیل گیا تھا تب سے جولیا کا رویہ تنویر کے ساتھ بالکل ہی بدل گیا تھا۔ وہ اب زیادہ وقت تنویر کے ساتھ ہی گزارتی تھی۔ اور تنویر کی تو دنیا ہی بدل گئی تھی۔ اس کے پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ نئے سے نئے سوٹ پہنے ——— عطر میں بسا ہوا وہ جولیا کے ساتھ مختلف کلبوں میں گھومتا رہتا۔

آج بھی وہ آگو کا بار کے رومان پرور ہال میں بیٹھے کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف تھے۔ تنویر نے کتھئی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کا سرخ و سفید چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا۔

"مس جولیا! ——— اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں" ——— ؟ تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں پوچھو" ——— جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اپنے وطن کی یاد نہیں آتی" ——— ؟ تنویر نے کہا۔

"تنویر صاحب! ——— وطن کی یاد کا کیا مطلب ——— ؟ میں اپنے وطن میں ہی تو رہتی ہوں" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا مطلب سوئٹزرلینڈ سے تھا" ——— تنویر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میری جائے پیدائش ضرور ہے ——— لیکن میرا وطن نہیں ہے ——— وطن وہ ہوتا ہے ——— جہاں انسان رہتا ہے ——— جہاں اس کے پیارے پیارے دوست رہتے ہوں ——— ایسے دوست جو اس کی عزت بچانے کے لئے اپنی جان پر کھیل جانا جانتے ہوں ——— اس لئے پاکیشیا ہی میرا وطن ہے" ——— جولیا نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ مس جولیا! ——— آپ بار بار اس واقعے کا ذکر کر کے مجھے شرمندہ کر دیتی ہیں" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی، اچانک تنویر کی نظریں ہال کے مین گیٹ میں داخل ہونے والے دو غیر ملکیوں پر پڑ گئیں اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔

جولیا نے اُسے چونکتے دیکھ کر گیٹ کی طرف دیکھا۔ دونوں غیر ملکی خاصے لمبے چوڑے جسموں کے مالک تھے۔ چہروں پر درشتگی اور سفاکی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ آنکھوں میں سرد مہری تھی۔ غرضیکہ وہ اپنے چہرے مہرے سے ہی سنگدل اور لڑاکے نظر آ رہے تھے۔

دونوں غیر ملکی ہال سے گزر کر کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر

انہوں نے کاؤنٹر کے قریب پڑے ہوئے سٹول سنبھال لئے۔

"کیا بات ہے تنویر صاحب! ——— آپ ان غیر ملکیوں کو دیکھ کر چونکے کیوں تھے ——— ؟" جولیا نے پوچھا۔

"مس جولیا! ——— مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے ان دونوں کو اس سے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے" ——— تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اب بھی ان غیر ملکیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہو سکتا ہے کہیں دیکھا ہو" ——— جولیا نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں مس جولیا! ——— یہ لوگ یونہی نظر انداز کر دینے والے نہیں ہیں ——— ہاں! ——— اب یاد آ گیا ——— یہ دونوں تو سٹار برادرز ہیں" ——— تنویر کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"سٹار برادرز" ——— جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— مس جولیا! ——— آپ نہیں جانتیں ——— یہ دنیا کے خطرناک ترین مجرم ہیں ——— انتہائی چالاک ——— عیار ——— اور سفاک مجرم ——— میں جب ملٹری انٹیلی جنس میں تھا تو ایک بار ان سے ٹکراؤ ہوا تھا اور ہماری ملٹری انٹیلی جنس ان کے مقابلے میں بُری طرح ناکام رہی تھی" ——— تنویر نے جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم بھلا کیا کر سکتے ہیں ——— جب تک کوئی کیس نہ ہو ہم ———" جولیا نے شاید بات ٹالنی چاہی تھی۔

"نہیں جولیا! ——— یہ لوگ اس طرح نظر انداز نہیں کئے جا سکتے ——— یہ دونوں بھائی ہیں اور ہمیشہ اکٹھے کام کرتے ہیں ——— ان کی ہمارے ملک میں

موجودگی کسی بہت بڑے خطرے کی نشاندہی کرتی ہے" ــــ تنویر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" ــــ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا

"میں ان سے پرانا بدلہ چکانا چاہتا ہوں ــــ آج یہ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جا سکتے" ــــ تنویر کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔ وہ شاید جولیا کی وجہ سے فوراً ہی ان دونوں سے بھڑ جانا چاہتا تھا تاکہ جولیا پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈال سکے۔

"نہیں! ــــ ہمیں اس طرح براہ راست کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے۔ ہم ایکسٹو کو ان کی موجودگی کی اطلاع کر دیتے ــــ پھر جیسے وہ کہے" ــــ جولیا نے تنویر کو روکنا چاہا۔

"نہیں مس جولیا! ــــ ایسا موقع پھر نہیں آنا ــــ اگر یہ ایک بار ہاتھ سے نکل گئے تو پھر ان کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آئیں گی" ــــ تنویر نے سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ جیب میں ہاتھ ڈالے تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مجبوراً جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے تنویر کی جذباتیت پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ ان لوگوں سے بھڑ جانا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے ایکسٹو اس کی اجازت نہ دیتا۔

تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا ان دونوں غیر ملکیوں کی پشت پر پہنچ گیا۔ وہ دونوں شراب کے جام ہاتھوں میں پکڑے خاموشی سے چسکیاں لینے میں مصروف تھے۔

"سٹار برادرز! ــــ ہوشیار ہو جاؤ ــــ میرا نام تنویر ہے اور میں نے تم سے ایک پرانا بدلہ چکانا ہے" ــــ تنویر نے ان کی پشت پر کھڑے ہو کر

سخت لہجے میں کہا اور وہ دونوں اس بری طرح چونکے کہ شراب چھلک کر ان کے کپڑوں پر جا گری۔ ان دونوں نے پلک جھپکنے میں جام میز پر رکھے اور تیزی سے مڑ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ اب غور سے تنویر کو دیکھ رہے تھے جو ان کے سامنے پیر پھیلائے کنگ کانگ کی طرح کھڑا تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر! ــــ ہمارا نام سٹار برادرز نہیں" ــــ ان میں سے ایک نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ان میں سے ایک تین چار فٹ دور جا گرا۔ تنویر کا زوردار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ تھپڑ کی آواز سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد چونک پڑے۔ تنویر نے ایک غیر ملکی کو تھپڑ مارتے ہی انتہائی پھرتی سے لات گھما کر دوسرے کے پہلو میں مارنی چاہی، مگر دوسرا غیر ملکی سنبھل چکا تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے غوطہ لگایا اور پھر گھومتے ہوئے تنویر کی پشت پر اس کی لات پڑی اور تنویر اچھل کر قریب پڑی ہوئی میز پر جا گرا۔

تنویر نے گرتے ہی قلابازی کھائی اور پھر وہ کسی بازی گر کی طرح الٹ کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی قلابازی ہی اسے بچا گئی کیونکہ پہلے غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر تنویر پر پھینکا تھا۔ خنجر ٹھیک اس جگہ جا لگا جہاں ایک لمحہ پہلے تنویر کی پشت تھی۔ اگر تنویر الٹی قلابازی نہ کھاتا تو اس کی پشت میں خنجر یقیناً اتر جاتا۔ ان کے جھگڑے کی وجہ سے ہال میں بھگدڑ سی مچ گئی اور سب لوگ ہٹ کر ایک طرف ہو گئے۔

تنویر جیسے ہی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا ایک غیر ملکی نے تیزی سے اپنے جسم کو دائیں طرف جھکایا اور تنویر لاشعوری طور پر بائیں طرف جھکا۔ مگر اسی لمحے دوسرے

غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے بائیں طرف جھک کر تنویر کے پہلو میں ٹکر مارنا چاہا مگر تنویر کا جسم کمان کی طرح مڑا اور اس نے نہ صرف اپنے آپ کو اس ٹکر سے بچا لیا بلکہ اس کے دونوں ہاتھ انتہائی پھرتی سے سمیٹے اور اس کے ہاتھوں کی زد کھا کر دونوں غیر ملکی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ——— رک جاؤ" —— اچانک ہال میں ایک دھاڑ سی سنائی دی۔ لیکن وہاں اس دھاڑ کی کسے پرواہ تھی۔

ان دونوں غیر ملکیوں کے نیچے گرتے ہی تنویر تیزی سے اچھلا اور پھر اس کا ایک پیر پوری قوت سے ایک غیر ملکی کی گردن کو رگڑتا چلا گیا۔ جبکہ دوسرے غیر ملکی کے سینے پر ضرب پڑی اور دونوں غیر ملکیوں کے حلق سے جگر سی چیخیں نکل گئیں۔

تنویر حملہ کر کے تیزی سے پلٹا۔ مگر شاید اب اس کا ستارہ گردش میں آ گیا تھا کہ جیسے ہی وہ مڑا، ایک غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے اس کی ٹانگ پکڑ لی اور دوسرے لمحے تنویر منہ کے بل زمین پر جا گرا، اور پھر دونوں غیر ملکیوں نے کروٹ بدلی اور اس پر سوار ہو گئے۔ اور اسی لمحے تنویر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور اسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے تو دونوں غیر ملکی انتہائی پھرتی سے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی انہیں روکتا وہ مین گیٹ سے باہر دوڑتے چلے گئے۔ اور چند ہی لمحوں میں باہر اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ تنویر کے پہلو میں خنجر گھسا ہوا تھا اور فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

جولیا جو گیٹ کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے ایک نظر تنویر پر ڈالی جو فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے ان دونوں غیر ملکیوں کے پیچھے لپک گئی۔ تنویر کو اس نے وہاں موجود افراد پر چھوڑ دیا کیونکہ اسے علم

تھا تنویر کو فوری طبی امداد مل جائے گی لیکن یہ لوگ اگر ہاتھ سے نکل گئے تو پھر ان کی تلاش کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

چنانچہ جولیا تیزی سے باہر نکلی اور پھر اس نے ان دونوں کو بھاگ کر کمپاؤنڈ کی دیوار کی طرف دوڑتے دیکھا اور پھر اس نے ان دونوں کو اچھل کر دیوار پھلانگتے اور دوسری طرف کودتے دیکھ لیا۔

جولیا ان کے پیچھے جانے کی بجائے تیزی سے گیٹ کی طرف دوڑتی چلی گئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے کونے میں کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی چھوٹی سی کار کا دروازہ کھولا اور پھر دوسرے لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دائیں طرف کے چوک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جولیا نے دانستہ کار کی بتیاں نہ جلائی تھیں اور اسے اندازہ تھا کہ جس طرف ستار برادرز کود گئے تھے اس طرف جو گلی تھی وہ اسی چوک پر آ کر نکلتی تھی اس لئے جولیا سیدھی اس چوک کی طرف ہی آئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ستار برادرز اسی چوک پر نکلیں گے اور ہوا بھی یہی۔ اس نے اس گلی سے ستار برادرز کو نکلتے دیکھا۔ دونوں چوک کے قریب کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جولیا نے کار اس ٹیکسی کے پیچھے لگا دی۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی اس لئے سڑکوں پر ٹریفک بے حد کم تھی اس لئے وہ بغیر بتیاں جلائے ان کا تعاقب کئے جا رہی تھی۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اچانک ایک ایسی سڑک پر گھوم گئی جو راکو جھیل کی طرف جاتی تھی اور ایسے وقت میں وہاں کسی ٹریفک کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے جولیا صرف ویران سڑک کی وجہ سے

ٹیکسی کا تعاقب نہ چھوڑ سکتی تھی۔ وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔

پھر جیسے ہی اس کی کار ایک موڑ مڑ کر سیدھی ہوئی اچانک دھماکے کی آواز سنائی دی اور جولیا کی کار ڈگمگانے لگی۔ جولیا نے بڑی مشکل سے سٹیرنگ پر کنٹرول کیا اور کار ایک طرف روک لی۔ جولیا صورت حال کو سمجھ گئی تھی کہ کار کا ٹائر گولی مار کر پھاڑا گیا ہے۔ اس لئے کار رکتے ہی اس نے انتہائی تیزی سے دروازہ کھولا اور سڑک کے کنارے موجود جھاڑیوں میں چھلانگ لگا دی اور پھر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ اب یہ اتفاق ہی تھا کہ اس کی جیب میں ریوالور تک نہ تھا کیونکہ وہ تو صرف تفریح کرنے گئی تھی۔

کافی دور تک جھاڑیوں میں بھاگنے کے بعد جولیا ایک جگہ رکی اور مڑ کر سڑک کی طرف دیکھنے لگی کہ اچانک کسی نے اس پر چھلانگ لگا دی اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا سنبھلتی اس کی گردن کسی شکنجے میں جکڑتی چلی گئی اور جولیا گھسٹ کر پشت کے بل زمین پر جا گری۔ مگر اس نے پلک جھپکنے میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر نیچے گرتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے قلابازی کھائی اور اس کی گردن آزاد ہو گئی۔

مگر اس سے پہلے کہ جولیا اٹھتی اُسے پکڑنے والا بھی بے حد پھرتیلا نکلا جیسے ہی جولیا کی گردن اس کے پنجے سے آزاد ہوئی اس نے لٹو کی طرح اپنے جسم کو گھمایا اور اس کی دونوں ٹانگیں اٹھتی ہوئی جولیا کے پہلو پر پڑیں اور وہ چیخ مار کر منہ کے بل جھاڑی میں جا گری۔ مگر نیچے گرتے ہی جولیا تیزی سے قلابازی کھا گئی اور اُسے پکڑنے والا جس نے اس کے نیچے گرتے ہی اس پر چھلانگ لگائی تھی ٹھیک اس جگہ منہ کے بل آ گرا جہاں ایک لمحہ پہلے جولیا گری تھی۔ جولیا قلابازی کھا کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اُسے پکڑنے والا اتنی پھرتی سے

مگر وہ [illegible] کامیاب نہ ہو سکا اور جولیا نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس کے [illegible] پوری قوت سے اس کے سینے پر پڑے اور اس آدمی کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

جولیا دوسری چھلانگ لگانے کی نیت سے ہوا میں اچھلی ہی تھی کہ اس کی پشت پر پوری قوت سے ضرب لگی اور جولیا اچھل کر منہ کے بل زمین پر جا گری لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جولیا نے تڑپ کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر ایک اور ضرب اس کے سر پر پڑی اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔



عمران کار دوڑائے اپنے فلیٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ اچانک یہ کون لوگ اس پر تابڑ توڑ حملوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اس نے ریگی بار کے ایک غنڈے کو پہچان لیا تھا اس لئے اس کے ذہن میں صرف اتنا خیال ضرور تھا کہ وہ ریگی بار کے ذریعے ان لوگوں کا کھوج لگا لے گا۔ لیکن اس سے پہلے وہ اپنے فلیٹ کی خبر لینا چاہتا تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں ان لوگوں نے سلیمان کے ساتھ کوئی غلط حرکت نہ کی ہو۔

اپنے فلیٹ سے تھوڑی دور پہلے عمران نے کار روک دی اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف! ـــــ تم اتر کر فلیٹ میں جاؤ ـــــ اور سلیمان کا پتہ کر کے آؤ" ـــــ عمران نے جوزف سے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ـــــ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اترا اور تیزی سے چلتا ہوا فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گو ڈاکٹر نے اس کے جسم میں تین جگہوں پر ٹانکے لگائے تھے لیکن جوزف اپنی بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے اس طرح چل رہا تھا جیسے اس کے جسم کو کسی نے چھوا تک نہ ہو۔

عمران کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں مجرموں نے فلیٹ کا محاصرہ نہ کر رکھا ہو اور ایسے ہر خطرے سے نپٹنے کے لئے وہ پوری طرح تیار تھا لیکن جوزف فلیٹ میں جا کر تھوڑی دیر بعد ہی واپس آ گیا۔

"وہاں سب ٹھیک ہے باس! ـــــ سلیمان باورچی خانے میں گھسا ہوا ہے" ـــــ جوزف نے کار کے پاس پہنچ کر کہا۔

"اوکے! ـــــ بیٹھو کار میں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کے کار میں بیٹھتے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"باس! ـــــ اب کہاں کا پروگرام ہے" ـــــ جوزف نے بیٹھتے ہی پوچھا۔ اس بار وہ عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"یار! ـــــ مفت کی کار معہ پٹرول مل گئی ہے ـــــ ذرا سیر ہی کر لیں" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوزف بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا ہوا تھوڑی دیر بعد رنگی بار کے کمپاؤنڈ میں

... اس نے پارکنگ میں چھوڑی اور خود جوزف سمیت نیچے اتر کر ... گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

... ت کافی گزر جانے کے باوجود رنگی بار کا ہال پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ ... کوئی شریف آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ سب ہی جرائم کی دنیا سے تعلق ... لوگ وہاں براجمان تھے۔ ہر میز پر غنڈوں کے درمیان کسی نہ کسی ... نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا اور سستی شراب اور چرس بھرے سگریٹوں کی بو سے ... بھرا ہوا تھا۔

عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لحیم شحیم آدمی کھڑا بڑی ... سے جام بھر بھر کر سپلائی کر رہا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور بڑی بڑی ... نیچے کو لٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے گہرے سرخ رنگ کی بنیان پہنی ہوئی ... پر ایک خوبصورت لڑکی کی نیم عریاں تصویر بنی ہوئی تھی۔

"... کہاں ہے" ـــــ ؟ عمران نے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی اس سے ... ہو کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم" ـــــ سر منڈے کاؤنٹر مین نے بڑے بے نیازانہ ... اچٹتی ہوئی نظریں عمران پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوبارہ جام ... میں مصروف ہو گیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں ـــــ راجر کہاں ہے" ـــــ ؟ عمران نے کاؤنٹر ... زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا کہ کاؤنٹر پر رکھے ہوئے جام اچھل کر ... پر جا گرے۔

جواب میں کاؤنٹر مین نے اپنی طرف سے بڑی پھرتی دکھانے کی کوشش ... اس نے ایک بوتل اٹھا کر عمران کے سر پر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن

عمران تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور بوتل کاؤنٹر پر لگ کر ٹوٹ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کا ہاتھ واپس جاتا، عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے لحیم شحیم کاؤنٹر مین کو گردن سے پکڑ کر اتنے زور سے آگے کی طرف جھٹکا دیا کہ وہ کاؤنٹر پر سے پھسلتا ہوا ہال کے فرش پر آگرا۔

"آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں کہ راجر کہاں ہے ۔۔۔ ؟" عمران اتنے زور سے دھاڑا کہ اس کے دھاڑنے سے ہال گونج اٹھا۔ ہال میں ابھرنے والے قہقہے عمران کی اس دھاڑ سے یکدم دم توڑ گئے اور ہال میں موجود سب افراد ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کاؤنٹر مین نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے جیسے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں۔ اس نے اٹھتے ہی تیزی سے اچھل کر عمران کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی مگر عمران اس کی طرف سے ہونے والے ہر ردعمل کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

جیسے ہی کاؤنٹر مین نے ٹکر مارنے کی کوشش کی، عمران نے انتہائی پھرتی سے گھٹنا موڑ کر اس کی ناک پر جڑ دیا اور کاؤنٹر مین چیخ مار کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اس کا جسم درد کی شدت سے کمان کی طرح ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، عمران ایک لمحے کے لئے جھکا اور دوسرے لمحے لحیم شحیم کاؤنٹر مین اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا اور عمران نے اسے سر سے بلند کر کے پوری قوت سے گھما کر سر کے بل فرش پر دے مارا اور کاؤنٹر مین کا منڈا ہوا سر دھماکے سے پختہ فرش سے ٹکرایا اور کاؤنٹر مین کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

اسی لمحے کئی ویٹر تیزی سے عمران پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر

جوزف نے ہولسٹروں سے دونوں ریوالور نکال کر سیدھے کر لئے۔

"خبردار! ۔۔۔ اگر کوئی آگے آیا تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا" ۔۔۔ جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور آگے بڑھتے ہوئے ویٹر ریوالور دیکھ کر ایک جھٹکے سے رک گئے۔

"کہاں ہے راجر ۔۔۔ ؟ جلدی بتاؤ ۔۔۔ ورنہ تم سب کا یہی حشر ہو گا" عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک ویٹر کی گردن پکڑی اور اسے ایک ہاتھ کی مدد سے فضا میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کون مجھ سے پوچھ رہا ہے ۔۔۔ کس کی موت آئی ہے ۔۔۔ ؟" اچانک ہال کے شمالی کونے سے ایک دھاڑ سنائی دی۔

اور پھر عمران نے جھٹکا دے کر ویٹر کو دور پھینک دیا اور اس کی نگاہیں اس طرف گھوم گئیں جدھر سے آواز آئی تھی۔ اس نے ایک گینڈے نما شخص کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے بے پناہ نشانات نمایاں تھے اور ان کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کی تمام عمر اسی طرح کی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہے۔

"ارے عمران صاحب آپ ۔۔۔" آنے والے نے قریب آ کر بڑے عجیب سے انداز میں کہا۔ اس کا لہجہ یکدم بدل گیا تھا۔

"تمہارا نام راجر ہے ۔۔۔ ؟" عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔ خادم کو ہی راجر کہتے ہیں ۔۔۔ آپ خادم کو نہیں پہچانتے لیکن خادم آپ کو اچھی طرح پہچانتا ہے ۔۔۔ کئی بار فیاض صاحب کی وجہ سے آپ سے تعارف ہو چکا ہے" ۔۔۔ راجر کا انداز اتنا مودبانہ ہو گیا تھا کہ عمران

کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ اس ٹائپ کے افراد کو اچھی طرح سمجھتا تھا اسے معلوم تھا کہ راجر نے اپنا انداز کیوں بدلا ہے۔ یہ لوگ دوسروں کے سامنے اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہمیشہ یہی انداز اپناتے ہیں اور پھر موقع ملتے ہی چڑھ دوڑتے ہیں۔

"بارٹلی کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بارٹلی! ۔ وہ تھرڈ کلاس بدمعاش ۔ وہ تو کئی روز سے یہاں نہیں آ رہا ۔ اس جیسے تھرڈ کلاس آدمی سے آپ کو کیا کام پڑ گیا ۔ آپ خادم کو حکم دیجئے" ۔۔۔ راجر نے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو راجر! ۔ میرے سامنے اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بارٹلی تمہارے پاس کام کرتا ہے ۔ اور آج بارٹلی نے مجھ پر حملہ کرنے کی جرأت کی تھی ۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کس پارٹی کے کہنے پر کام کر رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے صاف صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے دفتر میں تشریف لائیے ۔۔۔ وہاں اطمینان سے باتیں ہوں گی ۔ یقین کیجئے۔ مجھے جو کچھ معلوم ہے میں سب کچھ بتا دوں گا۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ آپ سے مخالفت مول لے کر میں نے کاروبار کا خاتمہ نہیں کرنا" ۔۔۔ راجر نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن راجر کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک عمران کی تیز نگاہوں سے نہ چھپ سکی۔ اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"غائب ہے ۔۔۔ چلو دفتر میں چل کر بتا دو" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ راجر کے اشارے پر وہ جوزف سمیت اس کے پیچھے چل دیا۔ ہال میں موجود غنڈہ بڑی حیرت سے راجر کو دیکھ رہا تھا اور وہ سب آپس میں اشارے کرنے میں مصروف تھے۔ انہیں شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ راجر یوں یکدم بھیگی بلی کیسے بن گیا ہے۔ کیونکہ راجر کے متعلق زیر زمین دنیا کے لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ انتہائی سفاک ۔۔۔ ہتھ چھٹ ۔۔۔ اور اکھڑ دماغ آدمی ہے۔ راجر کو حکومت میں آتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اس نے رنگی بار اس کے سابقہ مالک سے خرید لیا تھا اور پھر یہاں آتے ہی اس نے پے در پے وارالکوت بڑے بڑے جغادری غنڈوں کی بری طرح مرمت کر ڈالی تھی۔ اور اب تو لوگ راجر کے نام سے بھی خوف کھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رنگی بار واحد اڈہ تھا جہاں کبھی جھگڑا نہ ہوتا تھا۔ لوگ شراب کے نشہ میں بدمست ہونے کے باوجود لاشعوری طور پر اپنے آپ کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ اور آج وہی راجر عمران کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔

عمران ان لوگوں کے تاثرات سمجھ رہا تھا اور اسے یقین تھا کہ راجر دفتر میں جاتے ہی موقع پا کر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرے گا۔ کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق راجر جیسے بدمعاش جو موقع محل کی مناسبت دیکھ کر اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھ لیتے تھے۔ اور دوسرے بدمعاشوں سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوتے تھے لیکن ظاہر ہے عمران اس کے باوجود پیچھے ہٹنا نہ جانتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد راجر انہیں لئے ہوئے اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے گرد چار پانچ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر عورتوں کی عریاں تصاویر اور بڑے بڑے پوسٹر لگے ہوئے

تھے۔

"تشریف رکھیئے"۔۔۔۔ راجر نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی اپنی مخصوص کرسی سنبھالتے ہوئے دوسری کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

عمران ایک کرسی کو کھسکا کر اس پر بیٹھ گیا۔ جوزف بیٹھنے کی بجائے عمران کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"آپ بھی بیٹھیں"۔۔۔۔ راجر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم باس سے بات کرو۔۔۔ میری فکر نہ کرو"۔۔۔۔ جوزف نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مرضی۔۔۔۔ ہاں عمران صاحب!۔۔۔ پہلے یہ بتائیں کہ آپ کیا پئیں گے"۔۔۔؟ راجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو راجر!۔۔۔ میرے سامنے یہ اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اپنی کسی چالاکی سے مجھے زیر کر لوگے۔۔۔ تو یہ فضول خیال تم اپنے ذہن سے نکال پھینکو۔۔۔۔ اور صرف میری بات کا جواب دو"۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ آپ کو خوامخواہ وہم ہو رہا ہے۔۔۔ یقین کیجئے میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔۔۔ اور یہ صرف آپ کی شخصیت ہے کہ مجھ جیسا آدمی آپ کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھا سکا۔۔۔ ورنہ آج تک کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ ریگی بار میں آ کر میرے کسی آدمی پر انگلی بھی اٹھا سکے"۔۔۔۔ راجر نے منمناتے ہوئے کہا۔

"تو وہ پارٹی بتاؤ۔۔۔۔ جس کی شہ پر تمہارے آدمیوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا"؟

عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے عمران صاحب!۔۔۔۔ اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے کہ میرے آدمیوں نے آپ پر کوئی حملہ کیا ہے۔۔۔۔ اور اگر بفرض محال ایسا ہوتا بھی تو یہ بات کاروباری اصولوں کے خلاف ہے کہ میں پارٹی کا نام آپ کو بتاؤں"۔۔۔۔ راجر کے لہجے میں یکدم سختی سی آ گئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا"۔۔۔۔ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ انگلیاں ٹیڑھی کر کے دیکھ لیجئے"۔۔۔۔ راجر کا لہجہ یکدم بدل گیا۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور اسی لمحے راجر کے حلق سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ ایسا قہقہہ جس میں بھرپور طنز شامل تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران اور جوزف اس کے قہقہے کے جواب میں کوئی حرکت کرتے، اچانک کمرے کے مختلف کونوں میں دروازے سے کھلے اور پانچ افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کمرے میں آ گئے۔ ظاہر ہے ان سب کی مشین گنوں کا رخ عمران اور جوزف کی طرف ہی تھا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ آپ کے ہاتھوں میرے چار آدمی مارے گئے ہیں۔۔ راجر اپنے آدمیوں پر ہاتھ اٹھانے والوں کا پیچھا قبر تک نہیں چھوڑتا۔ اب یہ آپ کی بدقسمتی ہے کہ آپ خود ہی اپنی قبر میں آ گھسے ہیں"۔۔۔۔ راجر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اب بھی وقت ہے راجر!۔۔۔۔ جو میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔ صاف صاف بتا دو۔۔۔۔ اس کے بدلے میں تمہارے ساتھ بھی رعایت ہو سکتی ہے

"کہیں تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاش پر ہاتھ نہ اٹھاؤں" ـــــ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

عمران کے چہرے پر ایسا گہرا اطمینان تھا کہ راجر بھی ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا۔

"سنو عمران! ـــــ تمہارا مقابلہ آج تک تھرڈ کلاس بدمعاشوں سے ہی پڑتا رہا ہے ـــــ آج تمہیں معلوم ہوگا کہ راجر کیا چیز ہے ـــــ میں آدمی کو وہاں لا کر مارتا ہوں جہاں پانی نہ ملے" ـــــ راجر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو قدم پیچھے ہٹ کر مشین گن برداروں کو فائرنگ کرنے کا مخصوص اشارہ کیا۔

مگر شاید راجر کو عمران کی پھرتی کا پوری طرح اندازہ نہ تھا۔ اس سے پہلے کہ اشارے کے لئے اس کا ہاتھ بلند ہو کر نیچے تک جاتا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے راجر یوں فضا میں بلند ہو کر چھت سے جا ٹکرایا جیسے کسی نے اچانک گیند کو اچھال دیا ہے۔

راجر کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور پھر جب وہ واپس نیچے آیا تو اس کی گردن عمران کے ایک بازو میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ عمران کے سینے سے لگا کھڑا تھا۔

ادھر عمران کے حرکت میں آتے ہی جوزف نے بھی اچانک قلابازی کھائی اور وہ نہ صرف اچھل کر ایک مشین گن بردار سے جا ٹکرایا بلکہ اس کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالوروں نے دو گولیاں اگل دیں اور دونوں گولیاں دو مشین گن برداروں کو چاٹ گئیں۔ باقی دو مشین گن برداروں نے انتہائی پھرتی سے اس پر فائر کھولنا چاہا۔ مگر ایک پر عمران نے راجر کو اچھال دیا اور فائر کرنے کی حسرت

اس کے دل ہی میں رہ گئی جبکہ دوسرے کو جوزف پر فائر کرنے کا موقع مل گیا مگر جوزف مشین گن بردار سے ٹکراتے ہی لٹو کی طرح گھوما اور وہ مشین گن بردار عین اس وقت جوزف کے سامنے آگیا جس لمحے اس پر فائر ہوا تھا اور مشین گن کی گولیاں اس کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ پلک جھپکنے میں جوزف نے ان گولیوں کو سہتے ہوئے مشین گن بردار کو اس کے ساتھی پر جو فائرنگ کر رہا تھا۔ گیند کی طرح اچھال دیا اور دونوں آپس میں ٹکرا کر نیچے گر گئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے۔ عمران نے ایک مشین گن پر قبضہ جما لیا اور دوسرے کمرے میں فائرنگ کی تیز آواز گونج اٹھی اور تینوں مشین گن برداروں کے جسم گولیاں کھا کر فضا میں لٹو کی طرح گھومے اور پھر دو چھپکلیوں کی طرح فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گئے۔

اب عمران کی مشین گن اور جوزف کے دونوں ریوالوروں کا رخ راجر کی طرف تھا جو حیرت سے بت بنا یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے سارے منظر پر اب بھی یقین نہ آ رہا تھا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ انسان اتنے پھرتیلے اور بے جگر بھی ہو سکتے ہیں کہ پلک جھپکنے میں نہ صرف پوزیشن ہی بدل دیں بلکہ پانچ مشین گن برداروں کو بھی لاشوں میں تبدیل کر دیں۔

"اب بولو راجر! ـــــ تمہاری کیا اوقات ہے" ـــــ؟ عمران نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ یہ ناممکن ہے!" ـــــ راجر نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوزف! ـــــ اس کے آدمیوں نے تمہیں زخمی کیا تھا ـــــ کیا افریقہ کا خون اتنا بے غیرت ہو گیا ہے کہ وہ اپنے خون کا بدلہ بھی نہیں لے سکتا" ـــــ؟

عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"نہیں باس! ۔۔۔۔ افریقہ کا خون بے غیرت نہیں ہے" ۔۔۔۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پلک جھپکنے میں ریوالور ایک طرف پھینکے اور پھر جھومتے ہوئے ہاتھی کی طرح راجر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ایک منٹ عمران! ۔۔۔۔ تم میرے ساتھ سودا کر لو" ۔۔۔۔ راجر نے فوراً ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیسا سودا" ۔۔۔۔؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ جوزف بھی ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گیا۔

"اگر میں تمہارے ساتھی کو زیر کر لوں ۔۔۔۔ تو تم میرا پیچھا چھوڑ دو گے ۔۔۔۔ اور اگر تمہارا ساتھی مجھے زیر کر لے ۔۔۔۔ تو میں ہمیشہ کے لئے تمہارا غلام بن جاؤں گا" ۔۔۔۔ راجر نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"کیوں جوزف! ۔۔۔۔ تمہیں یہ شرط منظور ہے" ۔۔۔۔؟ عمران نے مسکراتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

"بالکل باس! ۔۔۔۔ لیکن اتنا دیکھ لو کہ بعد میں اس کی لاش ہی تمہاری غلام بن سکتی ہے ۔۔۔۔ اگر یہ بات گوارا ہو تو شرط منظور کر لو" ۔۔۔۔ جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے راجر! ۔۔۔۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے ۔۔۔۔ حالانکہ جوزف زخمی ہے ۔۔۔۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ تم شرط ہار جاؤ گے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اس پیچھ کو تو میں چٹکیوں میں مسلسل ڈوں گا۔ میرا

۔۔ جوب راجر ۔۔۔۔ راجر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر جوزف کے سامنے آگیا۔ اس نے باقاعدہ فائٹر کا انداز بنا لیا۔

جوزف ایک لمحے کے لئے غور سے راجر کے انداز کو دیکھتا رہا۔ پھر ۔۔۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے انداز ایسا بنایا جیسے ۔۔ راجر کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا ہو۔ اور راجر لاشعوری طور پر ۔۔ سے ایک طرف ہٹا اور اس طرح وہ جوزف کے ڈاج میں آگیا۔ جوزف نے ۔۔ فلائنگ کک لگانے کی بجائے پوری قوت سے مکہ راجر کے سر پر جما دیا۔ یہ مکہ بھرپور انداز میں پڑا تھا کہ راجر اچھل کر کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ویل ڈن جوزف" ۔۔۔۔ عمران کے منہ سے بے ساختہ تعریف ۔۔ واقعی جوزف نے لاجواب ڈاج دیا تھا۔

راجر دیوار سے ٹکراتے ہی جیسے ہی زمین پر گرا۔ اس نے انتہائی ۔۔ تی سے قلابازی کھائی اور پھر وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس آنے والی گیند ۔۔ طرح پوری قوت سے جوزف کے سینے سے آ ٹکرایا اور جوزف پشت ۔۔ بل زمین پر جا گرا اور راجر اس کے سر پر سے ہوتا ہوا فرش پر پھسلتا چلا ۔۔۔ اور پھر ان دونوں نے ہی اٹھنے میں پھرتی دکھائی۔

اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے تھے۔ جوزف کی آنکھوں میں ۔۔ رخی چھلکنے لگی تھی۔ شاید راجر کا یہ جوابی داؤ اس کی توقع کے بالکل خلاف ۔۔ اور عمران کے سامنے فرش پر گرنا اس کے لئے بہت بڑی توہین تھی ۔۔ ان دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو ڈاج دینے کی کوشش ۔۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں ہی ایک دوسرے سے پہاڑ کی طرح ٹکرا گئے ۔۔ بھی قد و قامت میں جوزف سے کم نہ تھا اور دونوں ایک دوسرے سے

ٹکرا کر دو دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"کیا کر رہے ہو جوزف! ۔ کیا مسخروں کی طرح ناچ رہے ہو ۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں یہاں سرکس میں مسخروں کا ناچ دیکھتا رہوں" عمران نے غصیلے لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر شاید عمران کی بات کا اثر تھا یا پھر جوزف کے ذہن میں اپنے دانت ٹوٹنے کے غصے نے کام دکھانا شروع کر دیا تھا کہ جوزف بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔

راجر نے جھک کر جوزف کے پیٹ میں ٹکر مارنی چاہی مگر جوزف نے اس کے جھکتے ہی تیزی سے دونوں ہاتھ ملا کر اس کی گردن کی پشت پر پوری قوت سے ضرب لگائی اور راجر جھٹکا کھا کر منہ کے بل فرش پر آ گرا۔ اور اسی لمحے جوزف کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلا اور اس نے دونوں پیر نیچے گرتے ہوئے راجر کی پشت پر پوری قوت سے مارنے چاہے مگر راجر تیزی سے کروٹ بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ نے تیزی سے حرکت کی اور جوزف پشت کے بل نیچے جا گرا۔ دوسرے لمحے راجر نے دونوں ٹانگوں کی قینچی جوزف کی گردن میں ڈال دی اور پھر وہ تیزی سے فرش پر کروٹیں بدلنے لگا۔

جوزف کی گردن راجر کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی فرش پر لوٹ پوٹ ہوتا چلا گیا لیکن دو تین کروٹوں کے بعد ہی وہ سنبھل گیا اور پھر اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور دوسرے لمحے اس کا مکا پوری قوت سے راجر کی پنڈلی پر پڑا اور ہڈی ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی راجر کی چیخ کمرے میں گونج اٹھی۔ اور راجر کی ٹانگوں کی گرفت خود بخود ختم ہو گئی۔ اس کا جسم

درد کی شدت سے خود بخود سمٹتا چلا گیا۔

جوزف گرفت ختم ہوتے ہی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے راجر کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پوری قوت سے دیوار سے دے مارا۔ راجر نے دونوں ہاتھ آگے کر کے بڑی مشکل سے اپنے سر کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا لیکن پنڈلی کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے وہ اب اٹھ کر کھڑا ہونے کے قابل نہ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں شکست کا تاثر ابھر آیا تھا۔

ادھر جوزف اب غصے کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے پوری قوت سے لات کی ضرب فرش پر پڑے ہوئے راجر کے پہلو میں لگائی اور راجر کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ اس بار اس کی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز عمران نے صاف سنی تھی۔ اور پھر راجر کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے اور وہ کروٹ سے فرش پر پڑا تھا۔

"ختم کرو جوزف ۔۔۔ بہت ہو گیا" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا

اور جوزف نے بڑی جدوجہد کے بعد اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔

"تمہارا اس دن کا کوٹہ بند سمجھے ۔۔۔ تم نے اس پاگل کو زیر کرنے میں اتنی دیر لگا دی ۔۔۔ اور ابھی تم اپنے آپ کو فائٹر کہتے ہو ۔۔۔ شرم نہیں آتی" ۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں جوزف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ باس! ۔۔۔ میں زخمی ہوں" ۔۔۔ جوزف نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

" زخمی ہو تو کیا ہوا —— غضب خدا کا —— راجر تمہیں ذرشہ
پٹخنیاں دے رہا ہے — اور میں دیکھ رہا ہوں —— میرا جی چاہ رہا ہے
کر تمہاری شراب کی بوتل میں ڈوب مروں" —— عمران نے سر جھٹکتے ہوئے
کہا اور جوزف نے سر جھکا لیا۔ ظاہر ہے اب وہ کیا کہہ سکتا تھا۔
" اسے ہوش میں لے آؤ —— ہم نے یہاں ساری عمر اس کے ہوش
میں آنے کے انتظار میں تو نہیں کھڑے رہنا" —— عمران نے غصیلے
لہجے میں کہا۔
" اچھا باس! —— جوزف نے جواب دیا اور پھر اس نے جھک کر
پوری قوت سے راجر کے گال پر طمانچہ مارا۔ طمانچہ اتنی قوت سے مارا گیا تھا کہ راجر
کا بیہوش دماغ فوراً حرکت میں آگیا اور اس کے حلق سے کراہ نکل گئی۔
" سنو راجر! —— میرے پاس ضائع کرنے کے لئے مزید وقت نہیں ہے
اس لئے فوراً بتا دو کہ تم کس پارٹی کے اشارے پر مجھ پر حملے کر رہے تھے" ——
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
" کوئی کرنل ہے —— آواز سے غیر ملکی لگتا ہے —— اس نے
پر حملے کرنے کے لئے مجھے پچاس ہزار روپے دیئے تھے" —— راجر
نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔
" کہاں رہتا ہے وہ کرنل" —— ؟ عمران نے پوچھا۔
" مجھے اس کی رہائش کا علم نہیں ہے —— میرے پاس اس کا ایک
آدمی آیا تھا —— جس نے پچاس ہزار روپے کا پیکٹ دیا اور چلا گیا
اس پیکٹ میں ایک خط تھا جس کے ذریعے میں نے اس سے رابطہ کیا
تھا" —— راجر نے بڑے سیدھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

" رابطہ تم کس طرح کرتے تھے" —— ؟ عمران نے دوسرا سوال کیا۔
" اس نے خط میں ٹرانسمیٹر فریکونسی لکھی تھی —— زیرو ایسٹ معرّی
ویسٹ اوپن پوائنٹ فور ون فور" —— راجر نے فریکونسی بتاتے ہوئے

" او کے" —— عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو اشارہ کیا اور وہ
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی مشین گن وہیں پھینک دی۔
سنو راجر! —— میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ میرے راستے
میں آنے کی کوشش نہ کرنا —— ورنہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے" ——
نے دروازے پر رک کر انتہائی سخت لہجے میں راجر سے مخاطب ہو کر کہا
پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جوزف بھی اس کے پیچھے
تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ گئے۔
ہال میں رونق اپنے پورے عروج پر تھی لیکن عمران وہاں ایک لمحے
بھی نہ رکا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہوتا۔ وہ
مین گیٹ سے باہر آچکے تھے۔ ان کا رخ پارکنگ میں کھڑی کار کی
طرف تھا۔
پھر جیسے ہی عمران اور جوزف کار کے قریب پہنچے، اچانک فضا سیٹیوں
سے گونج اٹھی اور دوسرے لمحے ادھر ادھر سے دس بارہ مسلح سپاہی تیزی
سے آگے بڑھے اور انہوں نے عمران اور جوزف کو گھیر لیا۔ ان کا انچارج ایک
سب انسپکٹر تھا جس نے ہاتھ میں ریوالور لے رکھا تھا۔
" خبردار! —— ہاتھ اٹھا دو —— ورنہ گولی مار دوں گا" —— سب انسپکٹر

نے چیختے ہوئے کہا۔

"کسی کے ہاتھ اٹھاؤں ۔۔ تمہارے ۔۔ یا ۔۔ تمہارے سپاہیوں کے ۔۔" عمران نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"گرفتار کر لو انہیں ۔۔ مجھے یہ کار چوروں کے کسی بین الاقوامی گروہ کے سرغنہ لگتے ہیں ۔۔" انسپکٹر نے اس کی بات کا جواب [illegible] افسر نے چیخ کر سپاہیوں سے کہا اور سپاہی تیزی سے عمران اور جوزف کی طرف بڑھے۔

"ٹھہرو ۔۔" اچانک عمران نے کڑکدار لہجے میں کہا اور آگے بڑھتے ہوئے سپاہی اس کے لہجے سے ہی خوفزدہ ہو کر ٹھٹھک کر رک گئے۔

"[illegible] ہے ۔۔ کیوں مجھے تھانے لے جا رہے ہو تم ۔۔" عمران [illegible] لہجے میں پوچھا۔

"تم نے یہ کار چرائی ہے ۔۔ ڈاکٹر زاہدی نے رپورٹ درج کرائی ہے ۔۔ اور تم نے یہاں یہ کار [illegible] ہے ۔۔ یہ تمہارا [illegible] [illegible] ہوئے تھے کہ تم [illegible] [illegible] انسپکٹر نے بھی [illegible] [illegible]

"[illegible] کہ تم کون ۔۔ ہے تھانے سے آئے ہو ۔۔" [illegible] جواب دو" ۔۔ یہ عمران نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"[illegible] تھانے سے" انسپکٹر نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

"وہاں کا انچارج آجکل ڈی۔ ایس۔ پی نارودی ہے ۔۔ ؟" عمران نے

اس نے پوچھا۔

"ہاں ہے ۔۔ لیکن ۔۔۔" انسپکٹر نے شاید احتجاج کرنا چاہا۔

"اپنا پستول جیب میں ڈالو ۔۔ اور کسی سپاہی کو بھیج کر اسے فون کرو اور کہو کہ تم علی عمران کو گھیرے کھڑے ہو ۔۔ سنا تم نے ۔۔" عمران

"تم ہمارے ساتھ تھانے چلو ۔۔ وہاں جا کر خود بات کر لینا ۔۔" انسپکٹر بھی شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ضدی واقع ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ اپنی جیپ لے آؤ ۔۔" عمران نے کہا اور مڑ کر کار کا دروازہ کھول کر اطمینان سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

انسپکٹر ریوالور پکڑے تیزی سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس کے کہنے پر جوزف کے دائیں بائیں پچھلی سیٹ پر دو سپاہی بھی سوار ہو گئے۔ سپاہی تیزی سے ایک طرف بھاگتے چلے گئے۔ وہ شاید کسی خفیہ جگہ کھڑی پولیس جیپ کی طرف جا رہے تھے۔

عمران کا موڈ اس وقت بے حد سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ شاید پولیس کی بے جا مداخلت سے بور ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے بڑے سنجیدہ انداز میں کار اسٹارٹ کی اور پھر کار تیزی سے دوڑتی ہوئی سڑک پر آ گئی۔

"سیدھے تھانے چلو ۔۔ خبردار! ۔۔ اگر بھاگنے کی کوشش کی۔" انسپکٹر نے ریوالور کا رخ عمران کے پہلو کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔۔ یو نان سنس! ۔۔ نجانے کس الو کے پٹھے نے تمہیں انسپکٹر بنا دیا ہے" ۔۔ عمران پھٹے سے ہی اکھڑ گیا۔

"مجھ پر رعب ڈالنے کی مت کوشش کرو ——— میں نے مجرموں کی
ایسی گیدڑ بھبھکیاں بہت سنی ہیں ——— تھانیدار نے بھی اکڑتے ہوئے
کہا۔

"اوہ! — یو نان سنس ——— اب تم برداشت سے باہر ہو گئے
ہو" — عمران نے ایک جھٹکے سے بریک پیڈل دبا دیا اور گاڑی کے اچانک
رک جانے کی وجہ سے تھانیدار کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا اور دوسرے لمحے
عمران نے اس کی گردن پکڑ لی۔

پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف کو بھی شاید عمران کے موڈ کا اندازہ ہو گیا تھا
اس لئے جیسے ہی بریک لگی، اس نے دونوں سائیڈوں پر بیٹھے ہوئے سپاہیوں
کے سر بڑی پھرتی سے پکڑ کر ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے اور وہ دونوں
اس اچانک ضرب سے مفلوج سے ہو گئے۔

"انہیں باہر پھینک دو" — عمران نے ایک ہاتھ سے دروازہ کھول
کر تھانیدار کو باہر دھکیلتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے جوزف نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی اور عمران نے تیزی
سے کار آگے بڑھا دی۔

اسی لمحے پیچھے سے پولیس جیپ کا سائرن سنائی دیا۔ لیکن عمران کو
علم تھا کہ وہ یقیناً تھانیدار اور سپاہیوں کو اٹھانے کے لئے رکیں گے اور اس
طرح وہ آسانی سے جان چھڑا لے گا۔

اور پھر اس کا آئیڈیا درست نکلا۔ مختلف گلیوں سے کار گزارنے کے
بعد وہ پولیس جیپ کو جھٹکنے میں کامیاب ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار رانا ہاؤس سے تھوڑی دور پہلے ایک پارک کے

...ن اور جوزف کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کار سے
...گیا۔

"...کیا رانا ہاؤس جانے کا پروگرام ہے" ——— ؟ جوزف نے پوچھا۔

"ہاں" — عمران سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

...ور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں رانا ہاؤس میں داخل ہو گئے۔ عمران
...نے پہنچتے ہی سب سے پہلے ٹیلیفون اٹھایا اور انکوائری سے سٹی تھانے کا نمبر
...جو اس نے ٹیلیفون سٹی تھانے کیا۔

"...ڈی۔ ایس۔ پی فاروقی بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
...طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"...ڈی۔ ڈی۔ ٹی فاروقی ——— کمال ہے ——— اب ڈی۔ ڈی۔ ٹی
...قسطوں میں تقسیم ہو رہی ہے" ——— عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں

...وہ! — عمران صاحب! ——— آپ نے آج کیسے ہمیں یاد کر لیا" ——— ؟
...دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم بدل گیا۔ وہ بے اختیار ہنس
...پڑا تھا۔

"...بھئی — جب مچھر زیادہ ہو جائیں تو ڈی۔ ڈی۔ ٹی ہی یاد آتی ہے۔
...آجکل تو ڈی۔ ڈی۔ ٹی بھی خالص نہیں ملتی ——— کبھی ڈی۔ ڈی۔ ٹی
...ونی بن جاتی ہے ——— کبھی ڈی۔ ڈی۔ ٹی ———" عمران کی زبان
...قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"...ارے ارے عمران صاحب! ——— پلیز مجھ پر رحم کیجئے ——— آپ
...مجھے مذکر سے مونث بنانے پر تلے ہوئے ہیں" ——— ڈی۔ ایس۔ پی فاروقی

نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یعنی — جب دو مؤنثوں کے درمیان ایک مذکر پھنس جائے تو اس کا انجام یہی ہوتا ہے" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دو مؤنثوں کے درمیان مذکر — میں سمجھا نہیں" — فاروقی واقعی عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

"ڈی بھی مونث — اور پی بھی مونث — درمیان میں آگیا مذکر ایس" — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور فاروقی نے اتنے زور سے قہقہہ لگایا کہ عمران نے لاشعوری طور پر رسیور کان سے دور کر لیا۔

"بہت خوب عمران صاحب! — واقعی دو مؤنثوں میں پھنسنے والے کا یہی حشر ہوتا ہے — لیکن آج آپ نے فون کیسے کیا — ؟ کیا خدمت" — ؟ فاروقی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یار! — جی چاہ رہا ہے کہ تمہیں فون کرنے کی بجائے تمہارے میں آکر بطور احتجاج تم سمیت تمہارے عملے کے سر پر جوتے ماروں — غضب خدا کا — کیسے کیسے جانور پال رکھے ہیں تم نے" — عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے — ؟ کچھ بتائیں تو سہی" — فاروقی نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے پاس کوئی ہٹلر ٹائپ مونچھوں والا سب انسپکٹر ہے" — عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے — سب انسپکٹر شریف — ابھی حال ہی میں

...ہوکر آیا ہے" — فاروقی نے جواب دیا

"آج تمہارا یہ شریف میرے ہاتھوں بدمعاش بنتے بنتے رہ گیا — بس ...تمہارا خیال آگیا ورنہ —" عمران نے جواب دیا۔

"ارے شریف آپ سے کہاں جا ٹکرایا — ؟ فاروقی کے لہجے ...حیرت تھی۔

"میں ریگل بار سے باہر نکلا تو تمہارے شریف صاحب چھوٹے شریفوں کا ...جتھہ لئے وہاں موجود تھے — بس انہوں نے ریوالور نکال لیا ...لگے مجھے گرفتار کرنے — میں نے بہتیرا سمجھایا کہ بھائی میں تم سے ...شریف ہوں — مگر وہ مانے ہی نہیں — آخر مجھے اسے ...کار سے باہر دھکیلنا پڑا" — عمران نے کہا۔

"آپ کو گرفتار کرنے لگا تھا — اس کا دماغ تو خراب نہیں ...ہو گیا — مگر کوئی وجہ بھی تو ہو گی" — فاروقی کے لہجے ...حیرت کا تاثر نمایاں تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی ڈاکٹر زیدی کی کار چرائی ہے — ویسے ...سچ بات بتاؤں — بات اس کی بھی سچی تھی — میں نے واقعی ڈاکٹر ...زیدی کی کار اڑا لی تھی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اچھا اچھا — اس کار کی برآمدگی میں نے اس کے ذمہ ہی ...لگائی تھی — اب مجھے کیا پتہ تھا کہ کار آپ سے برآمد ہو گی — اب ...ہے وہ" — ؟ فاروقی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"جوتیاں چٹخاتا پھر رہا ہو گا — کار بہرحال میں نے سلاطین چوک ...چھوڑ دی ہے — ڈاکٹر زیدی سے کہو — وہاں سے کار لے لے

اور اپنے شریف کو ذرا بدمعاش بنا کر رکھو ـــــ ورنہ اس بار میں اُسے مکمل شریف بنا دوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"اچھا اچھا ـــ میں سمجھا دونگا ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ ارے ہاں عمران صاحب! ـــ مجھے ایک بات کا خیال آگیا ہے ـــ آپ نے ایک بار اپنے دوستوں سے تعارف کراتے ہوئے ایک غیر ملکی لڑکی کا تعارف کرایا تھا ـــ کیا نام تھا اس کا ـــ واٹر ـــ سوڈا واٹر ـــ فریش واٹر" فاروقی نے کہا۔

"چلو تم سوڈا واٹر ہی کہہ لو ـــ ویسے اس کا نام جولیا نافٹز واٹر ہے ـــ لیکن کیوں کیا ہوا" ـــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے ـــ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے رپورٹ درج کرائی ہے کہ دو غیر ملکی اس کی ٹیکسی میں آدوگا بار کے قریبی چوک سے بیٹھے تھے ـــ اور پھر انہوں نے جبراً ٹیکسی کو راکو جھیل والی سڑک کی طرف مڑوایا اور ان میں سے ایک راستے میں اتر کر جھاڑیوں میں چھپ گیا جبکہ دوسرا ٹیکسی میں ہی بیٹھا رہا ـــ پھر سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی کار موڑ سے نمودار ہوئی ـــ اس کی بتیاں بند تھیں ـــ جو غیر ملکی جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا اس نے کار کا ٹائر گولی مار کر برسٹ کر دیا ـــ اس کار سے ایک غیر ملکی لڑکی نکلی اور جھاڑیوں میں دوڑتی چلی گئی ـــ تھوڑی دیر بعد اس غیر ملکی نے پستول کا دستہ مار کر ٹیکسی ڈرائیور کو بیہوش کر دیا ـــ اسے جب ہوش آیا تو وہ پچھلی سیٹ کے سامنے والی خالی جگہ پر پڑا ہوا تھا ـــ جبکہ پچھلی سیٹ پر وہی غیر ملکی لڑکی بیہوش پڑی تھی ـــ غیر ملکی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

وہی غیر ملکی ٹیکسی چلا رہا تھا ـــ ٹیکسی ڈرائیور جان کے خوف سے بیہوش پڑا رہا ـــ ان غیر ملکیوں نے ٹیکسی سن سن ہوٹل سے پہلے والے چوک پر روکی اور پھر دونوں نیچے اترے اور ان میں سے ایک نے اس غیر ملکی لڑکی کو جو بیہوش پڑی تھی، اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اندھیرے میں غائب ہو گئے ـــ اور ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی لے کر سیدھا تھانے آیا اور اس نے اس واقعہ کی رپورٹ درج کرائی ـــ اس نے غیر ملکی لڑکی کا جو حلیہ بتایا تھا اس پر مجھے اچانک آپ کی دوست لڑکی کا خیال آگیا کیونکہ سو فیصد حلیہ اسی کا تھا ـــ اب آپ نے فون کیا تو مجھے اچانک خیال آیا ـــ ویسے میں نے پولیس کا دستہ راکو جھیل والی سڑک پر بھیجا ہے تاکہ اگر وہ سیاہ رنگ کی کار وہاں موجود ہے تو رپورٹ کریں" ـــ فاروقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹیکسی ڈرائیور نے غیر ملکیوں کا حلیہ بتایا ہے" ـــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں بتایا ہے ـــ اس کے کہنے کے مطابق دونوں غیر ملکیوں کی شکلیں آپس میں اتنی ملتی تھیں جیسے وہ جڑواں بھائی ہوں ـــ دونوں کے چہروں کے اوپر پیشانی کے دائیں طرف ایک ایک ستارہ نیلے رنگ میں کھدا ہوا ہے" ـــ فاروقی نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ ٹھیک ہے ـــ میں سمجھ گیا ـــ تم نے اچھا کیا مجھے بتا دیا ہے ـــ اب میں خود ہی ان سے نمٹ لونگا ـــ تم اس سلسلے میں کوئی اقدام نہ کرنا ـــ بائی بائی" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر

زبردست ہیجان تھا۔ کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ——— یہ جولیا کیا کر رہی ہے آجکل" ——— عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کوئی خاص کام تو نہیں ——— البتہ اتنی رپورٹ مجھے ملی ہے کہ آجکل وہ تنویر کے ساتھ مختلف ہوٹلوں اور باروں میں گھومتی پھرتی ہے" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ وہ سٹار برادرز کے ہتھے چڑھ گئی ہے اور وہ اسے اغوا کر کے لے گئے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"سٹار برادرز" ——— بلیک زیرو کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سٹار برادرز کا نام سن کر چونک پڑا ہے۔

"ہاں! ——— وہی سٹار برادرز۔ جنہوں نے آجکل پورے یورپ میں دہشت پھیلا رکھی ہے ——— دو جڑواں بھائی جن کی مخصوص نشانی ان کی پیشانی کے دائیں طرف گدا ہوا نیلے رنگ کا سٹار ہے ——— جس کی وجہ سے انہیں سٹار برادرز کہا جاتا ہے" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مگر سٹار برادرز یہاں کہاں آ گئے ——— ؟ اور پھر جولیا کا ان سے کیا تعلق ہے" ——— ؟ بلیک زیرو کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"وہ نہ صرف یہاں آ گئے ہیں ——— بلکہ انہوں نے اپنے مخصوص فاسٹ

تیشن میں کام شروع کر دیا ہے ——— تم لائبریری سے ان کی فائل نکال رپڑھو گے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ سٹار برادرز اور ایک مجرم کرنل کے نام سے مشہور ہے، نے ایک مخصوص تنظیم بنائی ہوئی ہے ——— جسے وہ ھقرڈ آدمی کا نام دیتے ہیں ——— چنانچہ ھقرڈ آدمی یہاں پہنچ گئی ہے۔ رنل نے رنگی بار کے راجر کو خرید کر مجھ پر تابڑ توڑ حملے کرائے ——— جب کہ سٹار برادرز نے سیکرٹ سروس کے ممبروں پر ہاتھ ڈالا ہے ——— جولیا تو یقیناً ن کے قبضے میں ہے ——— ہو سکتا ہے دوسرے ممبرز کے ساتھ بھی ہی سلوک ہوا ہو ——— تم ذرا انہیں چیک کرو" ——— عمران نے اُسے دایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں انہیں چیک کرتا ہوں ——— لیکن جولیا" ——— بلیک زیرو کو جولیا کی طرف سے تشویش تھی۔

"وہ لوگ جولیا کو سن سن ہوٹل کے پچھلے والے چوک پر لے کر غائب ہوئے ہیں ——— اچھا تم ایسا کرو کہ پہلے ٹرانسمیٹر آپریشن روم میں جا کر فریکوئنسی یڈ ایسٹ ھقرڈ ویسٹ اوپن پوائنٹ فوروان فور کا محل وقوع چیک کرو ——— رنل نے راجر کو یہی فریکوئنسی دی تھی ——— اگر اس کا پتہ چل جائے تو اس کرنل سے سٹار برادرز کا پتہ اگلوایا جا سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"او کے! ——— میں چیک کرتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا

"جلدی چیک کر کے مجھے فون کرو ——— تاکہ جولیا کے لئے کام ہو سکے۔ یسا نہ ہو کہ سٹار برادرز اُسے کوئی نقصان پہنچا دیں" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں آپ کو فون کرتا ہوں" ——— بلیک زیرو

نے جواب دیا۔

اور عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بلیک زیرو کے فون آنے سے پہلے سٹار برادرز اور کرنل سے بھرپور جھڑپ کے لئے تیاریاں مکمل کر لینا چاہتا تھا۔ اس نے میک اپ کر کے چہرہ بدلا اور پھر الماری سے فائٹ سوٹ نکال کر پہن لیا یہ لباس سیاہ رنگ کے کپڑے کا بنا ہوا تھا۔ اس میں عمران نے بے شمار ایسی خفیہ جیبیں بنوائی تھیں جو بظاہر نظر نہ آتی تھیں، لیکن عمران انہیں کھولنا جانتا تھا اور پھر اس لباس کی جیبوں میں عمران نے مخصوص ہتھیار اور دوسرا سامان چھپایا ہوا تھا۔ جن کی مدد سے وہ ہر قسم کی سچویشن پر بآسانی قابو پا سکتا تھا۔ اس لیئے اس نے اسے فائٹ سوٹ کا نام دے رکھا تھا اور یہ سوٹ وہ مخصوص اوقات میں پہنتا تھا ایسے اوقات جب اس کا خیال ہوتا کہ مہم خاصی مشکل اور خطرناک ہو سکتی ہے۔

فائٹ سوٹ پہن کر اور میک اپ کر کے وہ فون کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ اب اسے بلیک زیرو کی طرف سے فون کا انتظار تھا جو کسی بھی لمحے آ سکتا تھا۔

جولیا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک میز پر پڑے ہوئے پایا۔ اس کا جسم رسیوں سے میز کے ساتھ اس مضبوطی سے باندھا گیا تھا کہ سوائے سر ہلانے کے وہ کوئی حرکت نہ کر سکتی تھی۔ جس کمرے میں وہ میز موجود تھی۔ اس کمرے میں صرف ایک سٹیل کی الماری کے سوا اور کوئی سامان نہ تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ چھت پر تیز پاور کا ایک بلب جل رہا تھا۔

جولیا چند لمحے تو خالی الذہنی کی حالت میں پڑی روشن بلب کو دیکھتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر سارا پس منظر ابھرتا چلا آیا کہ کس طرح تنویر سٹار برادرز سے الجھ پڑا تھا اور پھر وہ سٹار برادرز کا تعاقب کرتی ہوئی جھیل پر پہنچی تو وہاں اس کی کار کا ٹائر پھاڑ دیا گیا اور اس پر حملہ کیا گیا۔ اور وہ بیہوش ہو گئی۔ اب اسے تنویر پر بری طرح غصہ آ رہا تھا جس کی

وجہ سے وہ خوامخواہ اس چکر میں پھنس گئی تھی۔ نجانے اب یہ مشابہ برادران اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔

ابھی وہ انہی باتوں پر غور کر رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دونوں بھائی اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ کرختگی اور سرد مہری تھی۔

وہ دونوں جولیا کے دونوں اطراف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی تیز نظریں جولیا کے چہرے پر جم سی گئیں۔

"دیکھو لڑکی! ___ ہم جو کچھ پوچھیں اس کا صحیح صحیح جواب دینا۔ اگر تم نے ذرہ بھر بھی جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو ہم تمہارے اس خوبصورت جسم کو اس بری طرح مسخ کر دیں گے کہ آئندہ تم تمام زندگی کسی تہہ خانے میں گزارنے کو ترجیح دو گی" ___ ایک نے انتہائی سرد لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ___ ؟ اور مجھے کہاں لے آئے ہو" ___ جولیا نے لہجے کو دانستہ خوفزدہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم صرف جواب دے سکتی ہو ___ سوال نہیں کر سکتی ___ اس لیے آئندہ کوئی سوال کیا تو پھر اپنے انجام کی تم خود ذمہ دار ہو گی" ___ دوسرے بھائی نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہی تھیں" ___ ؟ پہلے نے جولیا کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے میرے شوہر کو خنجر مار دیا تھا۔ اس لیے میں تمہارا پتہ معلوم کرنا چاہتی تھی ___ تاکہ پولیس کو اطلاع دے سکوں" ___ جولیا نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اس نے حتی الوسع اپنے لہجے کو بالکل سادہ بنانے کی کوشش کی تھی تاکہ انہیں اس جھوٹ پر شک نہ ہو سکے۔

"ہوں! ___ تو وہ آدمی جو ہم سے الجھا تھا ___ تمہارا شوہر تھا" دونوں نے معنی خیز انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ اس کا نام تنویر ہے ___ اور ہم نے گزشتہ ماہ ہی شادی کی ہے" ___ جولیا نے جواب دیا۔ ویسے وہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس موقع پر تنویر موجود ہوتا اور اس کی بات سن لیتا تو نجانے اس کے دل پر کیا گزرتی۔

"لیکن تم تو غیر ملکی ہو ___ پھر تم نے مقامی آدمی سے شادی کیوں کی" ؟ ان میں سے ایک نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے ان کے چہروں سے معلوم ہو رہا تھا کہ جولیا کے پہلے جواب نے ہی ان کی توقعات پر پانی پھیر دیا ہے۔

"میں یہاں سیر و تفریح کے لیے آئی تھی ___ پھر مجھے یہاں کے لوگ اور ماحول اتنا پسند آیا کہ میں نے یہاں کی شہریت حاصل کر لی اور ایک فرم میں بطور لیڈی سیکرٹری کام کرنے لگی ___ اسی دوران تنویر سے واقفیت ہو گئی ___ اور ہم نے ایک دوسرے کو پسند کرنا شروع کر دیا ___ اور پھر طویل کوشش کے بعد گزشتہ ماہ ہم نے شادی کر لی ہے" جولیا نے سادہ سے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شوہر کیا کام کرتا ہے ___" ؟ ایک نے سوال کیا۔

"وہ ملٹری انٹیلی جنس میں ملازم ہے ___ لیکن ٹلیک ورک کرتا ہے" ___ جولیا نے جواب دیا۔

"مجھے تمہاری باتوں سے جھوٹ کی بو آ رہی ہے ___ یہ بات قطعاً

غیر قدرتی ہے کہ کسی بیوی کا شوہر اس کے سامنے خنجر کھا کر تڑپ رہا ہو اور وہ اُسے ہسپتال لے جانے کی بجائے مارنے والوں کا تعاقب شروع کر دے" ان میں سے ایک نے نفسیاتی پہلو پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے چونکہ نرسنگ کا کورس بھی پاس کیا ہوا ہے ــــ اس لئے ایک نظر دیکھتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ خنجر تنویر کو خطرناک جگہ پر نہیں لگا اور پھر بار میں بے شمار لوگ موجود تھے ــــ پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی سنائی دینے لگے تھے ــــ اس لئے مجھے یقین تھا کہ تنویر کو فوری طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچا دیا جائے گا اور اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس لئے فوراً ہی میں نے سوچا کہ تنویر کو سنبھالنے کی بجائے میں آپ لوگوں کا تعاقب کروں" ــــ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کار لے کر چوک پر کیسے پہنچ گئیں ــــ جبکہ ہم گلی میں سے ہو کر چوک پر پہنچے تھے" ــــ؟ ان میں سے ایک نے پوچھا۔ ویسے اب اس کے لہجے میں پہلی والی سختی موجود نہ تھی۔

"میں تمہارے تعاقب میں دوڑی تھی ــــ جب تم ہوٹل کے شمالی حصے کی طرف دوڑے تو میں سمجھ گئی کہ تم گلی میں اتر کر چوک پر پہنچو گے ــــ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہ تھا" ــــ جولیا نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہم کون ہیں" ــــ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔

"مجھے کیا معلوم کہ تم کون ہو" ــــ؟ جولیا نے جواب دیا۔

"... ــــ تمہاری زندگی ... صورت میں بچ سکتی ہے کہ تمہارے

...ہر کو ہلاک کر دیا جائے ــــ کیونکہ وہ ہماری اصلیت جان چکا ہے" ... غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرے شوہر کو معلوم نہیں کہ تم کہاں ہو ــــ اس لئے خواہ مخواہ اس کا ... بہانے کی کیا ضرورت ہے ــــ ویسے بھی اُسے سمجھا دوں گی کہ وہ آئندہ ...رے راستے میں کبھی نہ آئے گا اور میں اپنے شوہر کی نفسیات اچھی طرح جانتی ... ــــ وہ تم سے شکست کھا چکا ہے ــــ اس لئے اب وہ خود تم ...ے منہ چھپاتا پھرے گا" ــــ جولیا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ...ے کہا۔

"کیا خیال ہے نمبر دو" ــــ؟ ان میں سے ایک نے دوسرے سے ...خاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رسک نہیں لینا چاہیئے ــــ اس عورت ...و گولی مار کر اس کی لاش کسی گٹر میں بہا دو ــــ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی خطرہ ...نہ رہے ــــ اور اس کے شوہر کو جس ہسپتال میں وہ ہے گولی ماری ...سکتی ہے" ــــ نمبر دو نے سپاٹ اور سرد لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے اگر اس کا شوہر مر جائے تو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ــــ اور ...س کا شوہر یقیناً کسی ہسپتال میں پڑا ہو گا ــــ اس کا وہیں خاتمہ کر دیا جائے ...س کے بعد اسے بیہوش کر کے شہر کے کسی چوک میں پھینک دیا جائے" ــــ ...یک نے تجویز پیش کی۔

"یہ بھی درست ہے ــــ اسے اس وقت تک یہیں بندھا رہنا چاہیئے ...ب تک اس کا شوہر نہیں مر جاتا ــــ آؤ میرے ساتھ" ــــ نمبر دو ...نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے مڑ کر دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

"ٹھہرو! — میری بات سنو" — جولیا نے پریشان لہجے میں انہیں پکارتے ہوئے کہا۔

مگر وہ دونوں سنی ان سنی کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند ہو گیا۔

جولیا چند لمحے خاموش پڑی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کسی طرح ایکسٹو کو تنویر کے متعلق اطلاع ہونی چاہیئے — کیونکہ یقیناً تنویر جنرل ہسپتال میں ہوگا اور یہ لوگ وہاں آسانی سے اُسے موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔ اگر ایکسٹو کو ان کے ارادوں کی خبر ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ تنویر کی جان بچ سکتی ہے بلکہ یہ لوگ اگر وہاں اُسے قتل کرنے جائیں تو آسانی سے پکڑے جا سکتے ہیں لیکن وہ سیکرٹ سروس کی ممبر تھی، کوئی عام عورت تو نہ تھی کہ اس طرح بے بسی کے عالم میں پڑی رہ جاتی۔

جولیا نے اپنی ذہانت سے ان دونوں کو چکر دے دیا تھا اور انہیں یہ شک نہ ہونے دیا تھا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ ورنہ وہ جانتی تھی کہ یہ لوگ اس پر تشدد کی انتہا کر دیتے — ایکسٹو کو اطلاع دینے کے لئے یہاں سے نکلنا ضروری تھا اور نکلنے کے لئے ان بندشوں سے رہائی ضروری تھی۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی جولیا نے اپنے جسم کو ایک جھٹکے سے ہلانا جلانا شروع کر دیا۔ کبھی وہ دائیں طرف جسم کو زور سے جھٹکتی — کبھی بائیں طرف — پہلے تو اس کی تمام کوششیں فضول ثابت ہوتی رہیں۔ لیکن جولیا جانتی تھی کہ کسی نہ کسی وقت اس کا کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ ضرور نکلے گا۔ کیونکہ مسلسل جھٹکے لگنے سے کہیں نہ کہیں سے رسی ضرور ڈھیلی پڑے گی — اور وہی ہوا — مسلسل

بائیں جھٹکے لگنے سے اچانک دائیں سائیڈ کی رسی ذرا سی ڈھیلی پڑ گئی۔ شاید گانٹھ ڈھیلی پڑی تھی اور جولیا نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ اور پھر چند بعد اس بازوؤں پر بندھی ہوئی رسی اتنی ڈھیلی پڑ گئی کہ اس نے اپنا بازو موڑ کر اس رسی سے باہر نکال لیا۔ اور پھر ایک بازو کے نکلتے ہی ڈھیلی پڑ گئی کہ دوسرا بازو آسانی سے باہر آ گیا۔ اس طرح پندرہ بیس منٹ کی سی کوششوں کے بعد وہ اپنے بازو آزاد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ گو اس ش میں اس کے بازو بری طرح چھل گئے تھے۔ لیکن اس کی بھلا اُسے وقت کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

بازو آزاد ہوتے ہی جولیا نے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کا ناخن کمر بندھی ہوئی رسی پر رگڑا اور اس کے ناخن کے اندر موجود تیز بلیڈ نے چند ائیں رسی کو کاٹ ڈالا۔ اسی طرح اس نے سینے پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹیں پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب باقی رسیاں کاٹنا اس کے لئے کوئی مسئلہ اس لئے چند لمحوں بعد وہ رسیوں کی بندشوں سے آزاد میز سے نیچے اتر کر ہو گئی۔

اس نے چند لمحوں تک اپنے جسم کو ہلا جلا کر خون کی روانی کو جو رسیوں بندشوں سے سست پڑ چکی تھی تیز کیا اور جب وہ پوری طرح چاق و چوبند تو پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

س نے بند دروازے کو جھٹکے سے کھولنا چاہا۔ لیکن دروازہ باہر سے تھا۔ جولیا نے بڑے غور سے سٹیل کے بنے ہوئے اس دروازے کا جائزہ لیا پھر اس کی نگاہیں دروازے کی دہلیز کے شمالی کونے میں جم گئیں۔ دروازے کا یہ حصہ دیوار سے ذرا سا اکھڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے دیوار میں

نصب کرتے وقت یہاں تھوڑا سا خلا رہ گیا تھا۔

جولیا نے جھک کر اس حصے پر دونوں ہاتھ رکھے اور پھر پوری قوت سے اسے دبانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے زور زور سے اسے ہلانا شروع کر دیا۔ اس کے اس طرح ہلانے جلانے سے اس کونے سے مزید مٹی جھڑنی شروع ہو گئی اور درمیانی خلا آہستہ آہستہ بڑا ہوتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ کی کوشش کے بعد وہ دروازے کو اتنا موڑنے میں کامیاب ہو گئی کہ وہاں پیدا ہونے والے خلا سے وہ سمٹ سمٹا کر باہر نکل سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی اور آہستہ آہستہ اس کا جسم باہر کھسکتا چلا گیا اور پھر ایک جھٹکے سے وہ دروازے سے باہر پہنچ چکی تھی۔ اس کوشش میں اس کے پورے جسم پر خراشیں آ گئی تھیں۔ کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے۔ لیکن آزاد ہو جانے کی خوشی میں اسے کسی بات کی پرواہ نہ تھی۔

یہ ایک لمبی سی راہداری تھی جس کے آخر میں جولیا کو برآمدہ سا نظر آ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی برآمدے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچی، اچانک کوئی چیز اس پر جھپٹی اور جولیا جھٹکا کھا کر فرش پر گرتی چلی گئی اور اس پر جھپٹنے والا اس پر چھاتا چلا گیا۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں جولیا نے اندازہ لگا لیا کہ اس پر جھپٹنے والا کوئی مرد ہے۔

جولیا نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اس نے دونوں پیروں کی مدد سے اسے سر کے اوپر سے اچھال دیا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس پر جھپٹنے والا ایک قوی ہیکل آدمی تھا۔ وہ بھی تیزی سے اٹھا اس کے منہ سے غراہٹ بھری آوازیں نکل رہی تھیں۔ اس کی آوازیں سن کر

جولیا سمجھ گئی کہ وہ گونگا ہے بول نہیں سکتا۔ جولیا ذہنی طور پر اس موقع پر طویل لڑائی نہ چاہتی تھی۔ اس لئے اسے اچھالتے ہی وہ جیسے کھڑی ہوئی۔ اس نے تیزی سے برآمدے کے باہر لان میں چھلانگ لگائی اور پھر پھاٹک کی طرف بے تحاشا دوڑتی چلی گئی۔ گونگا بھی بغیر کوئی آواز نکالے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ گونگے کی رفتار جولیا سے زیادہ تیز تھی۔ اس لئے پھاٹک سے تھوڑی دور پہلے ہی اس نے جولیا کو چھاپ لیا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹتے ہوئے زمین پر گرے۔ گونگے نے بڑی پھرتی سے دونوں ہاتھ جولیا کی گردن پر جما دیئے۔ اور جولیا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کسی لوہے کے شکنجے میں پھنس گئی ہو۔ اس گونگے کے ہاتھوں میں بے پناہ طاقت تھی۔

جولیا کے دماغ پر اندھیرے چھانے لگے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چند لمحوں بعد اس کا دم گھٹ جائے گا۔ اور پھر جان بچانے کے اضطراری عمل سے اس نے پوری قوت سے اپنے اوپر جھکے ہوئے گونگے کی ناک پر زوردار ٹکر ماری اور گونگے کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گئے۔ گونگے کی ناک کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس کی ناک سے خون فوارے کی طرح ابل پڑا۔

جیسے ہی جولیا کی گردن آزاد ہوئی۔ اس نے اپنا دایاں بازو بجلی کی سی تیزی سے گھمایا اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار گونگے کی پسلیوں پر پڑا۔ ادھر گونگے نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر پوری قوت سے جولیا کے پیٹ پر ضرب لگانی چاہی۔ مگر جولیا کھڑی ہتھیلی کی ضرب لگا کر تیزی سے کروٹ بدل گئی اور گونگے کا وار خالی گیا اور وہ الٹ کر دور جا گرا۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر اٹھی اور پھر اس کی لات پوری قوت سے گونگے کی کنپٹی پر پڑی اور گونگے کے حلق سے

خرخراہٹ کی آواز نکلی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

جولیا نے اس کے بیہوش ہوتے ہی تیزی سے پھاٹک کی طرف چھلانگ لگائی مگر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچی، اچانک پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے لمحے پھاٹک میں داخل ہونے والی کار کی تیز لائیٹس جولیا پر پڑیں جو کار کے بالکل نزدیک تھی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں جولیا کو کار کے اندر بیٹھے ہوئے سٹار برادرز کی جھلک نظر آ گئی۔

کار ایک جھٹکے سے پھاٹک میں ہی رک گئی تھی۔ جولیا کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ایک طرف ہٹ جاتی۔ کیونکہ پھاٹک اتنا بڑا نہ تھا کہ کار کی موجودگی میں وہ پھاٹک کراس کر جاتی۔ اور شاید سٹار برادرز نے اُسے پہچان کر ہی حیرت کی شدت سے لاشعوری طور پر بریک لگا دی تھی۔ لیکن جولیا جانتی تھی کہ اگر وہ اس بار ان کے ہتھے چڑھ گئی تو وہ بے دریغ اُسے مار ڈالیں گے۔

چنانچہ جولیا کے ذہن نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنے بچاؤ کی ترکیب سوچی اور پھر کار کے رکتے ہی اس نے دوڑتے دوڑتے اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دیا اور اس کا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لانگ جمپ لگا رہی ہو۔ اور پھر پلک جھپکنے میں اس کا جسم کار کی چھت پر سے تیزی سے گھسٹتا ہوا ڈگی پر گرا اور جولیا نے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ کار کی پچھلی طرف زمین پر کھڑی ہو جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اسی لمحے کار کے دونوں اطراف کے دروازے کھلے۔ سٹار برادرز شاید باہر نکل کر جولیا کا تعاقب کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اب جولیا کی خوش قسمتی تھی کہ پھاٹک کی

ن تنی زیادہ نہ تھی کہ دروازے پوری طرح کھل سکتے۔ چنانچہ دروازے تھوڑے ے کھلے اور پھر پھاٹک سے ٹکرا کر دوبارہ بند ہو گئے اور سٹار برادرز باہر نہ ن سکے۔

جولیا کے پیر جیسے ہی زمین پر لگے وہ تیزی سے سڑک پر دائیں طرف تی چلی گئی۔ سڑک بالکل سنسان پڑی تھی اور ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھایا ا تھا۔ اس لئے جولیا کو یقین تھا کہ جب تک کار اندر جا کر واپس مڑتی اور اس یٹس اس پر پڑتیں وہ کافی دور نکل سکتی تھی۔ اس لئے وہ بے تحاشا بھاگتی ی۔ لیکن سٹار برادرز اس کی توقع سے زیادہ ہوشیار نکلے۔ انہوں نے کار ر لے جا کر موڑنے کی بجائے وہیں سے بیک کی اور دوسرے لمحے اس کی یٹس سامنے بھاگتی ہوئی جولیا پر پڑیں اور جولیا پر جیسے ہی لائٹ پڑی ں نے تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگائی اور ایک کوٹھی کی دیوار کے ساتھ ھ بے تحاشا دوڑنے لگی۔

ادھر کار پوری رفتار سے جولیا کی طرف اڑی چلی آ رہی تھی۔ کوٹھی کی دیوار تم ہوتے ہی ایک پتلی سی گلی تھی اور جولیا کو یہ گلی غنیمت محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے اس گلی میں دوڑتی چلی گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ جولیا گلی کے اختتام پر پہنچتی، اچانک کار اس ی کے کنارے پر رکی اور پھر فضا فائرنگ کی تیز گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ ر برادرز نے اس پر فائرنگ کھول دی تھی۔ لیکن جولیا عین اس موقع پر گلی ں پڑے ہوئے کوڑے کے ڈرم کی اوٹ میں ہو گئی اور اس طرح گولیوں کی چھاڑ سے بچ گئی۔ دوسرے لمحے اُسے کار کے دروازے کھلنے کی آواز سنائی ی اور وہ سمجھ گئی کہ سٹار برادرز کار سے نیچے اتر کر اس کے تعاقب میں آنے

والے ہیں۔ وہ مسلح تھے جبکہ جولیا نہتی تھی۔ اس لئے جولیا کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ بری طرح پھنس گئی تھی۔ اگر وہ ڈرم کی اوٹ سے نکلتی تو گولیوں کی زد میں آجاتی۔ اور اگر وہیں رہتی تو وہ دونوں اس کے سر پر آپہنچتے اور پھر ان کے ہاتھوں موت یقینی تھی۔

اس نے کار کا دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی اضطراری طور پر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑی۔ کیونکہ اس کے قدموں کے قریب ہی گٹر کا ڈھکن موجود تھا جو زمین سے قدرے ابھرا ہوا تھا۔ جولیا تیزی سے جھکی اور اس نے اس کے کڑوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر پوری قوت سے ایک جھٹکا دیا اور ڈھکن اوپر اٹھتا چلا گیا۔ نیچے جاتی ہوئی لوہے کی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ اب گلی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔

جولیا نے نیچے اتر کر قریب پڑا ہوا ڈھکن تیزی سے کھینچا اور سوراخ کے اوپر رکھ دیا۔ ڈھکن جلدی کی وجہ سے پوری طرح فٹ نہ ہوا اور اس کی ایک سائیڈ اٹھی ہوئی تھی۔ وہاں سے روشنی اور تازہ ہوا اندر آرہی تھی۔ جولیا وہیں رکی رہی۔ کیونکہ گٹر کے اندر تیز بدبو کے علاوہ شدید گھٹن تھی اور جولیا کو علم تھا کہ نیچے گندے پانی میں اترتے ہی وہ بدبو اور گھٹن کی وجہ سے بیہوش ہو جائے گی۔ تیز بو سے بچنے کے لئے اس نے ناک اس ہوا والی جگہ سے لگا دی۔ اس طرح ڈھکن کا پوری طرح فٹ نہ ہونا بھی اس کے فائدے میں رہا۔ اس طرح تازہ ہوا کی وجہ سے اس کے ہوش و حواس سلامت رہے۔ اب جولیا کا بچاؤ صرف اسی بات میں تھا کہ آنے والوں کو اس گٹر کا پتہ نہ چل سکے۔ اور پھر دونوں آدمی وہاں پہنچ گئے۔

”ارے یہاں تو کوئی نہیں“ ——— ان میں سے ایک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”وہ یہیں ڈرم کی آڑ میں تھی ——— اگر بھاگتی تو نظر آجاتی“ ——— دوسرے نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں بھی حیرت کا عنصر موجود تھا۔

”لیکن یہاں نہیں ہے ——— ڈرم کے اندر بھی نہیں ہے ——— وہ یقیناً ڈرم کی آڑ میں بھاگ نکلی ہے“ ——— ایک نے زور سے ڈرم کو لات مارتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے گلی کے اختتام میں دوڑتے چلے گئے۔ جولیا کے دل میں مسرت کی لہریں سی ابھرنے لگیں۔ وہ خوفناک اور یقینی موت سے بچ نکلی تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں گلی کے اختتام پر جاکر معدوم ہوتے ہوتے غائب ہوگئیں۔ وہ شاید گلی کی دوسری طرف آگے نکل گئے رہے تھے۔

اسی لمحے جولیا کے ذہن میں ایک اور خیال ابھرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس طرف جولیا کو نہ پاکر وہ دوبارہ یہیں آکر تحقیق کریں اور گٹر کا خیال آجائے۔ چنانچہ اس نے زور سے جھٹکا دے کر گٹر کے ڈھکن کو ایک طرف پھینکا اور پھر تیزی سے باہر نکل کر وہ اس طرف دوڑتی چلی گئی۔ جدھر شاید ان کی کار موجود تھی۔

کار کی لائٹیں جل رہی تھیں اور انجن سٹارٹ تھا۔ وہ دونوں جلدی میں باہر نکلے تھے اس لئے انجن بند نہ کر سکے تھے۔ اور پھر جیسے ہی جولیا کار کے قریب پہنچی، اسے دور سے ان دونوں کی تیز آواز سنائی دی۔

انہوں نے شاید اُسے دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ ان کی آواز آتے ہی فائرنگ کی آواز گونج اٹھی۔ مگر جولیا ریوالور کی زد سے باہر تھی۔ اس لئے گولیاں اس تک نہ پہنچ سکیں اور جولیا اچھل کر کھلے دروازے میں سے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی۔ اور پھر اس نے کھلے دروازے کی پرواہ کئے بغیر کلچ دبا کر گیئر لگایا اور دوسرے لمحے پورا ایکسیلیٹر دبا دیا۔ کار یوں اچھل کر آگے بڑھی جیسے ابھی فضا میں بلند ہو جائے گی۔ اور جھٹکا لگنے سے دروازے بھی خود بخود ایک دھماکے سے بند ہو گئے۔ جولیا نے سٹیرنگ سنبھالا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتی چلی گئی۔

اب جولیا پوری طرح مطمئن تھی کہ سٹار برادرز اُسے نہیں پا سکتے۔ اور وہ خوش قسمتی سے موت کے پنجے سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

کار کو پوری رفتار سے دوڑاتے ہوئے وہ نزدیکی چوک پر پہنچی اور پھر اس نے کار کا رخ شہر کی طرف گھما دیا۔ کار پوری رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی اس لئے جولیا دس پندرہ منٹ میں ہی شہر کے پہلے چوک پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔

چوک پر پہنچتے ہی جولیا نے کار تیزی سے ایک طرف روکی اور پھر اس کا انجن بند کر کے وہ باہر نکل آئی۔ وہ زیادہ دیر اس کار میں نہ رہنا چاہتی تھی۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ کار کی وجہ سے وہ پھنس جاتی۔ سٹار برادرز ٹرانسمیٹر پر اپنے کسی ساتھی کو مطلع کر سکتے تھے اور اس طرح کار کی وجہ سے وہ ٹریس ہو جاتی۔

کار سے نیچے اترتے ہی اس نے جھک کر اس کی نمبر پلیٹ دیکھی اور

نمبروں کو ذہن میں رکھتے ہی وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ چوک کے قریب ہی ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ اس نے ایک خالی ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گئی۔

"جلدی چلو! ۔۔۔۔ بہار چوک پر مجھے اتار دو ۔۔۔۔ جلدی"

جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور جو ابھی حیرت سے جولیا کو دیکھنے میں مصروف تھا اس کی آواز سنتے ہی سیدھا ہوا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

ٹیکسی چلتے ہی جولیا کو پہلی بار خیال آیا کہ اس کی جیب میں کرنسی بھی ہے یا نہیں۔ اس نے بیٹھے ہوئے سکرٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں۔ جیب میں لیڈیز پرس موجود تھا۔ سٹار برادرز نے اس کی تلاشی نہ لی تھی اور اگر لی تھی تو انہوں نے پرس نہ نکالا تھا۔

جولیا نے پرس کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکالا اور پرس دوبارہ اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

اور پھر جب ٹیکسی بہار چوک پر پہنچی تو اس نے ایک ہوٹل کے سامنے ٹیکسی رکوائی اور باہر نکل کر وہ نوٹ ڈرائیور کی جانب پھینکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ ڈرائیور کو یہی تاثر دینا چاہتی تھی کہ وہ ہوٹل میں جا رہی تھی۔ اور جب وہ گیٹ کے قریب پہنچی تو ڈرائیور گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

جولیا نے اپنے قدم آہستہ کر لئے۔ جب ٹیکسی کافی دور نکل گئی تو اس نے اچانک اپنا رخ بدلا اور پھر ہوٹل کی دیوار سے گزر کر ملحقہ گلی میں سے ہوتی ہوئی وہ پچھلی سڑک پر آ گئی۔ یہاں خاصی چہل پہل تھی لیکن چونکہ جولیا

کالباس خاصا پھٹا ہوا اور مسلا ہوا تھا۔ اس لئے جولیا ایک طرف اندھیرے میں رک گئی اور صرف ٹیکسیوں کو ہاتھ دینے کے لئے آگے بڑھتی اور پھر ایک خالی ٹیکسی اس کے ہاتھ کے اشارے پر رک گئی۔ اور جولیا تیزی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی اور اس نے ڈرائیور کو اپنے فلیٹ سے قریبی چوک کا پتہ بتایا اور ٹیکسی آگے بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد جب ٹیکسی چوک پر پہنچ کر رکی۔ جولیا نے پہلے ہی نوٹ پرس سے نکال لیا تھا۔ اس نے نوٹ ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور دروازہ کھول کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اندھیرے میں ڈوب گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے شاید زیادہ خیال نہ کیا اور ٹیکسی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اپنے فلیٹ پر پہنچ گئی۔

فلیٹ میں داخل ہو کر جولیا نے اطمینان کی طویل سانس لی۔ وہ ایک بہت بڑے بحران سے صحیح سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ چند لمحے وہ کرسی پر بیٹھی اپنا سانس ہموار کرتی رہی۔ پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اُسے اب تنویر کی فکر تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سٹار برادرز کار میں واپس آ رہے تھے تو یقیناً وہ تنویر پر حملہ کرنے گئے ہوں گے اور ان کی فوری ایکشن لینے کی عادت نے ہی جولیا کو وہاں سے نکلنے کا موقع دے دیا تھا کیونکہ ان دونوں کے جانے کے بعد عمارت میں صرف وہ گونگا ہی رہ گیا تھا جو شاید ان کا ملازم تھا۔ اسی لئے وہ تنہا تھا۔ ورنہ اگر سٹار برادرز عمارت میں موجود ہوتے تو جولیا کے لئے وہاں سے نکل بھاگنا ناممکن ہو جاتا۔

رابطہ قائم ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ جولیا سمجھتی

تھی کہ پچھلی رات ہو چکی ہے۔ ایکسٹو اس وقت سویا ہوا ہوگا۔ لیکن وہ صبح تک انتظار نہ کر سکتی تھی۔ وہ تنویر کے متعلق جلد از جلد ایکسٹو کو مطلع کرنا چاہتی تھی۔

"یس ایکسٹو" ——— اچانک دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایکسٹو کی آواز میں نیند کا شائبہ تک محسوس نہ ہوتا تھا اور جولیا ایک لمحے کے لئے سوچتی رہی کہ یہ ایکسٹو کوئی انسان ہے یا مشین کہ گہری نیند سے جاگنے کے باوجود اُسے اپنے آپ پر اتنا کنٹرول تھا کہ محسوس بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ سویا ہو۔

"جولیا سپیکنگ سر" ——— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— جولیا تم کہاں سے بول رہی ہو" ——— ؟ ایکسٹو کے لہجے میں چونک جانے کا عنصر موجود تھا۔

جولیا ایکسٹو کے اس طرح چونکنے پر حیران رہ گئی کیونکہ ایکسٹو کے اس طرح چونکنے سے صاف ظاہر تھا کہ اُسے جولیا کے ساتھ ہونے والے واقعہ کا علم تھا۔ حالانکہ اس کا خیال تھا کہ وہ بے خبر ہوگا۔

"سر! ——— میں اپنے فلیٹ سے بول رہی ہوں" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"تم سٹار برادرز کی گرفت سے نکل آئی ہو ——— ویل ڈن" ——— ایکسٹو کے لہجے میں مسرت تھی۔ جیسے وہ جولیا کی اس کے اس کارنامے پر تعریف کر رہا ہو اور جولیا کا دل خوشی سے اچھلنے لگا۔

"یس سر! ——— مگر سر آپ کو کیسے علم ہوا" ——— ؟ جولیا نے پوچھا

"مجھے معلوم تھا کہ تمہاری گاڑی پر راکو تھیل والی سڑک پر فائر ہوا اور پھر

تمہیں سٹار برادرز نے اغوا کر لیا ـــــــ اور وہ تمہیں لے کرسن ہوٹل کے قریبی چوک پر لے گئے ـــــــ عمران تمہاری تلاش میں گیا ہے" ـــــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

اور جولیا ایکسٹو کی اس باخبری پر حیران رہ گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ ایکسٹو کو الہام ہوتا ہے جو وہ دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے ہر واقعہ سے سچ مچ باخبر رہتا ہے۔

"یس سر! ـــــــ وہ تنویر کا کیا ہوا ـــــــ؟ اُسے آلوگا بار میں خنجر مارا گیا تھا" ـــــــ جولیا نے پوچھا۔

"مجھے علم ہے ـــــــ وہ وہاں سٹار برادرز سے الجھ پڑا تھا۔ اور اُسے خنجر مارا گیا تھا ـــــــ اُسے بے ہوشی کے عالم میں پولیس نے جنرل ہسپتال پہنچا دیا ـــــــ جہاں سے میں نے اُسے سیکرٹ سروس ہسپتال میں منتقل کرا دیا ہے ـــــــ گو اس کی حالت خطرے سے باہر ہے ـــــــ لیکن ابھی تک اُسے ہوش نہیں آیا ـــــــ تم اپنی رپورٹ تفصیل سے دو"۔ ایکسٹو نے جواب دیا

اور جولیا ایک لمحے کے لئے ایکسٹو کی باخبری پر ششدر رہ گئی۔ کیونکہ ظاہر ہے تنویر تو ہوش میں آیا نہیں کہ وہ سب تفصیلات بتاتا۔ اس کے باوجود ایکسٹو کو ہر بات کی خبر تھی۔ بہرحال اس نے پوری تفصیل سے آلوگا بار سے لیکر اپنے فلیٹ تک واپسی کی کہانی ایکسٹو کو بتا دی۔

"کار کا نمبر کیا تھا" ـــــــ؟ ایکسٹو نے سوال کیا۔ اور جولیا نے کار کا نمبر بتا دیا۔

"وہ عمارت جہاں سے تم نکلی تھیں ـــــــ اس کی کوئی خاص نشانی" ـــــــ ایکسٹو نے سوال کیا۔

"سر! ـــــــ وہ عمارت ذلیشان کالونی میں تھی ـــــــ دوسری روڈ میں اُن کا تنگ سا پھاٹک ہے ـــــــ البتہ پھاٹک کے باہر ایک چھوٹا سا ستون موجود ہے ـــــــ جس پر شاید کوئی عبارت لکھی ہوئی ہے ـــــــ اس سے زیادہ مجھے اندازہ نہیں ہے" ـــــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــــ اب تم آرام کرو ـــــــ اور سنو! ـــــــ اب تم بغیر میک اپ کے باہر نہیں نکلو گی" ـــــــ ایکسٹو نے اسے ہدایات دیں۔

"بہتر سر! ـــــــ مگر جناب! ـــــــ یہ سٹار برادرز کون ہیں ـــــــ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" ـــــــ؟ جولیا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

"یہ دنیا کے خوفناک مجرم ہیں ـــــــ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں ـــــــ تم اور تنویر بس اتفاق سے ان سے ٹکرا گئے ـــــــ ورنہ شاید ہمیں ان کی یہاں موجودگی کا شبہ تک نہ ہوتا" ـــــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"جی ٹھیک ہے ـــــــ شکریہ" ـــــــ جولیا نے جواب دیا۔ اُسے خوشی تھی کہ ایکسٹو نے اس کے سوال پر اُسے ڈانٹنے کی بجائے اس کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔

"اوکے ـــــــ گڈ بائی" ـــــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کا جواب ملا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ اور جولیا نے رسیور کریڈل پر ڈالا اور پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھی۔

عمران میک اپ کر کے اور کرنل سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہو کر فون کے قریب آکر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"عمران سپیکنگ" ـــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"جناب! ـــ میں نے فریکوئنسی چیک کی ہے ـــ یہ جگہ شوبرا ہوٹل اور اس کے آس پاس کے علاقے کی ہے ـــ میں نے کال کی اور جب دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوا تو میں نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا ـــ نقشے کے مطابق جگہ شوبرا ہوٹل ہی ہو سکتی ہے ـــ کیونکہ اس کے ارد گرد مارکیٹیں ہیں ـــ رہائشی علاقہ نہیں ہے" ـــ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں دیکھ لونگا ـــ تم ایسا کرو کہ سب ممبرز کو چیک

رو کہ وہ کس حال میں ہیں ـــ خاص طور پر تنویر کے متعلق معلوم کرو۔ کیونکہ جکل وہ جولیا کے ساتھ گھومتا پھر رہا ہے ـــ اور جولیا کے سنٹر برادرز کی گرفت میں آنے کا مطلب ہے کہ تنویر بھی اس سلسلے میں ضرور ملوث ہوگا" عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ـــ ویسے مجھے رپورٹ ملی تھی کہ آجکل وہ آلوگا بار میں زیادہ ٹھتے بیٹھتے ہیں ـــ اگر تنویر فلیٹ پر نہ ملا تو پھر میں آلوگا بار کو چیک کرونگا" میک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ اگر کوئی اہم معلومات ملے تو مجھے زیرو فقرٹی ٹرانسمیٹر پر مطلع کر سکتے ہو ـــ بائی بائی" ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے کریڈل دبا کر نمبر ڈائل رنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں تک دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا اور ٹائیگر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر! ـــ عمران بول رہا ہوں" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ ٹائیگر عمران کی آواز سنتے ہی ہوشیار ہو گیا تھا کیونکہ س بار اس کے لہجے سے نیند کا عنصر غائب تھا۔

"ٹائیگر! ـــ تیار ہو کر فوراً شوبرا ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچو ـــ میں تمہیں وہیں ملوں گا ـــ میں نے سیاہ چست لباس پہنا ہوا ہے" ـــ مران نے کہا۔

"بہتر جناب! ـــ لیکن تیاری کس قسم کی کرنی ہے" ـــ ٹائیگر نے وچھا۔

"ہم نے راک اینڈ رول ڈانس کرنا ہے"۔ عمران نے سخت بگڑ
طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سوری سر"۔۔۔۔ ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ وہ
عمران کا طنز سمجھ گیا تھا۔

"جلدی پہنچو"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پ
ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس!۔۔۔ میں بھی تیار ہوں"۔۔۔۔ قریب کھڑے جوزف نے بڑے
مستعد لہجے میں کہا۔

"نہیں!۔۔۔ تم زخمی ہو۔۔۔ آرام کرو"۔۔۔ عمران نے تیز لہج
میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ گیراج کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور اب ظا
ہے جوزف کے لئے مزید کچھ کہنے کی کوئی گنجائش نہ رہی تھی۔ وہ خاموش وہ
کھڑا رہ گیا۔

عمران نے گیراج سے کار نکالی اور پھر وہ پھاٹک کھول کر باہر سڑک پ
آ گیا۔ اس نے کار کا رخ شوبرا ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے چہرے پر بے پنا
سنجیدگی تھی کیونکہ وہ مفرور آدمی کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ کس قد
چالاک۔۔۔ عیار۔۔۔ اور بے رحم واقع ہوئے ہیں اور جولیا کا ان کے ہتھے
چڑھ جانا جولیا کے لئے نیک فال نہ تھی۔ اس لئے وہ جلد از جلد جولیا کو ڈھونڈ
چاہتا تھا۔

لیکن اب مسئلہ تھا شوبرا ہوٹل میں کرنل کو ڈھونڈنے کا۔ کیونکہ ظاہر ہے
کرنل وہاں کسی فرضی نام سے رہائش پذیر ہوگا اور شوبرا ہوٹل میں چونکہ زیادہ تر
غیر ملکی ہی ٹھہرتے ہیں اس لئے اس کی اتنے بڑے ہوٹل میں تلاش خاصا مشکل

ہ تھا لیکن عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ نکالے گا اس لئے
ر دوڑاتے تیزی سے شوبرا ہوٹل کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

دس منٹ بعد عمران کی کار شوبرا ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں گھستی چلی گئی۔ کار
ں نے پارکنگ شیڈ میں روکی اور پھر انجن بند کر کے باہر نکل آیا۔ جب اس نے
کا دروازہ لاک کیا تو اسی لمحے ٹائیگر نے اس کے قریب موٹر سائیکل روکی اور
نتہائی پھرتی سے اس نے موٹر سائیکل لاک کی۔ ٹائیگر نے بھی سیاہ رنگ کا
ٹ لباس پہن رکھا تھا۔

عمران دل ہی دل میں ٹائیگر کی چستی پر خوش ہوگیا کیونکہ ٹائیگر نے
ی تیار ہو کر وہاں تک پہنچنے میں خاصی مستعدی دکھائی تھی۔

"ٹائیگر"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل
ین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے ٹائیگر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔
یٹ میں داخل ہو کر وہ ہال میں پہنچے تو ہال میں رونق خاصی کم تھی صرف
ے وہاں موجود تھے جن کا پروگرام شاید راتیں باہر گزارنے کا ہوتا تھا۔

کاؤنٹر پر ایک نوجوان سا شخص اطمینان سے فارغ بیٹھا ہوا تھا۔ عمران
یز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جی فرمایئے"۔۔۔؟ کاؤنٹر مین نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے
۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کے سامنے پھینک دیا۔ اور
ٹر مین نے جیسے ہی کارڈ پر نگاہ ڈالی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے

چہرے پر پریشانی کے تاثرات اُبھر آئے تھے کیونکہ کارڈ پر درج عبارت عمران ک
منشیات کے خلاف کام کرنے والے سرکاری ادارے کا چیف بتا رہی تھی۔
"یس سر! —— فرمایئے —— ؟ ہمارے ہوٹل میں منشیات استعمال نہ
ہوتیں" —— کاؤنٹر مین نے پریشان لہجے میں کہا۔
"مجھے معلوم ہے —— لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک غیر ملکی
موجود ہے —— جس کے پاس منشیات کی خاصی بڑی مقدار ہے" —— عم
نے سخت لہجے میں کہا۔
"ہو سکتا ہے سر! —— مگر ہمیں اطلاع نہیں ہے" —— کاؤنٹر
نے مزید پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے —— مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ قانون کا خیال رکھتے ہو۔
اگر تمہیں اطلاع ہوتی تو تم یقیناً ہمیں اطلاع کرتے —— بہرحال ہم نے ا
غیر ملکی کو تلاش کرنا ہے —— رجسٹر مجھے دکھاؤ" —— عمران نے کا
دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
اور کاؤنٹر مین کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ اس نے م
سے رجسٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ جس میں ہوٹل میں رہائش پذیر افراد ک
تفصیلات درج تھیں۔
عمران نے رجسٹر کھول کر اس کے اندراجات چیک کرنے شروع کر دی
اور پھر اس کی نگاہیں جیسے ہی ایک نام پر پڑیں وہ چونک پڑا۔ یہ نام تھا کر
جالنسن کا —— یہ شخص ایکریمیا سے آیا تھا اور اُسے یہاں آئے ہو
ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ وہ چوتھی منزل کے کمرہ نمبر پانچ میں رہائش پذیر تھ
عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کا مطلوبہ آدمی یقیناً یہی ہوگا۔ کیونکہ عم

مجرموں کی نفسیات سمجھتا تھا۔ چونکہ یہ شخص اپنے آپ کو کرنل کہلوانے کا عادی
تھا اس لئے اس نے لاشعوری طور پر کرنل کا لاحقہ نام کے ساتھ لگا دیا۔
"یہ کرنل جالنسن کا حلیہ کیا ہے" —— ؟ عمران نے رجسٹر بند کرتے ہوئے
کاؤنٹر مین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔
"کرنل جالنسن! —— یہ غیر ملکی ہے —— خاصا لحیم شحیم آدمی ہے
چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں ہیں —— عام طور پر کمرے میں ہی بند رہتا ہے" ——
کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔
"اس وقت یہ کمرے میں ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا۔
"یس سر! —— کیا میں اُسے اطلاع کروں" —— ؟ کاؤنٹر مین
نے پوچھا۔
"نہیں —— وہ اگر مجرم ہے تو ہوشیار ہو جائے گا —— اور سنو!
اگر مجھے یہ احساس ہو گیا کہ اُسے ہمارے آنے کی اطلاع مل گئی ہے تو تم
باقی تمام عمر جیل میں ہی سڑتے رہو گے —— سمجھے" —— عمران کا لہجہ
بے حد سخت تھا۔
"ٹھیک ہے جناب! —— میں سمجھ گیا —— آپ قطعاً بے فکر رہیں جناب!"
کاؤنٹر مین نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔
"آؤ" —— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں تیز
تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
اس وقت چونکہ لفٹ مین ڈیوٹی پر نہ تھا اس لئے عمران نے خود ہی
لفٹ کا دروازہ بند کر کے چوتھی منزل کا بٹن دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر
چڑھتی چلی گئی۔

پھر جیسے ہی چوتھی منزل پر لفٹ رکی۔ عمران اور ٹائیگر باہر آگئے۔

"یہ شخص انتہائی خوفناک ـــــ چالاک ـــــ اور عیار مجرم ہے ـــــ اور میں نے فوری طور پر اس سے معلومات اگلوانی ہیں ـــــ اس لئے پوری طرح تیار رہنا" ـــــ عمران نے کمرہ نمبر پانچ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ٹائیگر سے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ دونوں کمرہ نمبر پانچ کے سامنے پہنچ گئے۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مڑی ہوئی تار نکالی اور تار کا سرا آٹومیٹک لاک کے سوراخ میں ڈال کر اس نے اسے تیزی سے دائیں بائیں گھمایا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور عمران نے تار واپس کھینچ لی۔ تالا کھل چکا تھا۔ عمران نے ہینڈل دبا کر آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر قدم اندر بڑھا دیئے۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا نائٹ بلب بھی نہیں جل رہا تھا۔

عمران نے اندازے سے ہاتھ بڑھا کر لائٹ کا سوئچ تلاش کیا اور چٹک کی آواز سے کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ اور عین اسی لمحے عمران کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا اور لاشعوری طور پر وہ نشست کی طرف جھک گیا۔ اور اسی لمحے سائیں کی آواز سے گولی ٹھیک اس جگہ سے گزر کر دروازے میں لگی جہاں ایک لمحہ پہلے عمران کا سر تھا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی بھی دیر ہو جاتی تو عمران کا سر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا ہوتا۔

عمران نے جیسے ہی غوطہ لگایا، ٹائیگر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے شعلہ نکلا اور کمرے میں ہلکی سی چیخ ابھری اور بیڈ پر بیٹھے ہوئے کرنل جالسن نے بے اختیار اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔

ٹائیگر نے انتہائی بروقت اقدام کیا تھا۔ اگر اسے بھی فیصلہ کرنے میں کچھ

...ں کی دیر ہو جاتی تو کرنل جالسن کی دوسری گولی عمران کو یقیناً چاٹ جاتی۔

عمران غوطہ لگا کر سیدھا ہوا اور اب اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور ...ب رہا تھا۔

عمران نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں ایک قدم آگے بڑھا ...بیڈ کی سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ...ر چمک رہے تھے جبکہ بیڈ پر بڑی بڑی مونچھوں والا لحیم شحیم کرنل جالسن ...ب بڑے حیرت بھرے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم لوگ کون ہو ـــــ؟ اور کیوں میرے کمرے میں کیوں گھس آئے ہو؟" ...ل جالسن نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں ان سے پوچھا۔ اس نے جس تیزی ...ے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فولادی اعصاب ...ملک ہے۔ ورنہ اتنی جلدی وہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتا تھا۔

"دیکھو کرنل! ـــــ میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو ـــــ اور کس تماشے ...آدمی ہو ـــــ لیکن تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں ـــــ اور کس ...نسل کا آدمی ہوں ـــــ اس لئے میں صرف سوال کروں گا اور ...یں میرے سوال کا جواب فوری طور پر اور بالکل صحیح دینا ہوگا ـــــ ورنہ ...رے لمحے تم لاش میں تبدیل ہو چکے ہوگے" ـــــ عمران نے بڑے ...ت اور سرد لہجے میں کرنل جالسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا پوچھنا ہے تمہیں" ـــــ؟ کرنل نے حیران ہوتے ہوئے ...ہا۔

"تمہارے ساتھی ستار برادرز کہاں رہائش پذیر ہیں ـــــ پتہ بتاؤ" ـــــ؟ ...ن نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ اور عمران کے سوال پر

کرنل جانسن یوں حیرت سے اچھلا جیسے عمران نے سوال کی بجائے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔

"کک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔۔ سٹار برادرز" ۔۔۔۔ کرنل جانسن نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کے باوجود اس کا لہجہ لڑکھڑا ہی گیا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص یوں اچانک آکر اس سے سٹار برادرز کا پتہ پوچھ لے گا۔

"سنو! ۔۔۔ میرا نام علی عمران ہے ۔۔۔ وہی علی عمران ۔۔۔ جس پر تم نے راجر کے ساتھیوں کی مدد سے جان لیوا حملے کرائے تھے ۔۔۔ لیکن میں زندہ سلامت تمہارے سامنے کھڑا ہوں ۔۔۔ میں تمہیں سوال کے جواب کے لئے اتنی مہلت دے سکتا ہوں کہ دس تک گنتی پوری ہو جائے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

"تت ۔۔۔ تم عمران ہو" ۔۔۔ کرنل جانسن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے شدید ترین آثار تھے۔

"ٹائیگر! ۔۔۔ گنتی گنو" ۔۔۔ عمران نے اس کے اٹھنے کی پرواہ کئے بغیر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک ۔۔۔ دو ۔۔۔ تین ۔۔۔ چار ۔۔۔" ٹائیگر نے عمران کے کہنے پر فوراً ہی گنتی شروع کر دی۔

عمران بڑے غور سے کرنل جانسن کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ گنتی آٹھ تک پہنچتی۔ اچانک عمران اور ٹائیگر کی پشت پر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں لاشعوری طور

پر دروازے کی طرف مڑے اور یہی لمحہ ان دونوں پر بھاری پڑ گیا۔ کرنل جانسن جو ان کے سامنے بیڈ پر کھڑا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے ان دونوں پر بیک وقت اڑ کر آپڑا اور وہ ان دونوں کو پیٹتا ہوا کمرے کی دیوار سے آٹکرایا اور اس اچانک ٹکراؤ سے ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوالور دور جا گرے۔ کرنل جانسن نے دراصل وار عمران پر کیا تھا لیکن چونکہ ٹائیگر اس کے بالکل قریب ہی کھڑا تھا اس لئے وہ بھی اس کی زد میں آ گیا۔

نیچے گرتے ہی وہ دونوں تیزی سے اٹھے۔ مگر کرنل جانسن ان سے بھی زیادہ تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ دروازے میں کھڑے ہوئے کاؤنٹر مین کو جو حیرت بھرے انداز میں یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اپنے ساتھ دھکیلتا ہوا گیلری کی طرف نکل گیا اور اسی لمحے عمران اور ٹائیگر نے بھی اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ مگر کرنل جانسن کاؤنٹر مین کو چھوڑ کر بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیاں ایسی چکردار تھیں کہ وہ نیچے جاتے ہوئے کئی بار گھوم جاتی تھیں اور جب تک ٹائیگر اور عمران سیڑھیوں تک پہنچے۔ کرنل جانسن دوڑتا ہوا نچلی منزل تک پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے دوڑتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ مگر عمران وہیں رک گیا اور اس نے بڑی پھرتی سے اپنے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک رسی کا بڑا سا گچھا آ گیا جس کے ایک سرے پر کمند کا گھیرا سا بنا ہوا تھا۔

عمران نے کمند کا دوسرا سرا پکڑا اور پھر اس کی نظریں نچلی منزل کی سیڑھیوں کے اس چکر پر جم گئیں جہاں سے کرنل جانسن نے نمودار ہونا تھا ٹائیگر کی سیڑھیاں اترنے کی آواز آ رہی تھی جو آہستہ آہستہ معدوم ہوتی جا رہی

تھی۔

اور پھر جیسے ہی کرنل جانسن کا سر سیڑھیوں میں نظر آیا، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور رسی کا گچھا بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرا اور کرنل جانسن نے ابھی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ رسی کا کمند نما سرا ٹھیک اس کے سر سے گزرتا چلا گیا۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے رسی کو جھٹکا دیا اور کمند کرنل کی گردن میں کستی چلی گئی۔ وہ بری طرح لڑکھڑا کر نیچے گرا اور رسی مزید تن گئی۔

عمران نے ریلنگ پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے رسی کو اپنی طرف کھینچا اور کرنل کے پیروں نے زمین چھوڑ دی۔ وہ اب رسی سے لٹکا بری طرح ہوا میں ہی تڑپ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اُسے پھانسی پر لٹکا دیا ہو۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں اور دوسرے لمحے کرنل نے رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور زور سے جھٹکا دینے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف عمران تھا۔ اس نے رسی کو اپنی طرف کھینچا اور کرنل دو فٹ اور اوپر اٹھ آیا۔

"کمال ہے ـــــ انتہائی حیرت انگیز ـــــ اتنی تنگ جگہ میں اس طرح کمند پھینکنا ـــــ حیرت انگیز ہے" ـــــ اچانک عمران کے قریب سے آواز آئی۔ یہ وہ کاؤنٹرمین تھا جو عمران کے ساتھ ہی ریلنگ پر جھکا اس تماشے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

اور عین اسی لمحے ٹائیگر دوڑتا ہوا عین اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں فضا میں کرنل رسی سے لٹک رہا تھا۔

"سنبھالو اسے ٹائیگر" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور رسی یکدم

ڈھیلی کر دی اور نیچے کھڑے ہوئے ٹائیگر نے کرنل کو فضا میں ہی دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا اور عمران نے رسی نیچے پھینک دی اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد ان دونوں تک پہنچ جانا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کرنل کہیں ٹائیگر کے شکنجے سے نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔

سیڑھیاں اتر کر جب عمران اس جگہ پہنچا جہاں اس نے اوپر سے انہیں کھڑا دیکھا تھا تو وہ جگہ خالی تھی۔ عمران تیزی سے نیچے اترتا گیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو سیڑھیوں کے اختتام پر سے لڑکھڑا کر اٹھتے ہوئے دیکھا اور کرنل گلے میں پڑی ہوئی رسی سمیت تیزی سے ہال میں دوڑا چلا جا رہا تھا رسی اس کے پیچھے گھسٹ رہی تھی۔

عمران نے اپنی سپیڈ تیز کر دی وہ جلد از جلد اس رسی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ تین تین سیڑھیاں اکٹھی ہی پھلانگتا جا رہا تھا مگر جب وہ ہال میں پہنچا تو اس نے رسی کو فرش پر پڑے دیکھا۔ جبکہ کرنل غائب تھا۔ ٹائیگر اپنا سر پکڑے لڑکھڑاتا ہوا ہال کے دروازے تک بڑھا جا رہا تھا لیکن اس کی حالت ایسی تھی کہ اس سے پوری طرح چلا نہ جا رہا تھا۔ ہال میں موجود اکا دکا لوگ حیرت کے مارے کرسیوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

عمران ٹائیگر کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے مین گیٹ کی طرف دوڑا۔ مگر جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو اس نے کرنل کو بھاگتے ہوئے کمپاؤنڈ سے باہر نکلتے دیکھا۔ کرنل پیدل ہی بھاگا چلا جا رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ ایک بار کرنل ہاتھ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر جولیا کا پتہ ملنا محال ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے مین گیٹ کی طرف

بھاگنے کی بجائے گولی کی سی رفتار سے پارکنگ کمپاؤنڈ کی طرف دوڑ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ٹائیگر کے موٹر سائیکل پر سوار ہو گیا اور پھر اس نے وہ خفیہ بٹن دبا دیا جس سے نہ صرف لاک کھل جاتا تھا بلکہ خودکار طریقے سے انجن بھی سٹارٹ ہو جاتا تھا۔ عمران نے خود ہی اپنے ساتھیوں کے موٹر سائیکلوں میں ایسا سسٹم لگوایا تھا تاکہ ایمرجنسی میں لاک کھولنے اور انجن سٹارٹ کرنے میں دیر نہ ہو جائے۔

انجن سٹارٹ ہوتے ہی عمران نے گیئر بدل کر ایکسیلیٹر دبایا اور طاقتور انجن والا موٹر سائیکل اچھل کر آگے بڑھا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ تک پہنچ گیا۔

اس نے سڑک پر آتے ہی موٹر سائیکل کا رخ دائیں طرف موڑا۔ کیونکہ اس نے کرنل کو گیٹ سے دائیں طرف مڑتے ہی دیکھا تھا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے ہوٹل سے تھوڑی دور فٹ پاتھ پر بے تحاشا بھاگتے ہوئے کرنل کو تاڑ لیا۔ اور موٹر سائیکل کی رفتار اور تیز کر دی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کرنل تک پہنچتا۔ اس نے ایک سیاہ رنگ کی کار کو کرنل کے قریب رکتے دیکھا اور کار کے رکنے سے قبل ہی کار کا دروازہ کھلا اور کرنل بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا کر کار کے اندر غائب ہو گیا اور کار اچھل کر آگے بڑھ گئی۔ اس کار کا رخ عمران کی طرف ہی تھا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہ عمران کو کراس کرتی ہوئی آگے نکلتی چلی گئی۔

کار والے شاید عمران کے متعلق لاعلم تھے کیونکہ انہوں نے عمران کو کچلنے کی کوئی کوشش نہ کی تھی۔

عمران نے کسی لٹو کی طرح موٹر سائیکل گھمایا اور دوسرے لمحے وہ اس کار کے

پیچھے لگ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل کی رفتار آخری حد تک بڑھا دی اور موٹر سائیکل لمحہ بہ لمحہ کار کے قریب ہوتی چلی گئی۔ پھر شاید کار والوں کو بھی تعاقب کا احساس ہو گیا۔ کیونکہ کار کی رفتار یکدم بڑھ گئی تھی۔ اور اسی لمحے عمران کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اس کے پاس ریوالور تک نہ تھا۔ ظاہر ہے اس انداز میں وہ کار کو نہ روک سکتا تھا اور بفرض محال وہ کسی طور پر اسے روک بھی لیتا تو پھر ان سے نپٹنا آسان نہ ہوتا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی موٹر سائیکل کی رفتار کم کر دی اور کار اور موٹر سائیکل کا فاصلہ زیادہ ہونا شروع ہو گیا۔

اسی لمحے ٹائروں کی تیز آواز سے ایک کار عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی۔ یہ عمران کی کار تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹائیگر! —— سامنے نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرو —— میں چوک سے گھوم کر اگلے چوک پر پہنچتا ہوں" —— عمران نے چیخ کر ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار یکدم تیز کر دی۔ اور عمران نے اپنی سپیڈ مزید آہستہ کر لی۔

اور پھر چوک آتے ہی وہ تیزی سے دائیں طرف والی سڑک پر مڑتا چلا گیا۔ کرنل اور ٹائیگر کی کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئی سیدھی نکلتی چلی گئیں۔

عمران نے موٹر سائیکل کو سائیڈ روڈ پر موڑتے ہی اس کی رفتار انتہائی حد تک بڑھا دی۔ وہ دراصل کرنل کی کار سے پہلے ہی اگلے چوک تک پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک پلان مرتب ہو چکا تھا اور وہ اگلے چوک پر کرنل کی کار سے پہلے پہنچ کر اس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران چوک پر پہنچ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل ایسی سائیڈ پر روکی جہاں سے سیدھی آنے والی سڑک صاف دکھائی دے رہی تھی۔

اور پھر ایک خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا ہینڈ گرنیڈ نکال لیا۔ یہ بم گو زیادہ طاقتور نہ تھا۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ضرور تھی کہ اگر اُسے صحیح کار پر مخصوص انداز میں پھینکا جاتا تو وہ اس کا ایک حصہ ضرور بیکار کر دیتا اور عمران چاہتا بھی یہی تھا کہ کار کا پچھلا یا اگلا حصہ بیکار ہو جائے اور اس طرح کار رکنے پر مجبور ہو جائے اور پھر کرنل اور اس کے ساتھیوں کا کوئی نہ کوئی علاج کیا جا سکتا تھا۔

مگر چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اُسے دور تک سڑک پر کسی بھی کار کی سائیڈ لائٹس نظر نہ آئیں تو اس کے دل میں بے چینی کی لہریں سی اٹھنے لگیں۔ اس نے بم کو سامنے والی جیب میں ڈالا اور موٹر سائیکل موڑ کر اس سڑک پر ڈال دی جہاں سے اُسے کار آنے کی توقع تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے دور سڑک کے کنارے پر اپنی کار کھڑی نظر آ گئی۔ وہ یوں رکی ہوئی تھی جیسے اُسے زبردستی روکا گیا ہو۔ چند لمحوں ہی میں عمران کار تک پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کار کا ٹائر برسٹ کر کے اُسے روکا گیا تھا اور کار خالی تھی۔ ٹائیگر غائب تھا۔

عمران صرف ایک لمحے کے لئے کار کے قریب رکا اور پھر اس نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔ وہ سمجھ گیا کہ کرنل کی کار کسی سائیڈ روڈ کی طرف مڑ گئی ہو گی۔ اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دور آگے جانے پر اُسے کرنل کی کار سڑک کے کنارے کھڑی نظر آئی۔ عمران نے موٹر سائیکل اس کار کے قریب جا کر روکی اور پھر اسے سٹینڈ کر کے اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اور پھر اسے کار کی پچھلی سیٹ پر ٹائیگر پڑا ہوا نظر آیا۔ اس کے سینے پر خون کا

بڑا سا دھبہ تھا۔ اور اس کا جسم بے حس و حرکت تھا۔

عمران نے انتہائی تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور ٹائیگر کی نبض پکڑ لی۔ ٹائیگر زندہ تھا لیکن نبض اتنی ڈوب چکی تھی کہ کسی بھی لمحے بند ہو سکتی تھی۔ اُسے سینے پر گولی ماری گئی تھی۔ لیکن شاید گولی دل میں نہ لگی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ٹائیگر موت کی سرحد پر پہنچ چکا تھا۔ اگر اسے فوری طبی امداد نہ ملتی تو عمران کو یقین تھا کہ وہ ختم ہو جاتا۔

عمران نے تیزی سے کار کے انجن پر نظر ڈالی اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا کہ کار کا سٹیرنگ ٹوٹ کر ایک طرف لٹک رہا تھا اُسے شاید جھٹکا دے کر توڑا گیا تھا اور ظاہر ہے سٹیرنگ کے بغیر کار چلائی ہی نہ جا سکتی تھی۔

عمران نے پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک ایک لمحہ ٹائیگر کی زندگی کے لیے قیمتی تھا۔ اور پھر اس نے فوری طور پر ایک ہنگامی فیصلہ کیا۔ اس نے ٹائیگر کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اسے لا کر موٹر سائیکل کی ٹینکی پر یوں ڈال دیا کہ اس کا سر ایک طرف اور ٹانگیں دوسری طرف تھیں۔ گو اس طرح جھٹکے لگنے سے ٹائیگر کی موت واقع ہو جانے کا شدید ترین خطرہ تھا لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے موٹر سائیکل ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ لیکن ابھی موٹر سائیکل دس بارہ گز ہی آگے بڑھی ہو گی کہ گولی چلنے کی آواز سے فضا گونج اٹھی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دائیں بازو میں آگ کی سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ بازو پر لگنے والے دھکے سے موٹر سائیکل اتنی تیزی سے لڑکھڑائی کہ عمران اس پر کنٹرول نہ کر سکا۔ اور اسے یوں

محسوس ہوا کہ جیسے وہ فضا میں اڑا چلا جا رہا ہو۔ اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ سڑک کی سائیڈ میں موجود جھاڑیوں میں جا گرا۔ اس کا سر جھاڑیوں کے عقب میں موجود درخت کے تنے سے ٹکرایا اور عمران کے ذہن میں اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔

عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا ہی چلا گیا۔



سٹار برادرز جولیا سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے۔ انہوں نے فوری طور پر جنرل ہسپتال جا کر تنویر کو ہلاک کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ کیونکہ ان دونوں کی فطرت ہی ایسی تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی تھے۔ اس لئے انہوں نے صبح کا انتظار کرنے کی بجائے فوری ایکشن لینے کا فیصلہ کیا تھا اور ویسے بھی رات کے وقت ہسپتال میں زیادہ آسانی سے کام کیا جا سکتا تھا۔

"ٹیری! ——— گونگے ملازم کو ہوشیار رہنے کا کہہ آؤ ——— میں اتنی دیر میں کار نکالتا ہوں" ——— ایک نے دوسرے سے مخاطب ہوتے

... نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— دوسرے نے جس کا نام ٹیری تھا۔ کہا اور تیزی ... سے سائیڈ والے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دوسرا غیر ملکی جس کا نام ٹوم تھا، سیدھا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ... نے گیراج میں سے سیاہ رنگ کی کار باہر نکالی اور پھر اسے لئے ہوئے ... کے قریب آ گیا۔ اتنی دیر میں ٹیری بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور پھر چند ... لمحوں بعد ہی ان کی کار عمارت سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ... جنرل ہسپتال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"یہ لڑکی مجھے کچھ مشکوک سی لگتی ہے" ——— اچانک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹیری نے قریب بیٹھے ٹوم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیسے" ——— ؟ ٹوم نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے جس طرح سیدھے سادھے انداز میں تمام باتیں کہہ ڈالی ہیں۔ جیسے وہ اتنی سیدھی لگتی نہیں ——— اور ویسے بھی کوئی عام لڑکی اپنے شوہر کو موت کے منہ میں چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے نہیں بھاگتی" ——— ٹیری نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ وہمی ہو ٹیری! ——— یہ لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں ——— ان کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کس وقت کیا کر بیٹھیں ... گی" ——— ٹوم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال مجھے یہ سب کچھ قطعی مصنوعی لگ رہا ہے ——— یوں لگتا ... جیسے ہمیں دھوکا دیا جا رہا ہو ——— اس لئے میرا خیال ہے کہ تنویر ... کے قتل کے بعد ہمیں فوراً اس لڑکی کو ہلاک کرنا ہو گا" ——— ٹیری ...

بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ یہ تو ضروری ہے ــــ ہم کسی کانٹے کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتے" ــــ ٹوم نے جواب دیا

"مگر ہم نے اس بار اپنے اصول بدل لئے ہیں ــــ اصولاً ہمیں معلومات حاصل کرنے کے بعد اس لڑکی کو ہلاک کر دینا چاہیئے تھا۔ پھر جا کر تنویر کو ختم کرنا تھا ــــ لیکن تم نے اس بار الٹا کام کیا ہے" ٹیری کو شاید اس بات پر غصہ تھا کہ ٹوم نے اس کی بات کیوں نہیں مانی کیونکہ ٹیری نے وہاں یہی تجویز پیش کی تھی کہ جولیا کا خاتمہ کر دیا جائے مگر ٹوم نے ٹال دیا تھا۔

"دیکھو ٹیری ــــ وہ لڑکی بری طرح بندھی ہوئی ہے ــــ خاموش ہے وہ رہا نہیں ہو سکتی ــــ اس لئے ہم جس وقت چاہیں اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں ــــ میں نے اس لئے فوری طور پر اس کی موت کا فیصلہ نہیں کیا کہ اگر تنویر ہسپتال میں نہ ملے تو ہم اسے چارہ بنا کر تنویر کو تلاش کر سکتے ہیں" ٹوم نے جواب دیا۔

"بکواس ــــ میں تمہاری فطرت جانتا ہوں ــــ تمہیں وہ لڑکی پسند آگئی ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کی موت سے پہلے ــــ" ٹیری نے بُرا سا منہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کا فقرہ ٹوم کے زوردار قہقہہ میں ڈوب کر رہ گیا۔

"تمہاری یہ بات بھی درست ہے ٹیری ــــ تم تو صنف نازک سے الرجک ہو ــــ مگر میں تو اسے مرد کے لئے سب سے بڑی نعمت سمجھتا ہوں ــــ بہرحال تم فکر نہ کرو ــــ موت اس کا مقدر بن چکی ہے" ــــ

... نے ہنستے ہوئے کہا، اور ٹیری منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

دونوں بھائی یوں تو ایک جیسے چالاک ــــ سفاک ــــ اور عیار ... تھے۔ لیکن عورت کے معاملے میں وہ ایک دوسرے کی ضد تھے ــــ ٹیری ... سے الرجک تھا ــــ وہ کبھی عورتوں کے نزدیک تک نہ گیا تھا جبکہ ... عورتوں کا دیوانہ تھا اور اسی مسئلے پر ان دونوں کے درمیان اکثر جھڑپ ... ہوتی تھی۔

یہی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں جنرل ہسپتال پہنچ گئے۔ کار انہوں ... نے پارکنگ میں چھوڑی اور پھر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سیدھے انکوائری ... طرف بڑھتے چلے گئے۔

"فرمایئے" ــــ انکوائری کلرک نے جو کسی ناول کے مطالعہ میں مصروف ... ان کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"آج ہمارا ایک مقامی دوست مسٹر تنویر آلوگا بار میں غنڈوں کے ہاتھوں ... ہو گیا ہے ــــ ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں" ــــ ٹیری نے ... بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ مسٹر تنویر ــــ ہاں! ــــ اس نام کا ایک شدید زخمی مریض ... داخل کیا گیا تھا ــــ لیکن اب سے دس پندرہ منٹ پہلے انہیں ... سے شفٹ کر دیا گیا ہے" ــــ انکوائری کلرک نے سامنے ... ہوئے رجسٹر کا ورق الٹتے ہوئے کہا۔

"کہاں شفٹ کیا گیا ہے؟ ــــ" ان دونوں نے بیک وقت ... چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھیئے! ــــ اعلیٰ حکام سے احکامات آئے تھے اور انہی کے آدمی

انہیں لے گئے ہیں ـــــ ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا ـــــ یہ دیکھ لیجئے ـــــ رجسٹر پر اس کے متعلق یہی اندراجات موجود ہیں کہ اعلیٰ حکام مریض کو لے گئے ہیں ـــــ انکوائری کلرک نے ایک جانب پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں جھک کر اندراج دیکھنے لگے۔ اس میں واقعی یہی لکھا ہوا تھا کہ محکمہ صحت کے چیف سیکرٹری کے احکام پر مریض مسٹر تنویر کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

"آپ کوئی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے ـــــ دراصل ہم نے صبح واپس اپنے ملک چلے جانا ہے ـــــ اور ہم چاہتے ہیں کہ جانے سے پہلے ان کی خیریت معلوم کرتے جائیں" ـــــ ٹوم نے کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ ہمیں قطعاً اس سلسلے میں لاعلم رکھا گیا ہے ـــــ ایک ایمبولینس نما بند گاڑی میں انہیں بیہوشی کے عالم میں لے جایا گیا ہے" ـــــ انکوائری کلرک نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ان دونوں کی نظریں انکوائری کلرک کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور کلرک کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"او۔ کے! ـــــ تھینک یو" ـــــ ان دونوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس مین گیٹ کی طرف مڑ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ اُسے ملٹری سیکرٹ سروس والے لے گئے ہوں گے ـــــ ان کے اپنے خصوصی ہسپتال ہوتے ہیں" ـــــ ٹوم نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ لگتا تو ایسا ہی ہے ـــــ لیکن یہ معاملہ اب ہمارے لئے خطرناک ہو گیا ہے ـــــ تنویر ہمیں پہچانتا ہے ـــــ وہ ہوش میں آ کر یقیناً ملٹری سیکرٹ سروس کو ہمارے متعلق رپورٹ دے گا" ـ ٹیری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہرحال ـــــ جو ہوگا دیکھا جائے گا ـــــ اب یہی صورت ہے کہ ہم اس لڑکی کو قابو میں رکھیں ـــــ اور پھر اس کے ذریعے تنویر کو ٹریس کیا جاتے" ـــــ ٹوم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

اب ان کی کار تیز رفتاری سے واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی اور پھر باقی راستہ تقریباً خاموشی سے ہی گزر گیا ـــ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ شاید تنویر کے متعلق ہی سوچ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی کار عمارت کے گیٹ پر پہنچ گئی اور ٹوم نے کار کے اندر ہی لگے ہوئے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبایا تو گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور ٹوم کار اندر لیتا چلا گیا۔

لیکن کار ابھی پھاٹک کے درمیان میں ہی تھی کہ دونوں کے حلق سے بے اختیار تعجب بھری چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ کار کی ہیڈ لائٹس میں انہیں اپنی طرف دوڑ کر آتی ہوئی جولیا نظر آ رہی تھی۔ وہی جولیا جسے وہ رسیوں سے مضبوطی سے باندھ کر سٹیل کے بند دروازے والے کمرے میں چھوڑ گئے تھے۔

ٹوم نے بے اختیار بریک لگا دیئے۔ اور عین اسی لمحے تیزی سے بھاگ کر آنے والی جولیا نے اپنے جسم کو اچھالا اور پھر اس کا جسم فضا میں اڑتا

ہوا ونڈسکرین کے اوپر سے گزر کر کار کی چھت سے رگڑ کھا کر لیشت پر گرتا دکھائی دیا۔

"یہ نکل گئی" ——— ان دونوں نے چیخ کر کہا اور پھر انہوں نے لاشعوری طور پر دروازے کھول کر باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن پھاٹک کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے دروازے پوری طرح نہ کھل سکے۔ اور پھاٹک سے ٹکرا کر ایک دھماکے سے دوبارہ بند ہو گئے اور پھر انہوں نے جولیا کو دائیں طرف دوڑ کر اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھا۔

ٹوم نے انتہائی پھرتی سے بیک گیئر لگایا اور کار جیسے ہی پیچھے ہوئی اس نے انتہائی تیزی سے سٹیرنگ کاٹا اور کار دائیں طرف مڑ گئی اور پھر اس کی تیز لائٹس میں تھوڑی دور بے تحاشہ بھاگتی ہوئی جولیا صاف نظر آنے لگی۔ چونکہ رات کا انتہائی پچھلا پہر تھا اس لئے پوری سڑک اور ارد گرد کا ماحول بالکل سنسان پڑا ہوا تھا۔

ادھر جولیا پر جیسے ہی لائٹس پڑیں اس نے تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگائی اور ایک کوٹھی کی دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگی۔ ٹوم نے کار کی رفتار اور تیز کر دی اور پھر انہوں نے جولیا کو ایک ملحقہ گلی میں گھستے دیکھا۔

"تیار رہو ٹیری! ——— اسے گولی مار دو" ——— ٹوم نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے کار گلی کے سرے پر پہنچ گئی۔ چونکہ ٹیری اس سائیڈ پر تھا جدھر گلی تھی اس لئے ٹیری کو دور گلی میں بھاگتی ہوئی جولیا نظر آ گئی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ٹریگر دباتا چلا گیا اور فضا فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ مگر جولیا ان کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلی تھی۔

ـنگ ہوتے ہی وہ گلی کے درمیان میں موجود کوڑے کے ڈرم کی آڑ ـں ہو گئی۔

"بھاگو! ——— اسے پکڑو" ——— ٹوم نے کہا اور پھر ان دونوں ـ ایک جھٹکے سے دروازے کھولے اور دوڑتے ہوئے اس ڈرم کی طرف ـنے لگے۔ ریوالور ان کے ہاتھوں میں تھے اور وہ پوری طرح چوکنے تھے۔ جولیا ابھی تک ڈرم کے پیچھے ہی تھی کیونکہ اگر وہ وہاں سے نکلتی تو ضرور ـنہیں نظر آ جاتی۔

اور پھر وہ دونوں ڈرم پر پہنچ گئے۔ مگر دوسرے لمحے حیرت سے ـن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ ڈرم کے ارد گرد فضا سنسان تھی۔ جولیا کا ـنہیں پتہ نہ تھا۔

"ارے یہاں تو کوئی نہیں" ——— ٹیری نے حیرت بھری آواز ـیں کہا۔

"وہ یہیں ڈرم کی آڑ میں تھی ——— اگر بھاگتی تو نظر آ جاتی" ——— ٹوم

"لیکن یہاں تو کوئی نہیں ہے ——— ڈرم کے اندر بھی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ڈرم کی آڑ میں بھاگ نکلی ہے" ——— ٹیری نے زور سے ڈرم کو لات ـرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گلی کے اختتام کی ـرف دوڑتے چلے گئے۔

"اسے قتل ہونا چاہیئے ہر قیمت پر" ——— ٹیری نے بھاگتے ہوئے ـتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ دونوں چند لمحوں میں گلی کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے یہاں ـیک سڑک تھی لیکن ساری سڑک اور آس پاس کا علاقہ بالکل سنسان تھا۔ وہ

گہری نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے رہے اور پھر اسی لمحے انہیں اپنے عقب میں کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک کر مڑے اور پھر ان کے حلق سے تعجب بھری تیز آوازیں نکلیں۔ کیونکہ انہوں نے جولیا کو تیزی سے دوڑ کر کار کی طرف جاتے صاف دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے ان دونوں کے ریوالوروں سے بیک وقت گولیاں نکلیں مگر فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر جولیا ان کی گولیوں کی زد سے باہر تھی۔

وہ دونوں بے تحاشہ جولیا کی طرف دوڑ پڑے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ قریب پہنچتے۔ جولیا کار میں سوار ہو چکی تھی۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

وہ دونوں بے تحاشہ دوڑتے ہوئے جب گلی کے سرے پر پہنچے تو ان دونوں کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ جولیا کار سمیت غائب ہو چکی تھی۔

" لو کر لو اب مزے! ——— اگر تم اس وقت میری بات مان جاتے تو آج سٹار برادرز ایک لڑکی کے ہاتھوں یوں ذلیل نہ ہوتے" ——— ٹیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لڑکی کوئی جادوگرنی ہے" ——— ٹوم نے ندامت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے واپس اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

پھاٹک ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو انہوں نے سامنے لان میں گونگے ملازم کو بیہوش پڑے دیکھا۔

" تم اسے ہوش میں لے آؤ ——— میں ذرا وہ کمرہ دیکھوں کہ اس لڑکی

نے اندر سے دروازہ کیسے کھول لیا" ——— ٹوم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کیونکہ دروازہ اسی طرح بند تھا۔ البتہ اس کا ایک کواڑ دیوار سے علیحدہ ہو کر باہر کی طرف لٹکا ہوا تھا اور اس میں اتنا خلا موجود تھا کہ جولیا جیسی سمارٹ جسم کی لڑکی اس میں سے آسانی سے گزر جاتی۔

" یہ کیا ہوا" ——— ؟ اچانک ٹیری کی آواز سنائی دی۔ وہ بھی حیرت سے دروازے اور خلا کو دیکھ رہا تھا۔

" یہ لڑکی واقعی وہ نہیں تھی ——— جو اس نے ہمیں بتایا ہے ——— کوئی لڑکی اس طرح کے جادو نہیں جانتی ——— میرا خیال ہے کہ اس کا یقیناً تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے ——— صرف سیکرٹ سروس والے ہی ایسے کارنامے انجام دے سکتے ہیں" ——— ٹوم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" اگر ایسی بات ہے تو یہ عمارت اس وقت شدید خطرے میں ہے ——— جولیا اب تک سیکرٹ سروس سے رابطہ کر چکی ہوگی" ——— ٹیری نے چیختے ہوئے کہا۔

" ہاں! ——— اب یہاں رہنا سراسر حماقت ہے ——— اس گونگے کا کیا ہوا" ——— ؟ ٹوم نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے پوچھا۔

" اس نے اشاروں میں صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ باورچی خانے میں تھا کہ آواز سن کر باہر آیا تو لڑکی اس وقت برآمدے میں پہنچ چکی تھی ——— اس نے لڑکی پر حملہ کر دیا ——— لیکن لڑکی اسے زیر کر کے بھاگ نکلی۔ پھر اس

نے اُسے پھاٹک کے پاس جا پکڑا ——— مگر وہ آفت کی پرکالہ اسے بیہوش کر دینے میں کامیاب ہو گئی" ——— ٹیری نے واپس برآمدے کی طرف آتے ہوئے کہا۔

" جلدی کرو ——— اپنا سامان سمیٹو ——— میں گیراج سے دوسری کار نکالتا ہوں ——— اور اس گونگے کو بھی بلاؤ ——— ہم اسے کھلی جگہ ڈراپ کر دیں گے" ——— ٹوم نے کہا۔ اور ٹیری سر ہلاتا ہوا ایک کمرے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

ٹوم تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی ایک سائیڈ میں بنے ہوئے گیراج کی طرف بڑھا اور پھر اس نے گیراج کھول کر ایک سیاہ رنگ کی کار باہر نکال لی۔ دونوں کاریں انہوں نے جعلی ناموں سے ایک ڈیلر سے خریدی تھیں اور ان پر جعلی نمبر پلیٹیں لگا دی تھیں۔

دونوں کاریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ ایک تو جولیا لے اڑی تھی اور اب باقی یہی رہ گئی تھی۔

ٹوم نے کار گیراج سے باہر نکالی تو اسی لمحے ٹیری دو اٹیچی کیس اٹھائے گونگے کے ہمراہ کار تک پہنچ گیا۔ ٹیری نے دونوں اٹیچی کیس پچھلی سیٹ پر پھینکے اور پھر گونگے کو پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود ٹوم کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

" کوئی چیز باقی تو نہیں رہ گئی ———؟" ٹوم نے کار کا رخ پھاٹک کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں" ——— ٹیری نے سر ہلا کر جواب دیا اور ٹوم نے کار پھاٹک سے باہر نکال لی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑی

چلی جا رہی تھی۔

پہلے ہی چوک پر انہوں نے گونگے ملازم کو اتار دیا اور نوٹوں کی ایک گڈی اس کے حوالے کرتے ہوئے اسے خدا حافظ کہہ دیا۔ یہ ملازم انہوں نے ایک اخبار میں اشتہار دے کر رکھا تھا اور ظاہر ہے اب ان کے اپنے پاس کوئی ٹھکانہ نہ تھا اس لئے وہ اسے کہاں لٹکائے پھرتے۔ اس لئے انہوں نے اسے فارغ کر دیا۔

گونگے ملازم کے جانے کے بعد ٹوم نے کار آگے بڑھا دی۔

" اب کہاں جانے کا ارادہ ہے ——— ؟ کیا کسی ہوٹل میں رہیں گے"؟ ٹیری نے پوچھا۔

" میرا خیال ہے ——— ہم عارضی طور پر شوبرا ہوٹل میں ٹھہر جائیں۔ کرنل بھی وہیں ہے ——— اب ہمیں مل کر نئے سرے سے حالات پر غور کرنا ہوگا ——— اب تک ہماری کارکردگی بالکل صفر رہی ہے ——— اور اگر وہ جولیا واقعی سیکرٹ سروس کی ممبر ہے ——— تو پھر ہم یقیناً سیکرٹ سروس کی نظروں میں بھی آ گئے ہیں ——— اس لئے ہمیں اب باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کام کرنا ہوگا" ——— ٹوم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایک مرتبہ یہ لڑکی میرے ہتھے چڑھ جائے تو میں اس کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں" ——— ٹیری نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ ٹوم نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار چوک کراس کر کے شوبرا ہوٹل کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

" ارے ــــ وہ کرنل دوڑا آرہا ہے ــــ اسے کیا ہوا" ــــ ؟ اچانک ٹیری نے چیختے ہوئے کہا۔

" یہ کسی سے ڈر کر بھاگ رہا ہے ــــ دروازہ کھولو ــــ میں کار روکتا ہوں" ــــ ٹوم نے جواب دیا۔

اور پھر ٹیری نے پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر چیخ کر کرنل سے کہا۔

" کرنل اندر آجاؤ ــــ مھترڈ آرمی"۔

اسی لمحے ٹوم نے بے تحاشہ دوڑتے ہوئے کرنل کے قریب کار آہستہ کی ٹیری نے اُسے پچھلی سیٹ کے کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہونے کے لئے کہا۔

کرنل بھی شاید ٹیری کو دیکھ اور پہچان چکا تھا اس لئے وہ انتہائی تیزی سے چھلانگ لگا کر پچھلی سیٹ پر آگرا۔ اور ٹوم نے یکدم کار کی رفتار بڑھا دی۔ دروازہ جھٹکا لگنے سے خود بخود ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔

کرنل بری طرح ہانپ رہا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ٹیری اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا کیونکہ کرنل کی بری حالت تھی۔ اس کے گلے میں گہرے سرخ رنگ کی ایک دھاری سی بنی ہوئی تھی جیسے کسی نے رسی سے اس کا گلا دبانے کی کوشش کی ہو۔

" کار نہ روکنا ــــ عمران آجائے گا" ــــ کرنل نے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹوم کار آگے بڑھائے لئے گیا۔

" آخر ہوا کیا" ــــ ٹیری نے تیز لہجے میں پوچھا۔ اور کرنل نے ہانپتے ہوئے لہجے میں عمران کی اچانک آمد اور پھر سٹار برادرز کے متعلق

...ت سے لیکر اپنے رسی سے لٹکنے تک کے واقعات سنا دیئے۔

" جب عمران کے ساتھی نے مجھے اپنے بازوؤں میں جکڑا تو میں نے شولڈر ...ٹ کا وار کیا اور اس آدمی کی نہ صرف گرفت ختم ہو گئی بلکہ وہ سیڑھیوں سے ...ڑھکتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا ــــ میں بے تحاشہ انداز میں دوڑتا سیڑھیوں سے اترا۔ اور اس دوران میں نے بڑی مشکل سے گلے سے رسی کا پھندہ نکال پھینکا اور مین گیٹ کی طرف بھاگا۔ جب میں مین گیٹ پر تھا تو میں نے ...ن کو اپنے پیچھے آتے دیکھا۔ چنانچہ میں پارکنگ کی طرف جانے کی بجائے ...باؤنڈ گیٹ کی طرف بھاگ آیا ــــ اور اب میرا پروگرام یہی تھا کہ میں ...یوں میں اپنے آپ کو چھپا لوں گا کہ اچانک تم آگئے" ــــ کرنل نے تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں ہمارے پیچھے ایک موٹر سائیکل لگا ہوا ہے" ــــ اچانک ...نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا اور ٹیری کے ساتھ ساتھ کرنل بھی مڑ کر دیکھنے ...لگا۔ اور جب عمران ایک سٹریٹ لائٹ کے نیچے سے گزرا تو کرنل بے تحاشا چیخ پڑا۔

" ہاں ! ــــ یہی علی عمران ہے ــــ یہ موٹر سائیکل سوار" ــــ کرنل کے لہجے میں خوف کا عنصر موجود تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ عمران کی شخصیت سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

" ٹیری ــــ تیار ہو جاؤ ــــ جیسے ہی کوئی سنسان جگہ آئے۔ اسے ...گراؤ ــــ یہ اچھا موقع ہے ــــ ہم آسانی سے اسے مار سکتے ہیں"۔ ...م نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس ...ے ہاتھ میں ایک طاقتور رائفل موجود تھی جس پر دوربین نصب تھی۔ اس نے اس

کا اموشن چیک کیا اور پھر وہ فائر کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنے لگا۔

اسی لمحے انہوں نے عمران کی موٹر سائیکل کے قریب ایک کار کو آہستہ ہوتے دیکھا اور پھر کار تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ جب کہ موٹر سائیکل کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔

"ہوں! ——— اس کا مطلب ہے کہ اب ہمارے تعاقب میں آئے گی" — ٹوم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ——— عمران چوک سے دائیں طرف مڑ کر اگلے چوک سے دائیں طرف مڑ کر اگلے چوک پر ہمارا انتظار کرے گا" ٹیری نے کہا۔

اور پھر واقعی عمران کی موٹر سائیکل چوک سے دائیں طرف مڑتی چلی گئی جبکہ وہ کار ان کے پیچھے ہی آگے بڑھتی چلی آ رہی۔

یہ سڑک چونکہ خاصی سنسان رہتی تھی اس لئے اب سڑک پر ان کی کار اور عمران کے ساتھی کی کار ہی دوڑ رہی تھی۔

"ٹیری! ——— اس کار کا ٹائر برسٹ کر دو ——— میں ان لوگوں کو ٹریپ کرنے کا ایک پلان بنا چکا ہوں" ——— اچانک ٹوم نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

اور ٹیری نے رائفل کی نال کھڑکی سے باہر نکالی اور دوسرے لمحے اس نے دوربین کی مدد سے نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پہلا ہی وار کامیاب رہا۔ پیچھے آنے والی کار بری طرح لڑکھڑانے لگی اور ٹوم نے اب کار تیزی سے موڑی اور کار کے ٹائر احتجاجی انداز میں چیختے ہوئے کسی لٹو کی طرح گھوم گئے اور ٹوم نے اب کار تیزی سے پیچھے آنے والی کار کی طرف دوڑا دی۔ جو اب لڑکھڑا کر

رکنے ہی والی تھی۔ اور پھر ٹوم نے انتہائی پھرتی سے کار روکی اور دروازہ کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ نیچے اترنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کے سر پر پہنچ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر سنبھلتا، ٹوم نے ریوالور کا بٹ پوری قوت سے اس کے سر پر دے مارا اور ٹائیگر وہیں سٹیرنگ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اتنی دیر میں ٹیری اور کرنل بھی وہاں پہنچ گئے۔

ٹوم نے بیہوش پڑے ہوئے ٹائیگر کو دروازہ کھول کر باہر گھسیٹا اور اسے کار کی پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ اب کرنل دوبارہ ٹائیگر کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ ٹوم اور ٹیری فرنٹ سیٹوں پر سوار ہو گئے اور ٹوم نے سٹیرنگ سنبھالتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"اس کا کیا کرنا ہے" ——— ٹیری نے جھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے کسی ٹھکانے پر لے جاتے ہیں ——— اور اس سے معلومات حاصل کرتے ہیں" ——— ٹوم نے کہا۔

"ارے چھوڑو ——— اسے گولی مار کر یہیں پھینک دو ——— تمہاری یہ ٹالنے والی عادت ہمیں خراب کرتی ہے" ——— ٹیری نے اسی طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹوم یا کرنل اسے روکتا، اس نے پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑے ہوئے ٹائیگر کے سینے کی طرف اس کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی ٹائیگر کے سینے میں گھستی چلی گئی اور بیہوشی کے باوجود ٹائیگر کا جسم بری طرح تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کے سینے پر خون کا دھبہ تیزی سے نمودار ہو رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں کار روک کر جھاڑیوں میں چھپ جانا چاہیئے ـــــ عمران یقیناً اس کی تلاش میں واپس آئیگا ـــــ اور پھر اُسے بھی مارا جا سکتا ہے" ـــــ کرنل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور اس کی تجویز ٹوم اور ٹیری دونوں کو پسند آئی۔

ٹوم نے کار کو ایک سائیڈ میں روک دیا اور ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکا مار کر کار کا سٹیرنگ توڑ دیا۔ پھر وہ تینوں کار سے اتر کر سڑک کی ایک طرف موجود بڑی بڑی جھاڑیوں میں دوڑتے چلے گئے۔ ٹیری نے دور مار رائفل پکڑی ہوئی تھی جب کہ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

وہ تینوں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ ان کی نگاہیں کار پر جمی ہوئی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ چونک پڑے۔ انہیں دور سے موٹر سائیکل کے آنے کی واضح آواز سنائی دینے لگی تھی۔

"لو عمران آگیا ـــــ ٹیری! تیار رہو ـــــ آج اسے بچ کر نہیں جانا چاہیئے" ـــــ ٹوم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو" ـــــ ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے عمران کی موٹر سائیکل کار کے قریب آ کر رک گئی اور عمران اچھل کر نیچے اتر آیا۔ چونکہ وہ تینوں عمران کی الٹی طرف کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے اس لئے ان کے اور عمران کے درمیان کار کی آڑ تھی۔ اور یہاں سے عمران پر فائر نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے ٹیری انتظار میں رہا کہ عمران کار کی آڑ سے نکلے تو اس پر فائر کرے۔

پھر انہوں نے دیکھا کہ عمران نے کار کی پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے ٹائیگر کو گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا اور پھر اُسے موٹر سائیکل کی ٹینکی پر لٹا کر وہ

سائیکل پر سوار ہو گیا۔

"ٹیری" ـــــ ٹوم نے چیخ کر کہا اور ٹیری نے جس کی انگلی ٹریگر پہ جمی تھی اور آنکھ نال پر لگی ہوئی دوربین کے ساتھ چپکی ہوئی تھی، سر ہلا دیا۔ پھر جیسے ہی عمران کی موٹر سائیکل ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور کار کی آڑ سے باہر نکلی ـــــ ٹیری کی انگلی نے حرکت کی ـــــ اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور پھر ان تینوں نے عمران سمیت موٹر سائیکل کو قلابازیاں کھاتے دیکھا۔

"وہ مارا" ـــــ ان تینوں کے حلق سے بے اختیار نکلا اور پھر وہ تینوں ہی تیزی سے دوڑتے ہوئے جھاڑیوں سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔

اب وہ تینوں تیزی سے اس طرف دوڑ رہے تھے جدھر عمران موٹر سائیکل سے اچھل کر جا گرا تھا۔

ان کے چہرے فتح کی کامرانی سے دمک رہے تھے۔ بالآخر وہ اپنے سب سے بڑے دشمن کو مار گرانے میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔

ٹیلیفون کی کرخت اور تیز گھنٹی پر صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے وہ نیند کی حالت میں آنکھیں کھولے پڑا رہا مگر دوسرے لمحے گھنٹی کی تیز آواز ایک بار پھر گونجی تو صفدر ہوشیار ہو گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ٹیبل لیمپ کا بٹن آن کیا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس صفدر سپیکنگ" ____ صفدر کی آواز نیند کی وجہ سے بھرائی ہوئی تھی۔

"ایکسٹو" ____ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور صفدر کے دماغ سے نیند کا دباؤ بجلی کی سی تیزی سے ہٹتا چلا گیا۔

"یس سر" ____ صفدر نے ہوشیار لہجے میں جواب دیا۔

"صفدر! ____ کیپٹن شکیل کو اپنے ہمراہ لے کر فوری طور پر ذیشان کالونی پہنچو ____ وہاں تم نے دوسری روڈ پر ایسی کوٹھی تلاش کرنی ہے جس کے باہر ستون بنا ہوا ہے ____ اس کوٹھی کا جائزہ لے کر مجھے فوری طور

...ت سے آگاہ کرو ____ بی ہتھری ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا ____ کیپٹن شکیل ...یا نے فون کر دیا ہے ____ وہ تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہو گا ____ ...لدی کرو ____ دیر نقصان دہ ہو سکتی ہے ____ اور اگر وہاں سے ...ئی آدمی نکلے تو تم نے اس کی بھرپور نگرانی کرنی ہے" ____ ایکسٹو ...ے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ____ صفدر نے جواب دیا۔ اور اسی لمحے رابطہ ختم ہو گیا۔ ...کسٹو رسیور رکھ چکا تھا۔

صفدر نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینکا اور پھر چھلانگ لگا کر وہ ...تر سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔

ایکسٹو کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے جلد از جلد کوٹھی تک پہنچ جانا چاہیے چنانچہ ...ں نے انتہائی پھرتی سے منہ ہاتھ دھویا۔ لباس بدلا اور پھر الماری سے ریوالور ...ال کر جیب میں ڈالا۔ اسی لمحے اسے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا ...یپٹن شکیل آیا ہو گا۔ چنانچہ وہ تیزی سے غسل خانے سے نکل کر دروازے ...طرف بڑھتا چلا گیا

اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تو واقعی دروازے پر کیپٹن شکیل ...وجود تھا۔

"آؤ شکیل" ____ صفدر نے تیزی سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور آٹومیٹک لاک ...ر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے نیچے کیپٹن شکیل کی کار موجود تھی۔ صفدر نے اپنی کار نکالنا وقت ...ع کرنا سمجھا اور تیزی سے کیپٹن شکیل کی کار میں سوار ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نے ...رائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔

"جانا کہاں ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ذلیشان کالونی!۔۔۔ کیا ایکسٹو نے تمہیں تفصیل نہیں بتائی" ۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔

"نہیں!۔۔۔ بس اتنا کہا ہے کہ فوری طور پر صفدر کے فلیٹ پر تیار ہو کر پہنچ جاؤں" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ میں بتاتا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایکسٹو کی ہدایات بتا دیں۔

"کیا کوئی کیس سٹارٹ ہو گیا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہو گیا ہو گا۔۔۔ تبھی ہمیں رات کام پر لگایا گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل کی کار اب خاصی تیز رفتاری سے ذلیشان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ذلیشان کالونی میں داخل ہو گئے۔ کیپٹن شکیل نے کار دوسری رو والی کوٹھیوں کے سامنے سے گزرنے والی سڑک پر موڑ دی اور کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ اب وہ ایسی کوٹھی ڈھونڈ رہے تھے جس کے سامنے ستون بنا ہوا ہو۔ صفدر ایک طرف والی کوٹھیوں کو چیک کر رہا تھا جبکہ کیپٹن شکیل دوسری طرف والی کوٹھیوں پر نظریں رکھے ہوئے تھا۔

"وہ۔۔۔ اس کوٹھی کے سامنے ستون موجود ہے" ۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر بھی چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ واقعی کوٹھی کے سامنے ایک ستون موجود تھا۔ یہ شاید ٹیلیگراف

والوں نے ۔۔۔ بنایا تھا کیونکہ اس پر ان کا مونوگرام صاف دکھائی دے رہا تھا۔ نیچے شاید ان کا کنکٹنگ پوائنٹ تھا اس لئے ان کی نشاندہی کے لئے ستون بنایا گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔ یہی کوٹھی ہے۔۔۔ کار آگے کر کے روک دو" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے کار آگے کر کے ایک درخت کے سائے میں روک دی۔

"آؤ دیکھتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل بھی نیچے اتر آیا۔

اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ ہر طرف سنسانی پھیلی ہوئی تھی اس لئے صفدر نے کوٹھی کی پشت کی طرف جانے کی بجائے سامنے کے رخ سے کوٹھی کا جائزہ لینے کا پروگرام بنایا۔

چنانچہ کوٹھی کے قریب پہنچتے ہی صفدر نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اڑتا ہوا کوٹھی کی دیوار پر جا بیٹھا۔ دیوار چونکہ زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے صفدر کو چھلانگ لگانے میں زیادہ قوت نہ لگانی پڑی تھی اور وہ آسانی سے دیوار پر پہنچ گیا تھا۔

"یہ تو سنسان پڑی ہے" ۔۔۔ صفدر نے ایک لمحے کے لئے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اندر چھلانگ لگا دی۔

کیپٹن شکیل صفدر کے اندر کودتے ہی تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صفدر سب سے پہلے پھاٹک ہی کھولے گا۔ اور پھر وہی ہوا جیسے ہی کیپٹن شکیل گیٹ پر پہنچا گیٹ کھلتا چلا گیا۔ اور کیپٹن شکیل تیزی سے

کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔

اور پھر وہ دونوں ہاتھوں میں ریوالور پکڑے بڑی احتیاط سے کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"واقعی کوٹھی سنسان معلوم ہو رہی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

جلد ہی وہ دونوں کوٹھی کے برآمدے میں پہنچ گئے۔ تمام کمروں کے دروازے کھلے پڑے تھے۔ اور وہاں کسی ذی روح کی موجودگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ صفدر نے اطمینان سے کمروں کی لائٹیں جلائیں تو اُسے صرف ایک کمرے میں دو بیڈ پڑے ہوئے نظر آئے۔ لیکن کسی کے وہاں رہنے کے کوئی آثار نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے تمام کمرے چیک کر لئے۔ البتہ انہیں ایک کمرے کے دروازے کی حالت دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ سٹیل کا دروازہ بند تھا جبکہ اس کا ایک کونہ دیوار سے اکھڑا ہوا تھا اور اس میں خلا سا بن گیا تھا۔ اندر لائٹ جل رہی تھی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے جھک کر اندر نظریں دوڑائیں تو انہیں کمرے کے درمیان میں ایک میز پڑی ہوئی دکھائی دی۔ جس کے گرد کٹی ہوئی رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہاں کسی کو باندھا گیا تھا۔۔۔۔ جو رسیاں کاٹ کر اور دروازہ اکھیڑ کر بھاگ نکلا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

"ٹھہرو!۔۔۔ میں ایکسٹو کو کال کر کے سچوئشن بتاتا ہوں"۔۔۔۔ صفدر نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"تم ایکسٹو کو رپورٹ دو۔۔۔۔ میں ذرا کمروں کی تفصیلی تلاشی لے لوں شاید کوئی کام کی چیز مل جائے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ

تیزی سے قدم اٹھاتا ایک کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صفدر نے جیب سے پی۔ تھری ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر ایکسٹو کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر کے بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا نقطہ سا چمکنے لگا اور اس کے ساتھ ہی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنی بند ہو گئیں اور پھر ایکسٹو کی سپاٹ آواز گونج اٹھی۔

"ایکسٹو سپیکنگ اوور"۔

"صفدر سپیکنگ سر اوور"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"رپورٹ اوور"۔۔۔۔؟ ایکسٹو نے پوچھا۔

"سر!۔۔۔ کیپٹن شکیل اور میں کوٹھی کے اندر موجود ہیں۔۔۔۔ لیکن کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی کے کمروں کی تفصیلات اوور"۔۔۔۔؟ ایکسٹو نے سوال کیا اور صفدر نے اُسے تمام کمروں کے متعلق بتایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کمرے کے متعلق بھی بتایا جس کا دروازہ بند تھا لیکن اس کا ایک کونہ اکھڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم صحیح کوٹھی میں پہنچے ہو۔۔۔۔ یہاں مجرموں نے جولیا کو قید کیا تھا۔۔۔۔ اور جولیا یہاں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔۔۔۔ میں نے سوچا تھا کہ شاید وہ لوگ ابھی وہاں سے نہ نکلے ہوں گے۔۔۔۔ بہرحال تم ایسا کرو کہ کوٹھی کی مکمل تلاشی لو۔۔۔۔ شاید کوئی

"کام کی چیز مل جائے اوور" ——— ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"مگر جناب! ——— ہمیں مجرموں کے متعلق کچھ بتا دیجیے ——— تاکہ اس کی روشنی میں ہم تلاش لے سکیں، اوور" ——— صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ایکسٹو نے جواب میں انہیں سنٹار برادرز، کرنل اور اب تک کے ہونے والے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیے۔

"ٹھیک ہے سر! ——— کیپٹن شکیل تلاشی میں مصروف ہے ——— میں بھی دیکھ لیتا ہوں۔ اوور" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب وہ تمام پوزیشن سمجھ گیا تھا۔

"کوئی چیز ملے تو مجھے فوراً مطلع کرنا۔ اوور" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر! اوور" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

"صفدر! ——— ادھر آنا" ——— اچانک ایک کمرے سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور صفدر تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑے ہوئے تھا

"کیا ہے ——— ؟" صفدر نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"یہ بیڈ کے نیچے پڑا تھا ——— اس پر عجیب و غریب عبارت درج ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کاغذ صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے اسے لے کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

چند لمحے تو عبارت اس کی سمجھ میں نہ آئی، لیکن پھر اچانک ایک خیال اس کے

ذہن میں بجلی کی طرح دوڑ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ عبارت ایلفا کوڈ میں لکھی گئی ہے۔ اس نے تیزی سے ذہن میں ہی اسے ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں میں وہ تمام عبارت پڑھ چکا تھا۔

"اوہ! ——— یہ تو بڑی قیمتی چیز ہاتھ آئی ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا لکھا ہے ——— ؟" کیپٹن شکیل نے اشتیاق بھرے انداز میں پوچھا۔

"یہ ایلفا کوڈ میں لکھا ہوا ایک خط ہے ——— اس میں لکھا ہوا ہے جو لوگ یہ خط لے کر آئیں ——— ان سے بھرپور تعاون کیا جائے ——— خط پر مخاطب کا پتہ میکناگر کموڈور ریستوران درج ہے ——— لکھنے والے نام کی جگہ صرف ——— K ——— درج ہے" ——— صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ کموڈور ریستوران کا کلیو مل گیا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہاں یقیناً ——— " صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر الفاظ میں ایکسٹو کے بتائے ہوئے تمام واقعات کیپٹن شکیل کو سنا دیے۔

"ٹھیک ہے ——— تم پہلے ایکسٹو کو بتاؤ ——— میرا خیال ہے کہ وہ ضرور اس آدمی کو چیک کرنے کے لیے کہے گا" ——— کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا

اور پھر صفدر نے تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ اوور" ——— صفدر نے جواب دیا اور پھر ایکسٹو کے رپورٹ مانگنے پر اس نے کاغذ اور اس پر موجود عبارت ایکسٹو کو سنا دی۔

"ویری گڈ صفدر ——— یقیناً یہ شاہ براؤن یہاں سے نکل کر کوڈور ریستوران ہی گئے ہوں گے۔ ——— تم فوراً وہاں پہنچو ——— اور انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرو ——— ہو سکے تو اس میکناگر آدمی کو دانش منزل بھجوا کر تم میں سے کوئی اس کی جگہ لے لے تاکہ آسانی سے ان مجرموں کو ٹریپ کیا جا سکے اوور" ——— ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس نے واضح حکم اس لئے نہ دیا تھا کہ شاید میکناگر کا قد و قامت ایسا نہ ہو کہ صفدر یا کیپٹن شکیل اس کی جگہ لے سکیں۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ہم وہاں پہنچ کر آپ کو رپورٹ دیں گے اوور" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا ——— مجرم بے حد خطرناک اور چالاک ہیں ——— ضرورت محسوس کرو تو تنویر اور جولیا کے علاوہ اپنے باقی ساتھیوں کو کال کر سکتے ہو۔ اوور" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر سر۔ اوور" ——— صفدر نے جواب دیا اور ایکسٹو نے دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور صفدر نے وہ کاغذ اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ اب جلد از جلد کموڈور ریستوران پہنچنا چاہتے تھے۔ یہ ریستوران ساحل کے قریب اکیلی جگہ پر واقع تھا اور یہاں عام طور پر ملاح وغیرہ ہی آتے جاتے تھے۔

موٹر سائیکل کے ساتھ قلابازیاں کھاتا ہوا جہاں عمران جھاڑیوں میں گرا تھا اور درخت کے تنے سے سر ٹکرانے کی وجہ سے بیہوش ہو گیا تھا وہاں ٹائیگر بھی ٹرک سے ساتھ ہی کھائی میں سر کے بل گرا تھا اور اب یہ حیرت انگیز بات تھی کہ اس طرح جھٹکا لگنے سے وہ ہوش میں آ گیا تھا۔

ہوش میں آتے ہی ٹائیگر کے حلق سے کراہ سی نکلی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا چلا جا رہا ہو۔ اسی لمحے اسے سڑک پر تیز دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا تو اسے دوسری طرف سے کرنل اور دو مشین گن بردار آدمی تیزی سے دوڑ کر اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں رائفل پکڑی ہوئی تھی جبکہ باقی دو کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ چند لمحوں میں وہ تینوں سڑک کراس کر کے اس کے قریب پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے سر نیچے کر لیا مگر وہ تینوں اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

"یہ پڑا ہے عمران" ——— کرنل کی خوشی سے چیختی ہوئی آواز سنا
دی اور ٹائیگر کے ذہن پر دوبارہ چھانے والے اندھیرے عمران کا نام سنکر یکلخت
چھٹ گئے۔

"یہ ابھی زندہ معلوم ہوتا ہے ——— اسے گولی ماردو" ——— ایک
آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ٹھہرو ٹیری! ——— اسے ابھی گولی مت مارو ——— تمہاری جلد باز
سارا کام بگاڑ دیتی ہے ——— پہلے بھی تم نے اس کے ساتھی کو گولی مار
ہلاک کر دیا تھا" ——— ایک اور آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا
موجود تھا۔

"نہیں ٹوم! ——— اسے فوراً گولی ماردینی چاہیئے ——— یہ اب بے
پڑا ہے ——— اگر یہ ہوش میں آگیا تو ہوسکتا ہے بازی الٹ جائے" ———
کی آواز سنائی دی۔

"نہیں کرنل! ——— اسے بازو میں گولی لگی ہے اور یہ اب بے بس ہو چکا
ہمارے پاس ہتھیار ہیں ——— اور یہ سنسان جگہ ہے ——— یہ ہمارا کچھ
نہیں بگاڑ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے ہوش میں لا کر اس سے
ہیڈ کے متعلق پوری معلومات حاصل کی جائیں ——— ورنہ اس کی موت کے
بعد ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے" ——— ٹوم کی
آواز سنائی دی۔

"یہ بہت سخت جان آدمی ہے ——— ہوش میں آنے کے بعد یہ کسی
قیمت پر کچھ نہیں بتائے گا" ——— کرنل نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مار کے آگے بھوت بھی انسان بن جاتے ہیں ——— یہ بیچارہ تو پھر

انسان ہے ——— اگر اس نے نہ بتایا تو پھر اسے گولی ماردی جائے گی" ———
ٹوم نے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں کہ لمبے بکھیڑے میں نہ پڑو ——— اور گولی مار کر اس کا
خاتمہ کردو ——— خس کم جہاں پاک" ——— ٹیری کی آواز سنائی دی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ——— وہ کرو ——— اسے ہوش میں لے آؤ" ———
ٹوم نے سخت لہجے میں کہا۔

ٹائیگر تمام سچویشن اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس کی اپنی حالت بیحد خراب
تھی۔ اس کے ذہن پر لحمہ لحمہ اندھیرے یلغار کر رہے تھے۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ
قوت ارادی کی بنا پر انہیں جھٹک دیتا تھا۔ اس نے اپنا بازو ہلایا اور بازو ہلانے
کی وجہ سے حلق سے نکلنے والی چیخ کو اس نے بڑی مشکل سے روکا اور بازو
کو مائیڈ جیب میں ڈال دیا۔ جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ ریوالور ابھی تک وہاں
موجود ہے اور پھر ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے اور بے پناہ تکلیف کو
برداشت کرتے ہوئے ٹائیگر نے ریوالور باہر نکال ہی لیا لیکن شاید خون نکل
جانے اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے اسے اتنی کمزوری ہو رہی تھی کہ ریوالور
اسے یوں لگ رہا تھا جیسے منوں وزنی ہو۔ لیکن ٹائیگر اپنی بے پناہ
قوت ارادی کی بنا پر ہوش میں ہی رہا۔ اسے اپنے سے زیادہ عمران کی فکر تھی
اور اسی لمحے اسے عمران کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کی کراہ سنکر
اس کے جسم میں جیسے جوش اور زندگی کی لہر دوڑتی چلی گئی اور اس بار اس کا
بازو ریوالور سمیت اوپر اٹھ گیا۔

اسی لمحے عمران کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور ساتھ ہی دھماکہ سا بھی۔ شاید
عمران کے چہرے پر رائفل کا بٹ مارا گیا تھا اور ٹائیگر یہ چیخ سنتے ہی یوں اچھل

کر بیٹھ گیا جیسے وہ سرے سے زخمی ہی نہ ہو۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ کر جسم میں دوڑنے والی درد کی تیز ترین لہروں کا ردعمل روکا۔ اب وہ تھوڑی سی دُور ایک درخت کے پیچھے کھڑے تین افراد کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ریوالور کا رُخ ان میں سے ایک کی طرف کیا۔ اسی لمحے اُسے محسوس ہوا کہ جیسے وہ دوبارہ بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ مگر عین آخری لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اُسے ٹریگر دبانے میں خاصی قوت استعمال کرنی پڑی اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کسی کی چیخ سنائی دی۔ چیخ کے ساتھ ہی کوئی دھم سے نیچے گرا تھا۔

اور پھر شاید یہ ان دونوں کی خوش قسمتی تھی کہ اسی لمحے سڑک پر کسی بھاری گاڑی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بریک لگنے سے ٹائروں کی چیخ بھی۔ شاید گاڑی والوں نے فائر اور چیخ کی آواز سن لی تھی۔

”بھاگو! — ان کے ساتھی آ گئے —“ اچانک کوئی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور پھر ٹائیگر نے دیکھا کہ تینوں افراد تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے جھاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے اپنا بازو دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر دوسرا فائر کرتا، اچانک ان تینوں میں سے ایک نے جیسے مڑ کر فائر کر دیا اور فائر کی آواز کے ساتھ ہی عمران کی دردناک چیخ سنائی دی اور ٹائیگر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے شاید جاتے جاتے عمران کو گولی مار دی تھی۔

”کون ہے یہاں — ؟ کون فائرنگ کر رہا ہے — ؟“ اچانک

سڑک پر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر دو تین افراد کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔

”مدد — ہماری مدد کرو — ہم زخمی ہیں“ — ٹائیگر کے حلق سے آواز نکلی اور دوڑنے والے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹارچیں تھیں۔ وہ تعداد میں تین تھے۔

”کون ہو تم — ؟ ارے تم تو شدید زخمی ہو“ — ایک نے ٹائیگر کے جسم پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھی کو دیکھو — وہ درخت کے پیچھے ہو گا“ — ٹائیگر نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور ان میں سے ایک ٹارچ جلائے عمران کی طرف دوڑ پڑا۔

”ارے یہ بھی شدید زخمی ہے — اور بے ہوش پڑا ہے“ — اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

”اسے اٹھا لاؤ — جلدی کرو — اور ہاں — تم اس زخمی کو سہارا دے کر لے چلو — کسی نے انہیں گولیاں مار دی ہیں“ — ان میں سے ایک نے کہا۔

اور پھر ایک آدمی نے بڑھ کر ٹائیگر کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا اور سڑک کی طرف لے چلا۔

”میرے ساتھی کو یہاں کوئی نہ چھوڑے — “ ٹائیگر نے جو پہلا آدمی تھا، اس نے اس آدمی کو مخاطب کیا تھا جو عمران کو اٹھائے ہوئے ان کے قریب پہنچا تھا۔

”فکر نہ کرو — ایک گولی بازو میں — اور دوسری ران میں“ — ٹانگ میں

لگی ہے ـــــ اور میرا خیال ہے کہ ہڈیاں دونوں بچ گئی ہیں" ـــــ اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہاری حالت زیادہ خراب ہے ـــــ تمہارے سینے میں گولی لگی ہے۔ اس کے باوجود تعجب ہے تم کیسے ہوش میں ہو" ـــــ اس آدمی نے کہا جس نے ٹائیگر کو سہارا دیا تھا اور ٹائیگر صرف مسکرا دیا۔ اب وہ کیا بتاتا کہ اسے ہوش میں رہنے کے لئے کتنی زبردست جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی۔

چند لمحوں میں وہ گاڑی کے پاس پہنچ گئے یہ ایک بہت بڑا لوڈر ٹرک تھا جس کا اگلا حصہ پورا کیبن نما بنا ہوا تھا۔ اس میں سٹیرنگ سیٹ کے پیچھے سونے کے لئے دو تلے اوپر بیڈ بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ٹائیگر اور عمران کو ان بیڈز پر لٹا دیا اور پھر ایک آدمی سٹیرنگ پر بیٹھ گیا اور ٹرک ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں فوراً ہسپتال چھوڑنا پڑیگا" ـــــ ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں! ـــــ ہمیں نزدیکی ہسپتال چھوڑ دو" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے دماغ پر دوبارہ اندھیرے یلغار کرنے لگا تھا۔ اور پھر خطرے سے نکل آنے کے احساس کی وجہ سے اس کی قوت ارادی بھی کچھ کمزور سی پڑ گئی تھی۔ اور پھر چند لمحے بیہوشی کے خلاف جدوجہد کرنے کے بعد اچانک بیہوشی کا ایک زوردار حملہ ہوا اور ٹائیگر کے دماغ پر اندھیرے سے چھاتے چلے گئے۔ وہ ایک بار پھر بیہوش ہو چکا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل تھوڑی دیر بعد ساحل سمندر پر واقع کموڈور ریستوران پہنچ گئے۔ انہوں نے کار گیٹ سے ذرا ہٹ کر روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر کر مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔

صفدر دو قدم آگے تھا جبکہ کیپٹن شکیل اس کے پیچھے چل رہا تھا ریستوران اس وقت پوری طرح بھرا ہوا تھا اور پورے ہال میں مختلف نسلوں، رنگوں اور قومیتوں کے ملاح بھرے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے سستی شراب کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور پورے ہال میں چرس کا کثیف دھواں چکرا رہا تھا۔

ہال کے ایک کونے میں کافی اونچا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا بڑے غور سے ہال میں بیٹھے ہوئے ملاحوں کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا تھا۔

جب صفدر اور کیپٹن شکیل ہال میں داخل ہوئے تو کاؤنٹر پر کھڑا ادھیڑ عمر آدمی چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔ وہ دونوں ایسے لباس میں تھے کہ اس کا چونکنا

بجتی تھا کیونکہ ایسے افراد کا اس قسم کے ریستوران میں داخلہ سب کے لئے حیرت انگیز ہوتا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

"کیا چاہیے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے بڑے اکھڑے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مینیجر سے ملنا ہے"۔۔۔ صفدر نے بھی لہجے کو سخت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"باس اس وقت مصروف ہے۔۔۔ کسی سے نہیں مل سکتا۔۔۔ پھر کسی وقت آنا"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے کہو کہ۔۔۔ "K"۔۔۔ کے آدمی آئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کاؤنٹر مین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا۔۔۔ "K" کے آدمی"۔۔۔ کاؤنٹر مین K کا لفظ سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔

"ہاں۔۔۔ کیا تم اونچا سنتے ہو"۔۔۔ صفدر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اور کاؤنٹر مین نے جلدی سے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک انٹرکام اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"باس۔۔۔ دو آدمی آپ سے ملنے آئے ہیں۔۔۔ وہ کہہ رہے

ہیں کہ وہ "K" کے آدمی ہیں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ کیا ثبوت ہے ان کے پاس"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے سے بھی استعجاب نمایاں تھا۔

"تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہمارے پاس "K" کا خط ہے"۔۔۔ صفدر نے جیب سے خط نکال کر کاؤنٹر مین کے سامنے لہراتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔۔۔ ان کے پاس "K" کا خط ہے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میرے پاس بھیج دو انہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کاؤنٹر مین نے انٹرکام کا بٹن آف کر کے اسے واپس نیچے رکھ دیا اور پھر اس نے قریب کھڑے ایک ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جونی۔۔۔ انہیں باس کے پاس لے جاؤ"۔

"آئیے جناب"۔۔۔ جونی نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دائیں طرف بنی ہوئی ایک راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے چل دیئے۔

راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس پر پروپرائٹر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ ویٹر نے جا کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس کم ان"۔۔۔ اندر سے وہی باریک سی آواز سنائی دی۔ اور ویٹر نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور پھر انہیں اندر جانے کا کہہ کر خود ایک طرف

ہٹ گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک خاصا کشادہ کمرہ تھا جسے بہترین قسم کے فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا درمیان میں ایک طویل و عریض دفتری میز تھی جس پر مختلف رنگوں کے کئی ٹیلیفون پڑے ہوئے تھے۔ لیکن میز کے پیچھے جو شخصیت بیٹھی ہوئی تھی ۔۔۔۔ وہ انتہائی حیرت انگیز تھی ۔۔۔ اس کی شخصیت کو کسی بانس سے ہی تشبیہ دی جا سکتی تھی۔ وہ بانس کی طرح لمبا اور بانس کی طرح ہی پتلا تھا۔ اس کا سر انڈے کی طرح بالوں سے بے نیاز اور چکنا تھا۔ البتہ بھنویں بے حد گھنی تھیں اور اس نے اتنی بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں کہ وہ اس کی ٹھوڑی سے بھی نیچے لٹک رہی تھیں۔ آنکھوں میں زخمی چیتے کی سی چمک تھی ۔۔۔ بحیثیت مجموعی وہ خاصا پُراسرار سا شخص معلوم ہو رہا تھا۔

"تشریف رکھیے ۔۔۔ مجھے میکناگر کہتے ہیں ۔۔۔ میں اس ریستوران کا مالک ہوں" ۔۔۔ بانس نما آدمی نے باریک سی آواز میں جواب دیا۔ اس کی آواز بانسری کی طرح سریلی تھی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی چار کرسیوں میں سے دو پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔

"وہ خط کہاں ہے" ۔۔۔ میکناگر نے لمبا سا ہاتھ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے جیب سے خط نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

میکناگر بڑے غور سے اس خط کو پڑھتا رہا۔ پھر اس نے نظریں اٹھائیں اور غور سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ صفدر اس کی شخصیت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا

... اس کا روپ تو نہیں بھر سکتے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ براہ راست بات چیت ہی کرنی پڑے گی۔

"آپ کو یہ خط کہاں سے ملا ہے" ۔۔۔ میکناگر نے بڑے پُراسرار سے لہجے میں انہیں غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں سے بھی ملا ہو ۔۔۔ تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ صرف اتنا جواب دو کہ کیا تم ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو ۔۔ یا نہیں" صفدر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔ پھر کام کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ میکناگر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہمیں دو آدمیوں کی تلاش ہے ۔۔۔ اور وہ دونوں تمہارے پاس ہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کون سے دو آدمی" ۔۔۔ میکناگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ستار برادرز" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے میکناگر کے سر پر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ حقیقتاً کرسی سے اچھل پڑا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے باہر کو ابل آئی تھیں۔

"کیا نام لیا تم نے ۔۔۔ ستار برادرز" ۔۔۔ میکناگر نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں ۔۔ ستار برادرز ۔۔۔ ہمیں ان کی تلاش ہے اور وہ تمہارے پاس ہیں" ۔۔۔ صفدر نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم دونوں ہوش میں ہو ۔۔۔ ستار برادرز ۔۔۔ اور میرے پاس۔

"بھلا کہیں آگ اور پانی کا بھی میل ہو سکتا ہے" ـــــ میکناگر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو! ـــــ ہم بڑی شرافت سے بات کر رہے ہیں ـــــ اور تمہارے پاس "K" کا رقعہ بھی اسی لئے لے آئے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ درست طور پر پیش ورنہ دوسری صورت میں ہم ـــــ" صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ نہ تم "K" کو جانتے ہو ـــــ اور نہ مجھے ـــــ تم کسی اور جگہ سے یہ رقعہ اٹھا لائے ہو ـــــ اس لئے میں وضاحت کر دوں کہ سٹار برادرز بین الاقوامی مجرم ہیں اور بین الاقوامی طور پر "K" اور سٹار برادرز کے درمیان اینٹ اور کتے کا بیر ہے ـــــ اور جیسے کہ رقعہ سے ظاہر ہے میں اس ملک میں "K" کے مفادات کا نگران ہوں ـــــ اس لئے تم خود سوچو کہ سٹار برادرز بھلا میرے پاس کیسے آ سکتے ہیں ـــــ؟ اور اگر ایسا ہوتا یعنی سٹار برادرز اس ملک میں موجود ہوتے تو "K" سب سے پہلے براہ راست مجھے مطلع کرتا ـــــ اب بولو کہ اصل حقیقت کیا ہے ـــــ؟ اگر تم سٹار برادرز کے دشمن ہو تو میں اس رقعہ کے بغیر بھی تمہارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں ـــــ اور اگر تم کسی اور چکر میں آئے ہو تو پھر سمجھ لو کہ میرے ہاتھ چھوٹے نہیں ہیں" ـــــ میکناگر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر سمجھ گیا کہ اس سے سٹار برادرز کا نام لینے میں غلطی ہوئی ہے سٹار برادرز نے شاید یہ رقعہ کسی اور چکر میں حاصل کیا ہوگا۔

"دیکھو میکناگر! ـــــ ہمیں یہ سب کچھ پہلے سے ہی معلوم ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ "K" کے تمام مفادات کے نگران تم اکیلے ہی نہیں ہو ـــــ ہم بھی

ن حیثیت رکھتے ہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ ہمیں باقاعدہ رقعہ دیا گیا ہے ر ہمیں یہ یقین ہے کہ سٹار برادرز تمہارے پاس موجود ہیں ـــــ اب یہ دوسری ت ہے کہ وہ سٹار برادرز کے طور پر تم سے نہ ٹکراتے ہوں" ـــــ صفدر نے ت بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شدید غلط فہمی ہوئی ہے ـــــ اور یہ رقعہ بھی جعلی ہے ـــــ تم نے میرا بہت وقت ضائع کر لیا ہے اس لئے زیادہ وقت ضائع کرنے کی میں یں اجازت نہیں دے سکتا ـــــ تم زیادہ سے زیادہ دو منٹ مزید حاصل کر تے ہو ـــــ اصل حقیقت بتا دو ورنہ ـــــ" میکناگر کا لہجہ یکدم ل گیا۔

"جو اصل حقیقت تھی وہ ہم نے تمہیں بتا دی ہے ـــــ اگر تم سٹار برادرز ے بارے میں جھوٹ بول رہے ہو تو یہ جھوٹ تمہاری موت کا باعث بھی بن سکتا ہے" ـــــ صفدر نے اچھل کر کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل ی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم لوگ کھڑے کیوں ہو گئے ہو ـــــ؟ بیٹھ جاؤ ـــــ اب اصل حقیقت بتائے بغیر تم یہاں سے واپس نہیں جا سکتے" ـــــ میکناگر نے د لہجے میں کہا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے ریوالور نکالنے کے لئے تیزی سے جیبوں میں ہاتھ ے مگر اس سے پہلے کہ ان کے ریوالور جیبوں سے باہر آتے، اچانک سرر کی تیز ز سے چھت پر سے شیشے کی ایک دیوار نیچے گری اور پلک جھپکنے میں میکناگر ن دونوں کے درمیان حائل ہو گئی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑے مگر دوسرے

لمحے ایک بار پھر سرر کی آواز سنائی دی اور دروازے کے سامنے دیوار گرتی چلی گئی۔ اب وہ دونوں بغیر دروازے کے ایک کمرے میں محصور ہو چکے تھے جس کی ایک دیوار شیشے کی تھی۔

"دوستو! ——— میکناگر کے پاس آنے والے اس کی مرضی کے بغیر باہر نہیں جا سکتے" ——— میکناگر کی سرد آواز ان دونوں کو سنائی دی۔ اور پھر فوراً ہی کمرے میں ہلکے نیلے رنگ کا دھواں تیزی سے بھرنا شروع ہو گیا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے دماغ پر اندھیرے سے چھانے لگے۔

ان دونوں نے اپنے سانس روک لئے ——— لیکن کب تک ——— دھوئیں کی مقدار لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ صفدر نے بڑی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر بی۔ تھری ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے صرف دو لفظ نکل سکے ——— "ریستوران ——— خطرہ" ——— اور پھر وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے بعد لہراتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بھی بیہوش ہو چکا تھا۔

میکناگر جو بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ان دونوں کو بیہوش ہوتے دیکھ رہا تھا ان کے نیچے گرتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آف کر دیا۔ اور کمرے میں بھرا ہوا دھواں تیزی سے چھٹنے لگا۔

جب دھواں بالکل غائب ہو گیا تو میکناگر نے ایک اور بٹن دبایا اور شیشے کی دیوار سرر کی آواز سے چھت میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر آنے والی دیوار بھی غائب ہو گئی۔ اب وہ پہلے والا عام دفتر لگ رہا تھا۔ البتہ میز کی دوسری طرف صفدر اور کیپٹن شکیل بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ میکناگر نے میز پر پڑے ہوئے ایک انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"جونی سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"جونی! ——— چار آدمی دفتر میں بھیجو ——— یہ دونوں آنے والے بیہوش پڑے ہوئے ہیں ——— انہیں اٹھا کر ڈارک روم میں پہنچانا ہے" ——— میکناگر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور بٹن آف کر دیا۔

پانچ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم اِن" ——— میکناگر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور چار قوی ہیکل غنڈے ٹائپ آدمی اندر داخل ہوئے۔

"ان دونوں کی تلاشی لو ——— اور تمام سامان میز پر رکھ دو ——— ان کی گھڑیاں وغیرہ بھی اتار لو" ——— میکناگر نے ان چاروں قوی ہیکل آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور آنے والوں میں سے دو افراد تیزی سے جھک کر صفدر اور کیپٹن شکیل کی جیبوں کی تلاشی میں مصروف ہو گئے اور پھر انہوں نے ریوالور، بٹوے اور دوسرا سامان جس میں بی۔ تھری ٹرانسمیٹر بھی شامل تھا میکناگر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

میکناگر بی۔ تھری ٹرانسمیٹر دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے وہ ٹرانسمیٹر اٹھایا تو اس پر سبز رنگ کا ایک نقطہ چمک رہا تھا اور ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میکناگر نے ٹرانسمیٹر کو کان سے لگا لیا۔

"صفدر! ——— تم بول کیوں نہیں رہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ——— اچانک میکناگر نے کہا اور اس کا لہجہ حیرت انگیز

طور پر بدل گیا تھا۔ اب وہ بالکل صفدر کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔ چونکہ بی۔ تھری ٹرانسمیٹر اس کے سامنے صفدر کی جیب سے نکلا تھا اور صفدر ہی اس کے ساتھ مسلسل گفتگو کر رہا تھا۔ اس لئے میکناگر سمجھ گیا کہ یہی صفدر ہوگا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"سٹار برادرز یہاں نہیں آئے باس! اوور" ـــــ میکناگر نے بڑی ذہانت سے ایسا جواب دیا کہ ایکسٹو کو شک تک نہ پڑ سکا۔

"اوہ! ـــــ پھر وہ کہاں غائب ہو گئے ـــــ چونکہ اس رقعے پر اسی ریستوران کا پتہ تھا۔ اس لئے وہ یقیناً یہاں رابطہ قائم کریں گے ـــــ تم یہاں کی بھرپور نگرانی کرو۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی بہتر۔ اوور" ـــــ میکناگر نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر کم سے کم الفاظ بول رہا تھا۔ تاکہ دوسری طرف سے بولنے والے کو شک نہ پڑ سکے۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور میکناگر نے بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی۔

"انہیں اٹھا کر ڈارک روم میں لے چلو ـــــ اور ترکیب نمبر ۲ استعمال کرو۔ میں آ رہا ہوں" ـــــ میکناگر نے خاموش کھڑے ہوئے چاروں غنڈوں سے کہا۔

اور ان میں سے دو غنڈوں نے جھک کر صفدر اور کیپٹن شکیل کو اٹھا کر کاندھوں پر لاد لیا جب کہ باقی دو نے انہیں سہارا دیا اور پھر وہ چاروں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ اور دروازہ بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہونے پر میکناگر تیزی سے اٹھا اور پھر قریب موجود الماری کھول

کر اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

ٹرانسمیٹر اس نے میز پر رکھا اور اس کے ڈائل تیزی سے گھمانے شروع کر دیئے۔ اپنی مرضی کی فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر میں سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اور پھر چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر ایک سبز رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور میکناگر نے پھرتی سے ایک سرخ رنگ کا بٹن آن کر دیا۔

"میکناگر سپیکنگ فرام پاکیشیا۔ اوور" ـــــ بٹن دباتے ہی میکناگر نے کہا۔ اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"K سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس! ـــــ ابھی چند لمحے پہلے دو مقامی آدمی میرے پاس آئے ہیں ـــــ ان کے پاس آپ کا رقعہ ہے ـــــ میرے نام ـــــ جس میں لکھا ہوا ہے کہ میں ان سے بھرپور تعاون کروں۔ اوور" ـــــ میکناگر نے کہا

"میرا رقعہ! ـــــ نہیں ـــــ میں نے کوئی رقعہ کسی کو نہیں دیا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ کرخت ہو گیا تھا۔

"میں رقعہ دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا ـــــ کیونکہ آپ کے رقعہ کے کونے پر میرا مخصوص نمبر درج ہوتا ہے ـــــ جو کہ موجود نہ تھا۔ اوور" ـــــ میکناگر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر وہ لوگ کون ہیں ـــــ جو میرا جعلی رقعہ تمہارے پاس لیکر آئے ہیں ـــــ اور کیا چاہتے ہیں۔ اوور" ـــــ؟ K کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"ہاں! ۔۔۔۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے کہ سٹار برادرز یہاں میرے پاس آئے ہیں اور وہ ان کی تلاش میں آئے تھے۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سٹار برادرز! ۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔۔ ؟ سٹار برادرز پاکیشیا کیسے پہنچ گئے ۔۔۔۔ وہ تو پچھلے دنوں کرمان میں تھے۔ اوور" ۔۔۔۔ K کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"آنے والوں کی گفتگو سے یہی پتہ چلا ہے کہ سٹار برادرز واقعی یہاں موجود ہیں ۔۔۔۔ اور جہاں تک میں نے آئیڈیا لگایا ہے آنے والے دونوں مقامی سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔۔ اگر سٹار برادرز وہاں پہنچ گئے ہیں ۔۔۔۔ اور سیکرٹ سروس ان کے تعاقب میں ہے تو پھر تم خود بھی میدان میں اتر آؤ ۔۔۔۔ اور اگر ہو سکے تو ان سٹار برادرز کا خاتمہ کر دو۔ اوور" ۔۔۔۔ K نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ۔۔۔۔ لیکن اس طرح میری پوزیشن سیکرٹ سروس کی نظر میں آ گئی ہے۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ تمہارے خلاف وہ کیا ثابت کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ لیکن اگر تم ان سے تعاون کرو تو وہ تمہارے مشکور ہوں گے ۔۔۔۔ اور اس طرح تم دونوں مل کر سٹار برادرز کو گھیر سکتے ہو۔ اوور" ۔۔۔۔ K نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔۔ میں سمجھ گیا ہوں ۔۔۔۔ سٹار برادرز اگر واقعی اس ملک میں ہیں تو پھر وہ سیکرٹ سروس کے بس کا روگ نہیں ہیں ۔۔۔۔ مجھے

تب ہی ان کا خاتمہ کرنا پڑے گا۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے کہا۔

"لیکن ہوشیار رہنا ۔۔۔۔ یہ دونوں انتہائی تیزی سے کام کرنے والے ہیں۔ ...جانا ہو کر تم خود ان کے ہاتھوں مارے جاؤ۔ اوور" ۔۔۔۔ K نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ۔۔۔۔ میکناگر نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ۔۔۔۔ میں ان کے مشن کا بھی پتہ لگاؤں گا ۔۔۔۔ اگر کوئی منفعت بخش مشن ہے تو میں خود اس مشن کو اپنے لئے پورا کروں گا۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تم ڈبل گیم کھیلو ۔۔۔۔ سیکرٹ سروس سے تعاون کر کے انہیں ڈاج میں رکھو ۔۔۔۔ اور سٹار برادرز کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ان کا مشن خود حاصل کر لو۔ اوور" ۔۔۔۔ K نے اس کی تجویز کو منظور کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔۔ میں آپ کو حالات سے مطلع کرتا رہوں گا۔ اوور" ۔۔۔۔ میکناگر نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور میکناگر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

راہداری سے ہوتا ہوا وہ ہال میں پہنچا اور پھر وہاں سے وہ مین گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مین گیٹ سے نکل کر وہ دائیں طرف گھوم کر عمارت کی سائیڈ میں آ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا جس کے باہر ایک مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ میکناگر کو دیکھتے ہی اس نے دروازہ کھول دیا اور میکناگر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا

دروازہ تھا جو لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔

میکناگر نے دہلیز کے ایک کونے کو بوٹ کی نوک سے مخصوص انداز میں دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور میکناگر اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں چاروں طرف اذیت دینے والے آلات نصب تھے۔ ایسے حیرت انگیز اور خوفناک آلات ___ کہ انہیں دیکھ کر ہی آدمی کا دل کانپ اٹھتا تھا۔ ہال کے درمیان میں چھت میں نصب لوہے کے کڑوں سے زنجیریں لٹک رہی تھیں، جن کے آخری سرے پر بڑے بڑے کڑے تھے اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے دونوں پاؤں ان کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور وہ سر کے بل ان زنجیروں سے لٹک رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی پشت پر باندھ دیئے گئے تھے اور سروں کے نیچے بڑے بڑے بجلی کے ہیٹر رکھے ہوئے تھے، جن میں تیز آگ دہک رہی تھی۔ ہیٹروں سے ان دونوں کے سر تقریباً چار پانچ فٹ بلند تھے۔ انہیں لے آنے والے چاروں افراد بڑے مودبانہ انداز میں کھڑے تھے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ شاید ہیٹروں سے نکلنے والی تیز حدت نے انہیں ہوش میں آنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان کے چہرے خون کے دباؤ اور ہیٹروں کی حدت سے سرخ پڑ گئے تھے۔

"دیکھو! ___ جہاں تک میرا اندازہ ہے ___ تم دونوں کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ___ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تم سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے ___ میں قانون کی بالادستی کا قائل ہوں ___ لیکن اگر تمہارا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے تو پھر میں تمہارے جسم کی تمام چربی نکال دوں گا ___ اور سنو!

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سٹار برادرز ہمارے دشمن نمبر ایک ہیں ___ اگر تم سیکرٹ سروس سے متعلق ہو اور سٹار برادرز کے خلاف کام کر رہے ہو تو پھر میں اور میرے تمام آدمی تمہارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں" ___ میکناگر نے ان دونوں کے سامنے رکتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ___ لیکن ہم سٹار برادرز کے خلاف کام کر رہے ہیں ___ ہمیں یہ رقعہ سٹار برادرز کے سامان سے ملا تھا اور اس رقعے سے ہم یہی سمجھے تھے کہ تمہارا تعلق سٹار برادرز سے ہے ___ اور چونکہ وہ اچانک ہماری نظروں سے غائب ہو گئے تھے ___ اس لئے ہم تمہارے پاس چلے آئے" ___ صفدر نے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب وہ آسانی سے سیکرٹ سروس سے اپنا تعلق تو نہیں بتا سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے ___ میں سمجھ گیا ___ تم کبھی بھی اپنی زبان سے سیکرٹ سروس سے تعلق کا اقرار نہیں کرو گے ___ بہرحال مجھے تمہاری بات پر مکمل یقین ہے اور میں تم لوگوں سے بھرپور تعاون کروں گا" ___ میکناگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور اس کے آدمیوں نے تیزی سے ان دونوں کے سروں سے ہیٹر ہٹا لئے اور پھر باقی دو نے ایک مشین چلا کر زنجیریں نیچے کیں۔

چند لمحوں بعد صفدر اور کیپٹن شکیل فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے پیر زنجیروں کے کڑوں سے علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کے ہاتھ بھی کھول دیئے گئے اور وہ دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"میرے دوستوں کا سامان انہیں واپس کر دو" ___ میکناگر نے کہا اور دو آدمی تیزی سے ایک طرف بڑھے اور پھر انہوں نے کونے میں پڑا ہوا سامان

اٹھا کر انہیں واپس کر دیا۔ جن میں بھرے ہوئے ریوالور اور بی۔ تھری ٹرانسمیٹر بھی شامل تھا۔

صفدر نے دیکھا کہ بی۔ تھری ٹرانسمیٹر آف تھا جب کہ اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے بیہوش ہونے سے پہلے اُسے آن کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میکناگر نے ہی اسے آف کیا ہو گا۔

"اب تمہیں میری دوستی کا یقین آ گیا ـــــ آؤ میرے ساتھ" ـــــ میکناگر نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے چل پڑے۔ انہیں سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس خلاف توقع حالات میں وہ کیا اقدام کریں۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ اسی دفتر میں پہنچ گئے۔ جہاں وہ دونوں بیہوش ہوئے تھے۔

"سنو! ـــــ تم جس طرح چاہے تسلی کر لو ـــــ سٹار برادرز یہاں نہیں آئے اور وہ یہاں آ بھی نہیں سکتے ـــــ کیونکہ دشمن کے پاس کوئی خود چل کر نہیں جاتا ـــــ اور اگر وہ آ جاتے تو پھر میں بڑی خوشی سے ان کی لاشیں تمہارے حوالے کر دیتا" ـــــ میکناگر نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر اس رقعے کی کیا تک بنتی ہے" ـــــ؟ صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ رقعہ جعلی ہے ـــــ کیونکہ اس میں وہ مخصوص نمبر موجود نہیں ہے جس سے یہ اصل بنتا ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے سٹار برادرز نے کسی خاص مقصد کے لئے اس رقعے کو تیار کیا ہو گا ـــــ لیکن شاید انہیں ابھی اس

ے استعمال کی ضرورت نہیں پڑی ـــــ بہرحال وہ جس حیثیت سے بھی یہاں ۔ے ـــــ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے" ـــــ میکناگر نے ۔ب دیا۔

"بہرحال وہ کسی نہ کسی صورت میں تم سے رابطہ ضرور قائم کریں گے ـــــ اس ت کا ہمیں یقین ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"تمہارے باس کا بھی یہی خیال ہے ـــــ میں نے تمہارے ٹرانسمیٹر پر ۔ارے لہجے میں اس سے بات کی ہے۔ اس نے تمہیں اس ریستوران کی نگرانی ۔حکم دیا ہے ـــــ اور اسی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تمہارا ۔تق سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ اور اسی وجہ سے میں نے اپنا ارادہ ۔دیل کیا ہے ـــــ کیونکہ میں سیکرٹ سروس کی بہت عزت کرتا ہوں ـــــ ۔یے تم چاہو تو بڑی خوشی سے میرے ریستوران کی جس طرح چاہو نگرانی ۔رکتے ہو ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا ـــــ لیکن تمہارے ساتھ ۔عاون کے لئے میری بھی ایک شرط ہے" ـــــ میکناگر نے کہا۔

"وہ کیا" ـــــ؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ یہ کہ اگر سٹار برادرز یہاں نہ آئیں تو تم میرے ساتھ یہ تعاون کرو گے ۔ن کے متعلق معلومات مجھے بھی دو ـــــ میں چاہتا ہوں کہ وہ دونوں یہاں ۔ے زندہ بچ کر نہ جائیں ـــــ اس شرط پہ ہماری دوستی قائم رہ سکتی ہے" ۔یکناگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہمیں منظور ہے" ـــــ صفدر نے کچھ سوچتے ۔وئے کہا۔

"تو سنو! ـــــ پھر تم نگرانی کرو اور اپنا ٹیلیفون نمبر مجھے بتا دو ـــــ اگر

سٹار برادرز نے کسی بھی انداز میں یہاں رابطہ قائم کیا تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا" —— میکناگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں —— ہم خود ہی تم سے رابطہ قائم کر لیں گے" —— صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے! —— جیسے تمہاری مرضی" —— میکناگر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوستانہ انداز میں مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے مصافحہ کیا۔ اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گئے۔ وہ جلد از جلد ریستوران سے نکل کر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ بدلے ہوئے حالات کے مطابق اس سے نئی ہدایات لے سکیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے ریستوران سے باہر آ گئے۔

"میرا تو خیال تھا کہ اچھی خاصی اٹھک بیٹھک کرنی پڑے گی —— لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا" —— کیپٹن شکیل نے کار میں بیٹھتے ہوئے پہلی بار اپنی زبان کھولی۔

"ہاں! —— کچھ عجیب سے ہی حالات ہو گئے ہیں" —— صفدر نے جواب دیا اور پھر کیپٹن شکیل نے کار آگے بڑھا دی۔

اسی لمحے ایک سیاہ رنگ کی کار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کی کار کے قریب سے گزری اور ریستوران کے مین گیٹ سے ذرا آگے جا کر رک گئی۔ ان دونوں نے ایک نظر اس کار کو دیکھا اور پھر آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ شاید کسی سنسان جگہ پر رک کر ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔

سیاہ رنگ کی کار کے دروازے کھلے اور پھر —— دو لحیم شحیم آدمی اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔

یہ سٹار برادرز تھے جن کی تلاش میں صفدر اور کیپٹن شکیل آئے تھے لیکن ناکام لوٹ رہے تھے۔

گولی کرنل کے بازو میں لگی تھی اور اچانک جھٹکا لگنے سے وہ زمین پر گر پڑا تھا اور عین اسی لمحے کسی گاڑی کے سڑک پر رکنے کی آواز سے وہ یکدم گھبر گئے۔ اور اسی گھبراہٹ میں ٹوم نے بھاگنے کا کہہ دیا۔ اور وہ سب بے اختیار آگے کی طرف بھاگ نکلے۔ البتہ ٹیری نے اپنی فطرت کے مطابق بھاگتے بھاگتے بھی عمران پر گولی چلادی اور پھر عمران کے حلق سے نکلنے والی چیخ نے اس کے ذہن کو خاصی تسکین پہنچائی تھی۔

کافی دُور تک تو وہ بے تحاشا بھاگتے چلے گئے۔ کرنل بھی بازو سنبھالے ان کے ساتھ ساتھ تھا۔

اور پھر سب سے پہلے ٹیری رکا اور اسے دیکھ کر ٹوم اور کرنل بھی رک گئے۔

"یہ کیا حماقت ہے کہ ہم پاگلوں کی طرح بے تحاشا دوڑتے چلے جا رہے ہیں"۔ ٹیری نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم صرف تین ہیں ___ اور کرنل زخمی بھی ہے ___ نجانے گاڑی میں کتنے افراد آئے ہوں گے" ___ ٹوم نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری یہ مصلحت کی باتیں مجھے زہر لگتی ہیں ___ ہم اس ملک میں چوروں کی طرح بھاگنے کے لئے تو نہیں آئے ___ وہ جتنے بھی ہوں سٹار برادرز کا کیا بگاڑ سکتے ہیں" ___ ٹیری نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس اس جگہ کی طرف دوڑنے لگا جہاں اس نے عمران کو گولی ماری تھی۔ ٹوم اور کرنل کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔

اور پھر جب وہ اس جگہ پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ سڑک پر ایک ہیوی لوڈر ٹرک کھڑا تھا۔ اور ایک آدمی عمران کے ساتھی کو سہارا دے کر ٹرک کے کیبن میں سوار کرا رہا تھا۔ جب کہ دوسرے نے عمران کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ٹرک تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"وہ آدمی تو چل رہا ہے ___ جسے میں نے کار میں گولی ماری تھی ___ اور شاید کرنل پر فائر بھی اسی نے کیا تھا ___ اس کا مطلب ہے کہ عمران بھی نہیں مرا ہوگا ___ یہ لوگ بہت ڈھیٹ واقع ہوتے ہیں" ___ ٹیری نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ان کا پیچھا کرنا چاہیئے ___ ان دونوں کو کسی صورت میں بچ کر نہ جانا چاہیئے" ___ ٹوم نے بھی کہا اور پھر وہ سب بے تحاشا اپنی کار کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

"مگر کار کا سٹیرنگ تو تم نے توڑ دیا تھا" ___ کرنل نے کار کے قریب

بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ میں ٹھیک کر لونگا ــــــــ یہ میری خاص تکنیک ہے ــــــ میں کار خریدتے ہی اس کے سٹیئرنگ میں یہ سسٹم تیار کرا لیتا ہوں کہ جب چاہوں اُسے جھٹکا دے کر ایسا بنالوں جیسے ٹوٹا ہوا ہو۔ اور جب چاہوں اسے ٹھیک کر لوں۔ ٹوم نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ٹیری بھی پھرتی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ کرنل کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ٹوم نے بڑی پھرتی سے سٹیئرنگ کو دوبارہ کنکٹنگ راڈ سے جوڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو سٹیئرنگ دوبارہ فٹ ہو گیا۔ اور پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور اُسے تیزی سے اس طرف موڑنے لگا جدھر وہ ٹرک گیا تھا۔

ٹیری نے پچھلی نشست کے ــــ نیچے پڑا ہوا اپنا بریف کیس گھسیٹا اور پھر اُسے کھول کر اس کا سامان الٹ پلٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے اس کی ایک خفیہ جیب سے ایک ٹینس کی گیند جتنا بم نکال لیا۔ اور پھر اس کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر دونوں ہاتھوں کو مخالف سمت میں گھمایا اور اس کے ساتھ ہی بم میں سے ٹک ٹک کی آواز نکلنے لگی۔

"میگنٹ بم پھینکو گے" ــــــ ؟ ٹوم نے پوچھا۔

"ہاں! ــــ میں اس ٹرک کے پرخچے اڑا دینا چاہتا ہوں" ــــــ ٹیری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

ٹوم نے کار کی رفتار خاصی تیز کر رکھی تھی۔ اور پھر ایک چوک پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ ابھی تک ٹرک انہیں نظر نہ آیا تھا۔

"یہاں سے چار سڑکیں جاتی ہیں ــــــ نجانے ٹرک کونسی سڑک پر گیا ہوگا"۔

ہ نے کار روکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دائیں طرف والی سڑک ہی شہر سے باہر گھوم کر جاتی ہے ــــ ٹرک شہر کے اندر تو جا ہی نہیں سکتا ــــ اس لئے یقیناً وہ اسی سڑک پر گیا ہوگا"۔ ٹیری نے جواب دیا۔ اور ٹوم نے سر ہلاتے ہوئے کار اسی سڑک پر موڑ دی۔

لیکن کافی دور جانے کے بعد جب انہیں ٹرک نظر نہ آیا تو ٹوم بول پڑا۔

"اگر ٹرک اس سڑک پر آیا ہوتا تو یقیناً اب تک نظر آ جاتا ــــ وہ کسی اور سڑک پر گیا ہوگا" ــــ ٹوم نے کہا۔

"ہو سکتا ہے" ــــــ ٹیری نے جواب دیا۔

اور پھر ٹوم کو اچانک سڑک کی سائیڈ پر بنی ہوئی ایک پولیس چوکی نظر آگئی جس کے باہر ایک سپاہی کھڑا ہوا تھا۔ ٹوم نے کار اس کے قریب جا کر روک دی جبکہ ٹیری نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بم نیچے کر لیا تاکہ سپاہی کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔

"یہاں سے کوئی ہیوی لوڈر ٹرک گزرا ہے" ــــ ؟ ٹوم نے بڑے تحکمانہ لہجے میں سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں! ــــ تھوڑی دیر پہلے گزرا ہے ــــ شاید اگلے موڑ پر ہو"۔ سپاہی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور ٹوم نے کار آگے بڑھا دی۔

"دیکھا ــــ میں نہ کہتا تھا کہ ٹرک باہر والی سڑک پر ہی گیا ہوگا" ــــ ٹیری نے کہا اور ٹوم نے سر ہلا دیا۔

اور پھر ٹوم کار کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز کرتا چلا گیا۔ اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی انہیں دور سے وہی ٹرک جاتا ہوا نظر آ گیا۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے دوڑا چلا جا رہا تھا۔ یہ شاید اس لئے سپیڈ میں جا رہے ہیں تاکہ اگلے چوک کے قریب جنرل ہسپتال میں عمران اور اس کے ساتھی کو پہنچا دیں۔

"اوہ ۔۔۔۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا کہ جنرل ہسپتال تو اسی بیرونی سڑک پر ہی واقع ہے ۔۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ شہر والی سڑک پر ہی نہ مڑ گئے ہوں تاکہ زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا جا سکے" ۔۔۔ ٹوم نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"زخمی تو زخمی ۔۔۔۔ یہ ٹرک بھی کبھی ہسپتال تک نہ پہنچ سکے گا" ۔۔۔ ٹیری نے سفاک لہجے میں کہا۔

اور پھر جیسے ہی ٹوم کی کار ٹرک کے قریب پہنچی، ٹیری نے چیخ کر ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اس کی سائیڈ پر بیٹھا تھا۔

"وہ زخمی کہاں ہیں ۔۔۔ کیا وہ ٹرک میں ہیں" ۔۔۔ ٹیری نے حتی الوسع چیخ کر پوچھا۔ وہ شاید اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ عمران اور اس کا ساتھی ٹرک میں موجود بھی ہیں یا نہیں۔ اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ باہر نکال کر انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کرنے لگا۔ اس کے اشارے سے واضح تھا کہ وہ ٹیری کی بات ہی نہ سمجھ سکا ہے۔ اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ وہ اسے راستہ نہ دینے پر بگڑ رہے ہیں۔

دوسرے لمحے ٹیری نے بم والا ہاتھ باہر نکالا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بم کو ٹرک کی طرف اچھال دیا۔ بم بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ٹیری کے ہاتھ سے نکلا اور پھر ٹرک کی باڈی کے ساتھ اس طرح چپک گیا جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے۔

"نکل چلو ۔۔۔ بم پھٹنے والا ہے" ۔۔۔ ٹیری نے چیخ کر ٹوم سے کہا اور ٹوم نے یکدم فل ایکسیلیٹر دبا دیا اور کار اچھل کر آگے بڑھی اور پھر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ایک منٹ میں کار اور ٹرک کے درمیان نمایاں

فاصلہ پیدا ہو گیا۔

کرنل اور ٹیری مڑ کر پیچھے آتے ہوئے ٹرک کو دیکھ رہے تھے اور پھر اچانک ٹرک کی پشت پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ خاصا فاصلہ ہونے کے باوجود ٹوم کی کار لڑکھڑا گئی۔

"وہ مارا" ۔۔۔۔ ٹیری نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹرک کے تباہ ہونے سے روحانی مسرت حاصل ہوئی ہو۔

ٹوم نے بیک مرر میں دیکھا کہ دھماکہ ہوتے ہی ہیوی لوڈ ٹرک کے پرزے فضا میں اڑ گئے۔ واقعی میگنٹ بم انتہائی طاقتور تھا۔ اس نے اتنے بڑے ٹرک کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ اسے میگنٹ بم کی طاقت کا بخوبی احساس تھا۔ بظاہر یہ چھوٹا سا بم تھا مگر اتنا طاقتور تھا کہ پوری ٹرین کو اڑا سکتا تھا۔ یہ تو پھر ایک ٹرک تھا۔

"اب تو تسلی ہو گئی" ۔۔۔ ٹوم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اب عمران اور اس کے ساتھی کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔۔ ہوں ۔۔۔ چلے تھے شار برادرز سے ٹکرانے" ۔۔۔ ٹیری نے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیا اور ٹوم کار آگے بڑھائے لئے چلا گیا۔

اور پھر جلد ہی ایک کنکٹنگ روڈ پر اس نے کار موڑ دی۔ یہ سڑک بیرونی سڑک کو شہر والی سڑک سے ملاتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جلد ہی شہر پہنچ جائیں گے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ اچانک کرنل نے پوچھا۔ اس نے اپنی قمیض پھاڑ کر خود ہی بازو پر پٹی باندھ لی تھی اور ویسے بھی گولی اچٹتی ہوئی لگی تھی اور صرف گوشت زخمی ہوا تھا۔ ہڈی محفوظ رہی تھی۔ اس لئے اسے کچھ

زیادہ تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں شہر میں کسی ہوٹل میں نہیں رہنا چاہیے ——— کیونکہ سیکرٹ سروس کے ممبر اب شکاری کتوں کی طرح ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے" ——— ٹیری نے جواب دیا۔

"تو پھر کیوں نہ کموڈور ریستوران والے پروگرام پر عمل کیا جائے ——— ویسے بھی وہ ساحل پر واقع ہے ——— شہر سے دور ——— وہاں سیکرٹ سروس کا خیال بھی نہیں جا سکتا" ——— ٹوم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ——— اس کا تو مجھے خیال بھی نہیں رہا ——— ٹھہرو! میں وہ خط تلاش کرتا ہوں ——— اور دوسری بات یہ کہ ہمیں وہاں پہنچنے سے پہلے میک اپ بھی کرنا ہوگا ——— ورنہ میکناگر تو ہمیں پہچانتے ہی گولی مار دے گا" ٹیری نے دوبارہ اپنے بیگ کو اٹھا کر کھولتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو وہ خط ہم نے تیار کیا تھا تاکہ میکناگر کو شک بھی نہ ہو سکے۔ اور وہ نادانستگی میں ہم سے بھرپور تعاون کرے ——— بعد میں جب اسے پتہ چلے گا کہ وہ اپنے دشمنوں سے تعاون کرتا رہا ہے تو اس کی حالت قابلِ دید ہوگی" ——— ٹوم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے خط تو دونوں بیگوں میں نہیں ہے ——— کہیں گر پڑا ہے" ——— ٹیری نے افسوس سے لہجے میں کہا۔

اور ٹوم نے یہ سنتے ہی کار ایک طرف روک دی۔

"اچھی طرح چیک کرو ——— کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ خط تم ذلیشان کالونی والی کوٹھی میں چھوڑ آئے ہو" ——— ٹوم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے ——— وہیں رہ گیا ہے ——— میں نے جلدی میں

سامان سمیٹا ہے ——— وہ کہیں گر گیا ہے" ——— ٹیری نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— پھر تو ہمیں کموڈور ریستوران کا رخ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سیکرٹ سروس نے اس کوٹھی کی ضرور تلاشی لی ہوگی ——— اور اگر وہ خط ان کے ہاتھ چڑھ گیا تو پھر وہ یقیناً کموڈور ریستوران کو گھیر لیں گے" ——— ٹوم نے جواب دیا۔

"ہاں ——— ایسا ہو سکتا ہے ——— لیکن سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر پر اور حملے کے لئے میکناگر کے تربیت یافتہ آدمیوں کے بغیر کام بھی تو نہیں چلتا" ——— ٹیری نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ دوبارہ راجسر سے رابطہ پیدا کیا جائے ——— وہ ہمارے لئے کسی سرمایہ کی کوٹھی کا بندوبست کر سکتا ہے ——— اور آدمی بھی دے سکتا ہے" ——— ٹوم نے کہا۔

"نہیں! ——— وہ قطعی کمزور آدمی ہے ——— پہلے بھی وہ عمران و[illegible] کچھ بتا چکا ہے ——— اس کی طرف رخ کرنا تو اپنی موت کو دعوت دینا ہے" ——— کرنل نے فوراً ہی ٹوم کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ضروری ہے کہ ہم اس خط کے ذریعے ہی میکناگر سے رابطہ پیدا کریں ——— اسے کوئی اور چکر بھی تو دیا جا سکتا ہے" ——— ٹیری نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم میکناگر کو ختم کر دیں ——— اور اس کی جگہ کرنل کو میکناگر بنا دیں ——— اس طرح ہم آسانی سے نہ صرف اس ریستوران پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ میکناگر کے آدمیوں کو بھی بھرپور انداز میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

"یہ ٹھیک ہے ــــ یہ بالکل درست تجویز ہے" ــــ ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے! ــــ پھر ہمیں فوراً ہی میک اپ کر لینا چاہیئے" ــــ ٹوم نے کہا۔ اور ٹیری نے اس کا بیگ اٹھا کر اس کے حوالے کر دیا۔

ان کے بیگوں میں میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں نیا میک اپ کر چکے تھے۔ اب وہ مقامی آدمیوں کا روپ دھار چکے تھے۔

"کرنل! ــــ تم بھی فی الحال کوئی عارضی سا میک اپ کر لو ــــ وہاں پہنچ کر مستقل میک اپ کر لینا" ــــ ٹیری نے سامان کرنل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور کرنل نے سر ہلاتے ہوئے سامان اس کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بھی ایک نئے میک اپ میں آ چکا تھا۔

ٹوم نے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ شہر میں داخل ہو گئے چونکہ صبح ہو رہی تھی اس لئے سڑکوں پر تھوڑا تھوڑا ٹریفک چلنا شروع ہو گیا تھا ٹوم نے مختلف سڑکوں سے کار گزارنے کے بعد اسے ساحل کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ اور پھر کموڈور ریستوران پہنچنے تک کار میں مکمل خاموشی رہی۔

"کرنل! ــــ ابھی تم کار میں ہی رہو ــــ ہم اندر جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے حالات ہماری توقع کے خلاف ہو جائیں تو تمہارا مسئلہ بن جائیگا۔ کیونکہ تم زخمی ہو" ــــ ٹوم نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں انتظار کرونگا" ــــ کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹوم اور ٹیری تیزی سے ریستوران کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران اور ٹائیگر ٹرک کے کیبن میں زخمی اور بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور ٹرک تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"ہسپتال تو بیرونی سڑک پر ہی واقع ہے ــــ اس لئے ہمیں شہر میں داخل ہونے کی تو ضرورت ہی نہیں ہے" ــــ ڈرائیور نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ــــ ہے تو یہی! ــــ لیکن راستے میں ایک پولیس چوکی آتی ہے اگر انہوں نے ٹرک چیک کیا تو ان زخمیوں کی وجہ سے ہم مشکوک ہو جائیں گے اور پولیس ہمیں آسانی سے نہ چھوڑے گی" ــــ ڈرائیور کے ساتھی نے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ بات تو میں نے سوچی بھی نہ تھی ــــ ہمارے ٹرک میں ایسا سامان ہے جسے فوراً پہنچنا چاہیئے ــــ اور اگر یہ سامان پولیس کی نظروں میں آگیا تو ہم مارے جائیں گے ــــ اور یہ نیکی ہمارے گلے

پڑجائے گی ــــ" ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم ان زخمیوں کو سڑک کے کنارے ہی چھوڑ دیں اور فون کر کے ہسپتال والوں کو مطلع کر دیں ــــ وہ خود ہی انہیں لے جائیں گے ـ ـ ـ اس طرح ہم بھی پکڑے نہیں جائیں گے ـ ـ ـ اور زخمی بھی ہسپتال پہنچ جائیں گے ــــ" تیسرے آدمی نے کہا۔

"لیکن ان زخمیوں کی حالت بے حد خراب ہے ــــ اگر ہسپتال والوں نے پہنچنے میں دیر کر دی تو یہ مر جائیں گے" ــــ ڈرائیور نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں بچاتے بچاتے ہم خود ہی مارے جائیں۔" دوسرے ساتھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہمیں یہ رسک نہیں لینا چاہیے ــــ اگر ان کی زندگی ہے تو بچ جائیں گے" ــــ ڈرائیور نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک موڑ پر ٹرک روک دیا۔ یہاں سڑک کے کنارے بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔

"انہیں جھاڑیوں میں ڈال دو ــــ جلدی کرو ــــ" ڈرائیور نے کہا اور اس کے دونوں ساتھیوں نے بے ہوش پڑے ہوئے عمران اور ٹائیگر کو اٹھا کر تیزی سے ٹرک سے نیچے اتارا اور پھر تقریباً دوڑتے ہوئے تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

انہوں نے عمران اور ٹائیگر کو جھاڑیوں میں ڈالا اور پھر واپس بھاگ پڑے۔ اور پھر ان کے ٹرک میں سوار ہوتے ہی ٹرک تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اور یہ دھماکے کی بازگشت ہی تھی جس نے جھاڑیوں میں پڑے ہوئے عمران

کے ذہن کو جھنجھوڑ دیا۔ اور اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی۔

وہ چند لمحے خالی الذہن کی کیفیت میں آنکھیں کھولے پڑا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں وہ منظر ابھر آیا جب وہ ٹائیگر کو موٹر سائیکل پر ڈال کر آگے بڑھا ہی تھا کہ فائر کی آواز سنائی دی تھی اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے بازو میں کوئی گرم سلاخ اترتی چلی گئی ہو اور پھر اسے اتنا یاد تھا کہ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا جھاڑیوں میں جا گرا تھا۔ اس کے بعد اس کے دماغ پر ایک زوردار جھٹکا لگا تھا اور پھر اندھیرے پھیلتے چلے گئے تھے۔

اس کے بعد اسے بس غیر واضح طور پر اتنا یاد پڑتا تھا کہ اس کے جبڑے میں شدید تکلیف ہوئی تھی۔ اور ایک لمحے کے لئے اس کا ذہن بیدار ہوا تھا اور اس کے بعد فائر اور چیخ کی آواز بھی اس کے ذہن میں نقش تھی لیکن پھر کیا ہوا تھا ــــ ؟ ہاں ! ــــ اسے یاد آگیا تھا کہ ایک دو لمحوں کے لئے اسے ایک اور منظر بھی یاد آ رہا تھا کہ اس کی ٹانگ میں اچانک شدید ترین تکلیف کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اور اس نے شاید آنکھیں بھی کھولی تھیں، لیکن اس کے بعد اس کی آنکھیں اب ہی کھل رہی تھیں۔

عمران کا ذہن جب پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ اس نے کروٹ لی اور اسے یہ دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی کہ اس کا جسم حرکت کر سکتا تھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے اٹھتے ہی اس کے بازو اور ٹانگ میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی لیکن وہ قابل برداشت تھی۔ کیونکہ اب وہ پوری طرح ہوش میں تھا۔ اور اس کی قوت ارادی اب پوری طرح کام کر رہی تھی۔ ویسے

بھی وہ دماغی چوٹ لگنے سے بیہوش ہوا تھا۔ ورنہ عمران اتنی آسانی سے بیہوش ہونے والا نہ تھا۔

اسی لمحے عمران نے دیکھا کہ اس کے بازو اور ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن پٹی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی اناڑی نے اسے باندھا ہے لیکن اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا تھا کہ خون کا بہاؤ رک گیا تھا۔

اسی لمحے عمران کی نظریں قریب پڑے ہوئے ٹائیگر پر پڑیں۔ اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ اُسے ٹائیگر کی نازک حالت کا خیال آگیا۔

ٹائیگر کے سینے پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیکن ٹائیگر کا رنگ اور چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی حالت انتہائی نازک ہے۔

عمران نے ٹائیگر کی طرف اپنے جسم کو بڑھایا اور پھر ٹائیگر کی نبض پکڑ دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کی سانس نکل گئی۔ ٹائیگر نہ صرف زندہ تھا بلکہ اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ شدید خطرے میں نہیں ہے۔ شائد اس کے جسم سے خون کا بہاؤ رک گیا تھا۔ اس لئے اس کی حالت سنبھل گئی تھی۔

عمران نے ٹائیگر کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد حالات کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اُسے یہ تو احساس ہو گیا تھا کہ وہ اس جگہ پر نہیں ہے جہاں بیہوش ہوا تھا۔ لیکن پڑا وہ سڑک کے قریب ہی تھا۔

اور پھر عمران کو دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے تو وہ چونک پڑا۔ سائرن کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ گاڑیاں اسی سڑک پر ہی آ رہی ہیں۔ وہ تیزی سے اٹھا۔ گو اُسے اٹھنے میں تکلیف ہوئی لیکن تکلیف اتنی نہ تھی کہ عمران اٹھ ہی نہ سکتا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد عمران اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا

ن کے ساتھ ہی اس نے قدم آگے بڑھائے تو اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس ی زخمی ٹانگ پوری طرح حرکت کر رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹانگ کی ہڈی بچ ئی ہے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا سڑک پر آگیا۔

پولیس گاڑیوں کے سائرن اب لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتے جا رہے تھے اور پھر موڑ پر اسے تین پولیس گاڑیاں دکھائی دیں۔

"مدد ___ مدد ___ ہم زخمی ہیں" ___ عمران نے ہاتھ ہلا ہلا کر اور چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے ایک کار تیزی سے سائیڈ میں ہوئی اور اس کی بریکیں چیخ پڑیں۔ کار عمران کے سامنے آ کر رک گئی تھی۔

"عمران صاحب آپ! ___ اور اس حالت میں" ___ کار کا ڈرائیور جو پولیس آفیسر تھا۔ نے تیزی سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تم ڈی۔ ڈی۔ ٹی فاروقی! ___ یہاں کیسے ٹپک پڑے؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے تھوڑی دور ایک ٹرک کو بم مار کر تباہ کرنے کی رپورٹ ملی ہے ___ ہم موقع واردات پر جا رہے ہیں" ___ ڈی۔ ایس۔ پی فاروقی نے عمران کو سہارا دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ مران زخمی ہے۔

"میرے ساتھی کو اٹھاؤ ___ وہ شدید زخمی ہے" ___ عمران نے سے ٹائیگر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی" ___ ڈی۔ ایس۔ پی فاروقی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے بڑی احتیاط سے ٹائیگر کو اٹھایا اور پھر واپس کار کی طرف

بڑھتا چلا گیا۔

اس نے ٹائیگر کو کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ عمران خود لنگڑاتا ہوا کار کی سنگل سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آپ کے ساتھی کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ ہمیں فوراً ہسپتال پہنچنا چاہئے ۔۔۔" ڈی ایس پی فاروقی نے سٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اسے ہسپتال لے چلو ۔۔۔ میں نے بھی وہاں سے ٹیلیفون کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فاروقی نے کار آگے بڑھا دی۔ چونکہ جنرل ہسپتال اسی سڑک پر واقع تھا اس لئے وہ کار کو آگے ہی بڑھاتے گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک موڑ پر عمران نے پولیس کی بہت سی گاڑیاں دیکھیں۔ سڑک پر ہر طرف ٹرک کے پرزے بکھرے پڑے تھے۔ ٹرک کا انجن اور ڈھانچہ بھی ایک طرف مڑا تڑا پڑا تھا۔

"کوئی آدمی زندہ ہے ۔۔۔" ڈی ایس پی فاروقی نے ایک سپاہی کے پاس کار روکتے ہوئے کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا۔

"جناب ۔۔۔ تین آدمیوں کی لاشیں ملی ہیں ۔۔۔ لیکن وہ سیکڑوں ٹکڑوں کی صورت میں بکھر چکی ہیں ۔۔۔" سپاہی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری سیڈ" ۔۔۔ فاروقی نے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"کوئی بہت ہی طاقتور بم مارا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے دھیمے لہجے

نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ٹرک کی حالت تو یہی بتا رہی ہے" ۔۔۔ فاروقی نے جواب دیا۔

"اور شاید یہ اسی بم کے دھماکے کی آواز تھی ۔۔۔ جس پر مجھے غش آ گیا تھا" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

فاروقی خاموش رہا۔ شاید وہ عمران کی بڑبڑاہٹ کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کے گیٹ پر فاروقی نے روک دی اور خود اتر کر اندر بھاگ گیا۔

چند لمحوں بعد سٹریچر اٹھائے تین چار آدمی آئے اور انہوں نے ٹائیگر کو کار کی نشست سے اٹھا کر سٹریچر پر احتیاط سے لٹایا اور اُسے اٹھا کر آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آپ بھی زخمی ہیں ۔۔۔ ڈاکٹر کو دکھا لیجئے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ زخموں میں زہر پھیل جائے" ۔۔۔ فاروقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر فاروقی کے سہارا دینے پر وہ نیچے اتر آیا اور فاروقی اُسے سہارا دیئے ہسپتال کے اندر لے گیا۔

یہ شاید فاروقی کی وردی کا تاثر تھا کہ ڈاکٹروں نے عمران پر پوری توجہ دی۔ اسے دوسرے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ اور پھر اس کے زخموں پر بندھی ہوئی پٹی اتار کر ڈاکٹروں نے زخم چیک کئے اور چند لمحوں بعد زخم صاف کر کے دوبارہ پٹیاں باندھ دی گئیں۔

"آپ خوش قسمت ہیں جناب! ــــ دونوں گولیوں نے صرف گوشت کو پھاڑا ہے ــــ ہڈیاں بچ گئی ہیں" ــــ ڈاکٹر نے پٹی باندھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ گولیاں خوش قسمت تھیں ــــ جو بچ کر نکل گئیں ــــ اگر وہ کہیں اندر ہوتیں تو نکالنے میں ان کا کیا حشر کرتا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد پٹیاں بندھوا کر عمران آپریشن تھیٹر سے باہر آگیا۔ اب مناسب دیکھ بھال کی وجہ سے اُسے زخموں میں زیادہ تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی اور وہ اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ بہتر محسوس کر رہا تھا۔

"عمران صاحب! ــــ مبارک ہو ــــ آپ کا ساتھی خطرے سے باہر ہے ــــ ڈاکٹر صاحب نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ گولی اس کے دل سے تھوڑا دور پہلے ہی رک گئی تھی ــــ آپریشن کر کے گولی نکال لی گئی ہے۔ لیکن انہیں ابھی ہسپتال میں رہنا پڑے گا" ــــ فاروقی نے عمران کے باہر آتے ہی اسے رپورٹ دی۔

"کیا وہ ہوش میں آگیا ہے" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ــــ وہ ہوش میں ہے" ــــ فاروقی نے بتایا اور عمران دوسرے آپریشن تھیٹر کی طرف چل پڑا۔ جہاں ٹائیگر کو رکھا گیا تھا۔

"آپ اپنے ساتھی سے بات کر سکتے ہیں جناب" ــــ ان کے اندر جاتے ہی ڈاکٹر نے جو مرہم پٹی میں مصروف تھا کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ پلیز فاروقی صاحب آپ" ــــ عمران نے فاروقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ میں باہر جاتا ہوں ــــ آیئے ڈاکٹر صاحب ــــ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے" ــــ فاروقی چونکہ جانتا تھا کہ عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس لئے وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا اور اس نے یہی بہتر سمجھا تھا کہ وہ ڈاکٹر کو بھی ساتھ لے جائے۔

"بہتر" ــــ ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ فاروقی کے ساتھ چلتا ہوا آپریشن تھیٹر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ٹائیگر! ــــ جو کچھ تمہیں معلوم ہو ــــ مختصر طور پر بتا دو" ــــ عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر ٹائیگر کے سرہانے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ اس سڑک پر اچانک میری کار کا ٹائر برسٹ کر دیا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ میں نیچے اترتا ــــ میرے سر پر ریوالور کا دستہ مار کر مجھے بیہوش کر دیا گیا ــــ پھر مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کوئی چیز میرے سینے میں گھستی چلی گئی اور میرا دل ڈوبتا چلا گیا ــــ اس کے بعد اچانک جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو جھاڑیوں میں پڑا دیکھا ــــ اور تین آدمی جن میں وہ کرنل بھی شامل تھا سڑک کی دوسری طرف سے ہماری طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر وہ آپ تک پہنچ گئے ــــ میں نے اٹھ کر دیکھا تو آپ درخت کے تنے کے ساتھ بیہوش پڑے ہوئے تھے ــــ پھر انہوں نے شاید آپکے جبڑے پر لاتوں کا بٹ مارا اور آپ کے حلق سے چیخ نکل گئی ــــ جس پر میں نے جیب سے ریوالور نکال کر ان پر فائر کر دیا اور ایک آدمی کو جو شاید کرنل تھا زخمی کر دیا ــــ اسی لمحے سڑک پر ایک ہیوی لوڈر ٹرک رکا اور اس میں سے تین افراد نکل کر ہماری طرف بھاگے ــــ انہوں نے شاید فائر اور چیخ کی آواز سن لی تھی ــــ چنانچہ حملہ آور بھاگ نکلے۔ مگر ان میں سے ایک نے بھاگتے

ہوئے پلٹ کر آپ پر فائر کر دیا اور آپ کے حلق سے چیخ نکلی ——— بہرحال وہ بھاگ گئے ——— گولی آپ کی ٹانگ پر لگی تھی ——— ان ٹرک والوں نے آپ کو اٹھایا اور مجھے سہارا دے کر ٹرک کے کیبن میں آ کر لٹا دیا ——— پھر مجھے ہوش نہ رہا ——— اور اب آنکھ اسی آپریشن تھیٹر میں آ کر کھلی ہے“ ——— ٹائیگر نے کمزور سی آواز میں رک رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! ——— میں سمجھ گیا ——— ہماری وجہ سے ٹرک والے بھی مارے گئے ——— انہوں نے سنجانے کس وجہ سے ہمیں ہسپتال پہنچانے کی بجائے سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں ڈال دیا ——— اور مجرموں نے ہماری وجہ سے وہ ٹرک ہی اڑا دیا“ ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اچھا ——— تم آرام کرو ——— میں جلد ہی تمہیں سپیشل ہسپتال میں منتقل کرا دوں گا“ ——— عمران نے کہا اور پھر وہ آپریشن تھیٹر سے باہر آ گیا۔

”چلیں عمران صاحب“ ——— فاروقی جو آپریشن تھیٹر سے باہر عمران کے انتظار میں کھڑا تھا بول پڑا۔

”ہاں چلو“ ——— عمران نے جواب دیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

اور پھر چند لمحے بعد وہ پولیس کار میں بیٹھا انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

”تم مجھے آصف روڈ کے پہلے چوراہے پر اتار دینا“ ——— عمران نے فاروقی سے مخاطب ہو کر کہا اور فاروقی نے سر ہلا دیا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ آصف روڈ کے پہلے چوراہے پہنچ گئے۔ عمران وہاں اتر گیا۔ اور جب فاروقی کی کار آگے جا کر موڑ مڑ گئی تو وہ دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد بلیک زیرو سے مل کر ممبرز کے متعلق حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ آپریشن روم میں بلیک زیرو کے سامنے بیٹھا تھا۔

”ارے آپ تو زخمی ہیں“ ——— بلیک زیرو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”میری بات چھوڑو ——— یہ بتاؤ کہ باقی ممبرز کی کیا پوزیشن ہے۔ جولیا نے جولیا پہ کیا گزر رہی ہو گی“ ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جولیا ان کی گرفت سے نکل آئی ہے جناب“ ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران نہ صرف چونک پڑا بلکہ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار بھی ابھر آئے۔ اور پھر بلیک زیرو نے جولیا کی رہائی ——— تنویر کی حالت اور ذیشان کالونی کی کوٹھی پر صفدر اور کیپٹن شکیل کا چھاپہ ——— ”K“ کا خط ——— اور پھر کموڈور ریستوران کے بارے میں تفصیلات عمران کو بتا دیں۔

عمران میکناگر کے نام اور کموڈور ریستوران کے نام پر بری طرح چونک پڑا۔ چونکہ ابھی حال ہی میں اُسے اطلاع ملی تھی کہ میکناگر کا تعلق بین الاقوامی مجرموں کی کسی تنظیم سے ہے ——— اور اب ——— ”K“ ——— کے لفظ سے ظاہر تھا کہ اس کا تعلق دنیا کی بہت بڑی بلیک میلنگ تنظیم ”K“ سے ہے۔ یہ تنظیم

دنیا بھر کی حکومتوں کو بلیک کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں بُری طرح بدنام تھی۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہو کہ وہ کموڈور ریستوران ـــــ اور خصوصی طور پر میکناگر پر نظر رکھیں ـــــ یہ آدمی بے حد چالاک اور خطرناک ہے ہوسکتا ہے وہ ڈبل کراس کر رہا ہو ـــــ اور سٹار برادرز کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہو" ـــــ عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں پہلے ہی ہدایات دے دی ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ اور ایسا کرو کہ باقی تمام ممبروں کو کہو کہ وہ شہر بھر کے ہوٹلوں میں سٹار برادرز کو تلاش کریں ـــــ وہ لازماً کسی ہوٹل میں اپنا ٹھکانہ بنائیں گے ـــــ انہیں سٹار برادرز کا حلیہ تفصیل سے بتا دینا۔ ہوسکتا ہے وہ میک اپ کر لیں ـــــ لیکن انہیں قد و قامت اور چال ڈھال سے پہچانا جاسکتا ہے" ـــــ عمران نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــــ میں ابھی تمام ممبروں کو اس کام پر لگا دیتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے ٹیلیفون کا رسیور اپنی طرف کھسکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب میں ذرا سوتا ہوں ـــــ مسلسل بھاگ دوڑ اور زخموں کی وجہ سے جسم نڈھال سا ہو رہا ہے ـــــ ویسے کوئی خاص رپورٹ ملے تو مجھے جگا دینا" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر" ـــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران اٹھ کر

ریسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا جب کہ بلیک زیرو ٹیلیفون کرنے میں مصروف ہو گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل کے جانے کے بعد میکناگر نے انٹرکام پر جولی کو ہدایات دیں کہ اسے کم از کم آدھے گھنٹے تک بالکل ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اس کے ذہن میں وہ فریکوئنسی گھوم رہی تھی جس پر اس نے سیکرٹ سروس کے چیف سے لبطور عمران بات چیت کی تھی۔

یہ ایک ایسا کلیو تھا جو اتفاق سے اُسے مل گیا تھا اور وہ اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہاں آنے کے بعد اس نے کئی بار پروگرام بنایا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کو ٹریس کیا جائے ـــــــ لیکن باوجود کوشش کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اور اب خوش قسمتی سے قدرت نے خود ہی یہ موقع دے دیا تھا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے کمرے کی شمالی دیوار کے ایک کونے میں نصب الماری کھولی اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک بٹن دبایا تو الماری تیزی سے گھوم گئی۔ اور الماری کی پشت پر ایک دروازہ سا کھل گیا

میکناگر جھک کر اس دروازے میں داخل ہوا تو وہ ایک اور چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔

اس کمرے کے درمیان میں ایک بہت بڑی لوہے کی میز پر ایک کافی بڑی مشین رکھی ہوئی تھی جس کی اوپر والی سطح پر پورے شہر کا تفصیلی نقشہ بنا ہوا تھا۔ یہ نقشہ اتنا تفصیلی تھا کہ اس میں ایک ایک گلی اور ایک ایک عمارت کا محل وقوع ظاہر کیا گیا تھا۔ مشین کے سامنے ایک بڑا سا ڈائل بنا ہوا تھا جس پر سرخ اور سیاہ رنگوں کے بے شمار نمبر [illegible] تھے۔ [illegible] مختلف رنگوں کی سوئیاں مختلف سائیڈوں پر کھڑی تھیں۔

میکناگر نے ایک بٹن دبا کر مشین کو آن کیا اور پھر ڈائل پر بنی ہوئی مختلف سوئیوں کو مخصوص نمبروں پر فٹ کیا اور پھر کافی دیر تک ڈائل کو سیٹ کرتا رہا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اس نے وہی فریکوئنسی سیٹ کر لی ہے جو اس ٹرانسمیٹر پر تھی جس پر اس نے سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کی تھی تو اس نے نقشے پر نظریں جماتے ہوئے مشین کے کونے میں لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن آن کر دیا۔ اور نقشے کے دو انتہائی سروں پر دو سرخ رنگ کے نقطے چمکنے لگے اور پھر دونوں نقطے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد ایک نقطہ ایک جگہ پر جا کر ساکت ہو گیا جب کہ دوسرا نقطہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا آیا اور پھر وہ پہلے نقطے کے عین اوپر آ کر ساکت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پورا نقشہ تاریک ہو گیا۔ صرف وہی نقطے چمک رہے تھے اور پھر اس کے بعد نقشے پر سرخ رنگ کا ایک دائرہ سا ابھرا۔ دونوں نقطے اس دائرے کے درمیان میں تھے۔ دائرہ نمودار ہوتے ہی نقشہ دوبارہ روشن ہو گیا اور میکناگر اشتیاق آمیز نظروں سے اس دائرے کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ فریکوئنسی کے مطابق وہی سیکرٹ سروس

کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہ دائرہ آصف روڈ کی ایک بڑی سی عمارت کے گرد پھیلا ہوا تھا۔ نقشے پر اس کا نمبر بارہ درج تھا۔ یعنی آصف روڈ کی بارہ نمبر عمارت۔ اور میکناگر نے طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔ وہ ایک اہم راز حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

مشین بند کر کے وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس الماری میں رکھی ہوئی ایک ضخیم فائل اٹھائی اور کرسی پر بیٹھ کر اس کے صفحات الٹ پلٹ کرنے لگا۔ اس فائل میں ہر سڑک پر موجود تمام عمارتوں کے فوٹو ترتیب وار لگے ہوئے تھے۔ اس نے یہاں آتے ہی اپنے بے شمار آدمیوں کی مدد سے پورے شہر کی چھوٹی بڑی تمام عمارتوں کے فوٹو گراف اور نقشے بنوا لئے تھے۔ کیونکہ وہ خالصتاً تکنیکی انداز میں کام کرنے کا عادی تھا۔

جلد ہی اس نے وہ صفحات نکال لئے جس پر آصف روڈ پر بنی ہوئی عمارتوں کے فوٹو گراف موجود تھے اور پھر اس کی نظریں آصف روڈ کی بارہ نمبر عمارت پر جم گئیں۔ یہ ایک بہت طویل و عریض قلعہ نما عمارت کا فوٹو تھا جس کا ڈیزائن تک تصویر میں صاف نظر آ رہا تھا۔ اور پھر اس کے ذہن میں اس عمارت کا نقشہ گھوم گیا کیونکہ آصف روڈ پر سے گزرتے ہوئے اس نے کئی بار اس عمارت کو دیکھا تھا لیکن اسے کبھی اس بات کا شک نہ ہوا تھا کہ یہ پرانی سی عمارت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر بھی ہو سکتی ہے۔

اس نے فائل بند کی اور اسے دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ اس کمرے سے دوبارہ اپنے دفتر میں آ گیا۔ ابھی وہ آ کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ میکناگر نے بٹن دبا دیا۔

"جوزف سپیکنگ ــــ باس! ــــ دو آدمی کافی دیر سے آپ سے ملنے کے

خواہشمند ہیں ــــ وہ کسی خاص کام کے لئے ہماری خدمات مستعار لینا چاہتے ہیں ــــ جوزف نے کہا۔

"کیسے آدمی ہیں" ــــ میکناگر نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ دو آدمیوں کا سنتے ہی اس کا ذہن فوری طور پر سٹار برادرز کی طرف ہی گیا تھا۔

"مقامی آدمی ہیں ــــ شکل و صورت سے اپنی ہی برادری کے لگتے ہیں" ــــ جوزف نے جواب دیا۔

"میک اپ میں تو نہیں ہیں" ــــ میکناگر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ــــ وہ میرے پاس کافی دیر کھڑے رہے ہیں ــــ میں نے خصوصی طور پر چیک کیا تھا ــــ جب میں نے انہیں بتایا کہ باس سے گھنٹے بھر تک نہیں مل سکتے۔ تو وہ ہال میں بیٹھ گئے ــــ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ انہیں میرے پاس بھیج دو" ــــ میکناگر نے جواب دیا اور انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔ ظاہر ہے جب جوزف نے میک اپ چیک کر لیا تو یہ سٹار برادرز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میک اپ کے بارے میں اسے جوزف کی تیز نظروں پر پورا پورا اعتماد تھا۔

چند لمحوں بعد دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی تو اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے انہیں اندر آنے کے لئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو لمبے تڑنگے خاصے صحت مند اور سڈول جسموں کے مالک دو مقامی آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

"مجھے میکناگر کہتے ہیں" ۔۔۔۔ میکناگر نے اٹھ کر مصافحے کے لئے ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں مارٹن ہوں ۔۔۔۔ اور یہ میرا ساتھی جیگر ہے ۔۔۔۔ ہم ایک خاص کام کے لئے حاضر ہوئے ہیں" ۔۔۔۔ ایک نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خاصی نرمی تھی۔

"بیٹھو" ۔۔۔۔ میکناگر نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں بڑے اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو ۔۔۔۔ ؟ کیونکہ اس شہر میں تمہیں میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ۔۔۔۔ اور پھر تمہیں میرا پتہ کس نے بتایا ہے" ۔۔۔۔ ؟ میکناگر نے پوچھا۔

"یہ درست ہے کہ ہم اس شہر میں نئے ہیں ۔۔۔۔ دراصل ہمارا تعلق کافرستان سے ہے" ۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔۔ پھر تو معاملہ خاصا اہم ہوگا" ۔۔۔۔ میکناگر نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پاکیشیا اور کافرستان ہمیشہ سے ایک دوسرے کے سخت مخالف رہے ہیں۔

"مسٹر میکناگر! ۔۔۔۔ ہمیں چونکہ یہ بتایا گیا ہے کہ آپ اصولوں کے پابند ہیں ۔۔۔۔ اور چاہے ہمارا اور آپ کا سودا طے ہو ۔۔ یا ۔۔ نہ ہو ہمارا راز دوسرے کانوں تک نہ پہنچے گا ۔۔۔۔ اس لئے ہم کھل کر بات کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ اس آدمی نے جس نے اپنا نام مارٹن بتایا تھا، نرم لہجے میں کہا۔

"تم نے بالکل درست سنا ہے ۔۔۔۔ میں ایسے ہی اصولوں کا آدمی ہوں ۔۔۔۔ تم کھل کر بات کرو۔ اور سمجھ لو کہ تم نے کسی سے بات ہی نہیں کی" ۔۔۔۔ میکناگر نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے کافرستان کا نام سن کر ان سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

"مسٹر میکناگر! ۔۔۔۔ ہمارا تعلق کافرستان کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہم ایک خاص مشن پر اس ملک میں آئے ہیں ۔۔۔۔ ہمیں کچھ خاص معلومات چاہیئے تھیں ۔۔۔۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ سے ہر قسم کی معلومات مہیا ہو سکتی ہیں ۔۔۔۔ اور اگر آپ کو پہلے سے وہ معلومات حاصل نہ ہوں تو آپ کے آدمی وہ معلومات آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ ان معلومات کے معاوضے میں آپ جو چاہیں گے ۔۔۔۔ ہم آپ کو ادا کر دیں گے ۔۔۔۔ لیکن معلومات بالکل درست ہونی چاہیئں" ۔۔۔۔ مارٹن ہی بات چیت کر رہا تھا جبکہ جیگر بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کی نظریں چاروں طرف گھوم کر کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"تم نے ٹھیک سنا ہے ۔۔۔۔ میری شہرت اس بارے میں خاصی پھیل چکی ہے" ۔۔۔۔ میکناگر کا لہجہ بے حد فخریہ تھا۔

"مسٹر میکناگر! ۔۔۔۔ ہمیں یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع ۔۔۔۔ اور اگر ہو سکے تو اس کا اندرونی نقشہ چاہیئے" ۔۔۔۔ مارٹن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔۔ میکناگر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اسے شاید تصور تک نہ تھا کہ یہ لوگ اس قسم کی معلومات حاصل کرنے آئے ہوں گے۔

"ہاں! —— نہ صرف یہ بلکہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کی تعداد، ان کے حلیے، ان کی رہائش گاہیں —— غرضیکہ سیکرٹ سروس سے متعلق ہر قسم کی معلومات —— اور ہم اس سلسلے میں منہ مانگا معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں" —— مارٹن نے جواب دیا۔

"آپ کو کتنے عرصے میں یہ معلومات چاہئیں" —— ؟ میکناگر نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"دیکھئے مسٹر میکناگر! —— جس حد تک معلومات آپ کے علم میں ہوں وہ آپ بتا دیں —— اس کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو سکے باقی معلومات بھی مہیا کر دیں" —— مارٹن نے کہا۔

"آپ کتنا معاوضہ دیں گے" —— ؟ میکناگر نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے مسٹر میکناگر! —— آپ اصولوں کے پابند ہیں —— اس لئے ہم اصولوں پر ہی بات کریں گے —— آپ جس قدر معلومات فوری طور پر مہیا کر سکتے ہیں اس کا معاوضہ ہم فوری طور پر آپ کو ادا کر دیں گے۔ اس کے بعد آپ جیسے جیسے بقیہ معلومات مہیا کرتے رہیں گے —— اسی طرح آپ کو معاوضے کی ادائیگی ہوتی رہے گی" —— مارٹن نے بات کو گھماتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے منظور ہے —— میں فوری طور پر آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع کیا ہے —— بلکہ اس کا فرنٹ بھی دکھا سکتا ہوں —— اس کے دو ممبروں کی فوری طور پر نشاندہی بھی کر سکتا ہوں —— باقی اس کا اندرونی نقشہ اور دیگر معلومات —— اس

کے لئے آپ کو ایک ہفتہ انتظار کرنا ہوگا —— لیکن بقیہ معلومات کے لئے آپ کو نصف ادائیگی پہلے کرنا ہوگی" —— میکناگر نے جواب دیا۔ اُسے خوشی ہو رہی تھی کہ اس نے ابھی ابھی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کیں —— اور ابھی اس کے گاہک بھی آ گئے —— اور گاہک بھی ایسے کہ جن سے منہ مانگا معاوضہ مل سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے —— آپ یہ معلومات ابھی دے دیں —— بقیہ معلومات آپ ایک ہفتہ میں حاصل کر لیں —— ہم ایک ہفتہ انتظار کر سکتے ہیں —— آپ معاوضہ بتلائیے —— لیکن اس بات کا خیال رہے کہ ہمارا تعلق ایک حکومت کے ادارے سے ہے اور ہمیں آگے جواب بھی دینا ہے —— اس لئے معاوضہ مناسب تو ہمارے لئے بہتر رہے گا" —— مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مارٹن جو دراصل ٹوم تھا۔ اُسے میکناگر سے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی تھی کہ وہ اُسے سیکرٹ سروس کا محل وقوع فوری طور پر بتا سکتا ہے۔

"دیکھئے مسٹر مارٹن! —— سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور اس کے دو ممبروں کی نشاندہی کرنے کا میں آپ سے ایک لاکھ ڈالر لوں گا —— اور وہ بھی نقد —— اور بقیہ معلومات کے لئے دو لاکھ ڈالر" —— میکناگر نے معاوضہ بتاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر میکناگر! —— آپ نے اتنا معاوضہ بتایا ہے —— جو ہم نہیں دے سکتے —— میں آخری بات کرتا ہوں —— اگر آپ کو منظور ہو تو بتا دیں ورنہ آپ کی اور ہماری بات چیت ختم" —— مارٹن نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ بتا دیجئے ۔۔۔ لیکن اس بات کا خیال ہے کہ یہ معلومات اتنی اہم ہیں کہ آپ کو کہیں سے نہیں مل سکتیں ۔۔۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں بے شمار تنظیمیں سر پٹک پٹک کر ختم ہو گئیں لیکن آج تک کامیاب نہیں ہو سکیں ۔۔۔ بس یہ میرا ہی کام تھا کہ میں نے یہ معلومات حاصل کر لیں" ۔۔۔ میکناگر نے کہا۔

"ہمیں آپ کی صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے مسٹر میکناگر! ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ہم براہ راست آپ کے پاس آئے ہیں ۔۔۔ بہرحال میں آپ کو ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع اور دو ممبرز کی نشاندہی کے دس ہزار ڈالر ادا کر سکتا ہوں۔ اور بقیہ معلومات کے لئے بھی اتنا ہی معاوضہ" ۔۔۔ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ یہ معاوضہ تو بے حد کم ہے ۔۔۔ آپ میرے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ۔۔۔ بہرحال میں آخری بات کرتا ہوں ۔۔۔ ان معلومات کے لئے آپ سے پچاس ہزار ڈالر لوں گا ۔۔۔ اور بقیہ معلومات کے لئے ایک لاکھ ڈالر ۔۔۔ اس سے کم نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ میکناگر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

مارٹن کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر میکناگر! ۔۔۔ ہمیں منظور ہے ۔۔۔ لیکن بقیہ معلومات کی نصف ادائیگی نہیں ہو گی ۔۔۔ جب آپ مکمل معلومات مہیا کریں گے تو مکمل اور نقد ادائیگی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ مارٹن نے بھی فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"چلئے ایسے ہی سہی ۔۔۔ مجھے منظور ہے" ۔۔۔ میکناگر نے جواب

دیا۔ اس کے دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے کہ اسے نقد پچاس ہزار ڈالر مل رہے تھے۔

"آپ کو ادائیگی کس انداز میں چاہیئے" ۔۔۔ مارٹن نے پوچھا۔

"آپ کس طرح ادائیگی کر سکتے ہیں" ۔۔۔ میکناگر نے پوچھا۔

"میں آپ کو چیک دے دیتا ہوں ۔۔۔ اور بنک سے فون پر اس کے کیش ہونے کی گارنٹی بھی" ۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے منظور ہے" ۔۔۔ میکناگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مارٹن نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نئی چیک بک نکالی اور پھر اس کا ایک چیک پچاس ہزار کا کاٹ کر اور اس پر دستخط کی بجائے ایک مخصوص نمبر ڈال کر اس نے چیک میکناگر کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے اس پر نام کا خانہ خالی رکھا تھا۔

میکناگر نے غور سے چیک دیکھا اور پھر اس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ بنک کھلنے کا وقت ہو رہا تھا۔ چیک چونکہ امیریکن بنک کا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ چیک کیش ہو جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے تسلی کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر گھمائے۔ وہاں سے امیریکن بنک کا نمبر معلوم کر کے اس نے بنک کے نمبر گھمائے۔ چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

دوسری طرف سے بنک کا منیجر بول رہا تھا۔ میکناگر نے اکاؤنٹ نمبر اور رقم بتا کر پوچھا کہ کیا یہ چیک کیش ہونے کی گارنٹی دی جا سکتی ہے ۔۔۔؟ جب منیجر نے اثبات میں جواب دیا تو میکناگر نے تھینک یو کہہ کر رسیور

رکھ دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

"آپ کی تسلی ہو گئی مسٹر میکناگر" ——— ؟ مارٹن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مسٹر مارٹن" ——— میکناگر نے اٹھ کر چیک کو ایک الماری کے خانے میں رکھ دیا۔ اور پھر اسے تالا لگا کر وہ اس گھومنے والی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ لوگ چند منٹ انتظار کریں ——— میں ابھی آتا ہوں" ——— میکناگر نے کہا اور الماری کو گھما کر وہ ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔

"یہ تو کرامات ہی ہو گئی کہ ہمیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل گیا ——— اب ہم آسانی سے بیک میگنٹ فارمولا حاصل کر سکتے ہیں" ٹیری نے مسرت سے بھرپور لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— میں تو کچھ اور سوچ کر آیا تھا ——— لیکن یہاں تو بات ہی سیدھی ہو گئی ——— اور جب K کو علم ہو گا کہ ہم نے بیک میگنٹ فارمولا حاصل کر کے اربوں، کھربوں ڈالر کما لئے ہیں ——— اور فارمولا کا راستہ میکناگر نے کھولا ہے ——— تو وہ اپنا سر پیٹ لے گا" ——— مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ٹیری نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ہی میکناگر واپس لوٹ آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تصویر موجود تھی۔

"یہ لیجئے! ——— یہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے فرنٹ کی فوٹو گراف ہے" ——— میکناگر نے تصویر ان دونوں کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا۔
مارٹن نے چونک کر تصویر کو اٹھا لیا۔ ٹیری بھی تصویر دیکھنے کے لئے جھک

گیا تھا۔

"اچھا ——— تو یہ ہے سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ——— یہ تو پورا قلعہ ہے" رٹن نے پوچھا۔

"ہاں! ——— یہ قلعہ نما عمارت ہے ——— آصف روڈ پر واقع ہے۔ ں کا نمبر بارہ ہے" ——— میکناگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اب آپ ان دو ممبروں کی بھی نشاندہی کر دیجئے" مارٹن نے تصویر کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا۔

"سیکرٹ سروس کے دو ممبرز میرے ریستوران کی نگرانی کر رہے ہیں ——— ان میں سے ایک کا نام صفدر ہے ——— جبکہ دوسرے کا نام میں نہیں جانتا" میکناگر نے کہا۔

"نگرانی کر رہے ہیں" ——— ؟ مارٹن اور ٹیری نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں ——— ان کا مقصد کچھ اور ہے ——— وہ بین الاقوامی مجرم سٹار برادرز کے متعلق انہیں شک ہے کہ وہ میرے ریستوران میں ضرور آئیں گے ——— اس سلسلے میں وہ میرے پاس آئے تھے ——— اور چونکہ میری اپنی سٹار برادرز سے مخالفت ہے ——— اس لئے میں نے ان سے تعاون کا اقرار کر لیا ہے ——— اور اب وہ ریستوران کی نگرانی کر رہے ہیں تاکہ اگر سٹار برادرز آئیں تو وہ انہیں ٹریپ کر سکیں" ——— میکناگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ——— لیکن اب آپ ان کی نشاندہی کیسے کریں گے کہ انہیں شک

بھی نہ ہو سکے" ـــــ مارٹن نے کہا۔

"اس کا طریقہ بڑا آسان ہے ـــــ میں آپ کے ساتھ ریستوران سے باہر چلتا ہوں ـــــ آپ مجھے اسی طرح لے جائیں جس طرح آپ مجھے جبراً اغوا کر کے لے جا رہے ہوں ـــــ ظاہر ہے وہ دونوں یہ منظر دیکھ کر چوکنا ہو جائیں گے اور ہمارا پیچھا کریں گے ـــــ تعاقب کے دوران میں ان دونوں کی نشاندہی کر دوں گا ـــــ لیکن ہم یہاں سے سیدھے بنک جائیں گے۔ اور وہاں آپ مجھے اتار دیں اور میں اس طرح آپ سے جدا ہوں گا جیسے ہم پرانے دوست ہوں ـــــ یہ منظر دیکھ کر وہ سمجھ جائیں گے کہ انہیں دھوکا ہوا ہے اس لئے وہ واپس لوٹ جائیں گے ـــــ اور اگر انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں کہہ دوں گا کہ آپ میرے پرانے دوست ہیں" ـــــ میکناگر نے جواب دیا۔

"چلئے ـــــ یہ ٹھیک ہے ـــــ جیگر آپ کے ساتھ آپ کی کار میں بیٹھ جائے گا اور میں اپنی کار میں ـــــ بنک جا کر جیگر آپ کی کار سے اتر کر میری کار میں آ جائے گا" ـــــ مارٹن نے کہا۔

"ہاں ـــــ کار تو میں نے بھی لے جانی ہے ـــــ کیونکہ پھر مجھے واپس بھی تو آنا ہے" ـــــ میکناگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا مسٹر میکناگر! ـــــ یہ مسئلہ تو طے ہو گیا ـــــ اب آپ نے بقیہ معلومات ہمیں ایک ہفتے بعد دینی ہیں ـــــ اور چونکہ مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم اپنے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کریں گے ـــــ اس لئے آپ ایک مہربانی اور کریں کہ ایک ہفتے کے لئے کسی خالی کوٹھی کا ہمارے لئے بندوبست کر دیجئے ـــــ ہم اس کا کرایہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں ـــــ ہم دراصل

ہیڈ کوارٹر سے مکمل معلومات حاصل کئے بغیر رابطہ قائم نہیں کرنا چاہتے۔ اس دوران ہم بالکل خفیہ رہنا چاہتے ہیں ـــــ بس صرف آپ سے ہمارا تعلق رہے" ـــــ مارٹن نے کہا۔

"کوٹھی کا بندوبست بھی ہو جائے گا ـــــ لیکن اگر آپ ریستوران میں رہنا چاہیں تو میں اوپر والی منزل کے دو سپیشل کمرے خالی کرا دیتا ہوں" ـــــ میکناگر نے کہا۔

"نہیں ـــــ ہم دراصل اس ہفتے کے دوران کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتے ـــــ ہم اپنا کھانا وغیرہ بھی خود ہی پکائیں گے ـــــ ہم بالکل خفیہ رہنا چاہتے ہیں" ـــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ جیسے آپ کی مرضی ـــــ میری ایک کوٹھی جاذب روڈ پر بالکل خالی پڑی ہے ـــــ میں ہنگامی حالات میں اسے استعمال کرتا ہوں ـــــ اس میں ضرورت کا ہر سامان موجود ہے۔ حتیٰ کہ ایک ماہ کا مکمل راشن بھی کچن میں موجود ہے ـــــ آپ کو ایک ہفتہ تک باہر بھی نہ نکلنا پڑے گا" ـــــ میکناگر نے کہا۔

"ویری گڈ! ـــــ بس صرف ایک درخواست ہے کہ اس کوٹھی میں رہائش کے بارے میں سوائے آپ کے اور کسی فرد کو علم نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کے نزدیک ترین ساتھی کو بھی نہیں" ـــــ مارٹن نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ ویسے بھی وہ کوٹھی میرے ذاتی استعمال میں رہتی ہے ـــــ اور کسی کو اس کوٹھی کے بارے میں قطعاً کوئی علم نہیں ہے۔ جاذب روڈ پر کوٹھی نمبر ۱۱۲" ـــــ میکناگر نے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی چابی نکال کر ان کی طرف بڑھا دی۔

"اس کا کرایہ ۔۔۔۔؟" مارٹن نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"رہنے دیجئے ۔۔۔۔ ایک ہفتہ کے لئے آپ میرے مہمان ہیں" ۔۔۔ میکناگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹوم نے سر ہلا کر شکریہ ادا کیا اور پھر چابی اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔

"اچھا اب چلیے" ۔۔۔۔ ٹوم نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹیری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیے! ۔۔ میں ذرا چیک اٹھا لوں" ۔۔۔۔ میکناگر نے کہا اور پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی پشت جیسے ہی ان دونوں کی طرف ہوئی۔ ٹوم نے ٹیری کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھ کا کونا دبایا اور پھر مٹھی بند کر کے اسے کھول دیا۔ ٹیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ٹوم کا مخصوص اشارہ سمجھ گیا تھا کہ چیک کیش ہونے سے پہلے ہی میکناگر کا خاتمہ ضروری ہے۔ وہ رقم بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور انہیں دراصل بقیہ معلومات کی ضرورت ہی نہ تھی۔ بند مٹھی کھولنے کا مطلب تھا کہ میکناگر کی کار کو بم سے اڑا دیا جائے اور ٹیری ایسے کاموں میں ماہر تھا۔ اس لئے اس نے اطمینان سے سر ہلا دیا تھا۔

شاید ٹوم پہلے سے ہی منصوبہ بنا چکا تھا اس لئے اس نے ٹیری کو میکناگر کی کار میں بٹھانے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس طرح وہ ایک تیر سے تین شکار کرنا چاہتے تھے۔ رقم بھی بچانا چاہتے تھے ۔۔۔۔ کوٹھی بھی حاصل کر لیتے ۔۔۔ اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اپنی مخالف تنظیم کے اہم ترین رکن کا خاتمہ بھی ہو جاتا۔

"آئیے" ۔۔۔۔ میکناگر نے چیک جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ

تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے دفتر سے باہر آگئے۔

"ہمارا کوارٹر کہاں سے شروع ہوگا" ۔۔۔ ٹوم نے پوچھا۔

"مین گیٹ سے شروع ہے" ۔۔۔۔ میکناگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں آگئے۔

میکناگر نے جلدی سے کار کی چابی لی اور اسے تھوڑی دیر تک واپس آنے کا کہہ کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

مین گیٹ میں پہنچتے ہی ٹیری نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور میکناگر سے اس طرح لگ کر چلنے لگا جیسے وہ ریوالور کے زور پر اسے آگے بڑھا کے لئے جا رہا ہو۔ میکناگر نے بھی جواب میں اداکاری شروع کر دی اور اس طرح وہ گیٹ سے باہر آگئے۔

پھر ٹوم تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹیری میکناگر کو لئے قریب ہی موجود سرخ رنگ کی کار کی طرف چل پڑا۔

"کیا ہوا ۔۔۔؟ بڑی دیر کر دی" ۔۔۔ کرنل نے ٹوم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ شاید کار میں انتظار کرتے کرتے اکتا چکا تھا۔

"سب کام ہو گیا ۔۔۔ کرنل! ہماری خوش قسمتی ہمارے ساتھ چل رہی ہے" ۔۔۔ ٹوم نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ادھر ٹیری اور میکناگر بھی سرخ رنگ کی کار میں سوار ہو گئے تھے۔ میکناگر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ ٹیری اس کے ساتھ والی سیٹ پر اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے اسے ریوالور سے کور کئے ہوئے ہو۔

اور پھر وہ دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئی کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل آئیں۔ ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ ان کاروں کے باہر نکلنے کے تھوڑی دیر بعد

ایک اور کار بھی کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلی اور خاصے فاصلے پر ان کے پیچھے چل پڑی اس میں صفدر تھا۔ وہ میکناگر کو اس انداز میں جاتے ہوئے دیکھ کر چونک پڑا تھا اور پھر ٹوم اور ٹیری کی قد و قامت اور چال ڈھال بھی سٹار برادرز سے ملتی تھی۔ اس لئے انہیں شک گزرا۔ صفدر نے کیپٹن شکیل کو وہیں رہنے اور خیال رکھنے کا کہا اور خود کار لے کر ان کے تعاقب میں چل پڑا تھا۔

تینوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئی شہر میں داخل ہو گئیں اور پھر میکناگر کی کار بنک کے سامنے رک گئی۔ ٹوم نے بھی کار اس سے قریب جا کر روک دی۔ پچھلی کار میں صفدر تھا۔

"پچھلی کار میں صفدر ہے ۔۔۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ دوسرا آدمی شاید وہیں ریستوران میں ہی رہ گیا ہے" ۔ میکناگر نے ٹیری سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اس لمحے ٹیری نے کار سے نیچے اترتے ہوئے ٹوم کو آنکھ دبا کر مخصوص اشارہ کیا کہ وہ اپنا کام کر چکا ہے۔

"مسٹر میکناگر ۔۔۔ آپ کم از کم تین چار منٹ تک کار میں رہیں ۔۔۔ شاید صفدر آپ سے رابطہ قائم کرے تو آپ اسے یہ کہہ دیں کہ ہم آپ کے دوست ہیں" ۔۔۔ ٹوم نے قدرے عاجزانہ لہجے میں کہا جیسے وہ اب صفدر سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں پانچ منٹ تک کار میں ہی انتظار کروں گا" میکناگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔۔۔ اور الوداع" ۔۔۔ ٹوم نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ ٹیری اس کے ساتھ والی سیٹ پر

بیٹھ چکا تھا۔

"میں نے سائلنسر لگا ہوا ٹائم بم سیٹ کے نیچے فکس کر دیا ہے ۔۔۔ تین منٹ بعد میکناگر سمیت کار کے پرخچے اڑ جائیں گے" ۔۔۔ ٹیری نے بڑے سفاک لہجے میں کہا اور ٹوم نے سر ہلا دیا۔

ٹوم کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر اس نے صفدر کی کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا۔ وہ اب بنک سے تھوڑی دور آ چکے تھے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اس کے تیز دماغ نے فوراً ہی ایک نیا پلان مرتب کر لیا۔

"اس صفدر کو ہم نے فوراً ہی ٹریپ کرنا ہے ۔۔۔ مگر صرف بیہوش کر کے لے جانا ہے" ۔۔۔ ٹوم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیری نے سر ہلا دیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ چوک پر پہنچے اچانک انہیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور ٹوم اور ٹیری دونوں کے چہروں پر سفاک مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ سمجھ گئے کہ بم پھٹ گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ابھی تین منٹ ہی گزرے تھے اس لئے میکناگر کے کار سمیت پرخچے اڑ چکے ہوں گے اور ان کے پچاس ہزار ڈالر بھی بچ گئے اور ان کی مخالف تنظیم کا ایک اہم ترین رکن کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

صفدر کی کار ابھی تک ان کے تعاقب میں تھی۔ ٹوم اپنی کار دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

"جس چوک پر ریڈ لائٹ ہو ۔۔۔ اور ہماری اور صفدر کی کار رکے ۔۔۔ تم میری کار سے اتر کر اس کی کار میں بیٹھ جانا ۔۔۔ اور پھر مفلوج کر دینے والی سوئی چبھو دینا ۔۔۔ اس طرح دیکھنے والے یہی سمجھیں گے کہ صفدر کو

پوائنٹ کو اٹیکلیٹ ہوگئی ہے —— اور پھر تم اسے بیکار کار خود سنبھال لینا —— پھر سیدھے جاذب کالونی پہنچ جائیں گے —— ٹوم نے ٹیری کو ہدایت کی اور ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے وہ لمبی پنسل گن نکال کر جیب میں ڈال دی۔

اس گن میں جو سوئیاں ہوتی تھیں ان کے سروں پر ایسی دوا لگی ہوئی ہوتی تھی جو خون میں شامل ہوتے ہی انسان کے اعصاب کو مفلوج کر دیتی تھی۔

اور پھر ایک چوک پر جیسے ہی سگنل لائٹ ریڈ ہوئی ٹوم نے کار روک دی۔ اس وقت صفدر کی کار ان کے بالکل پیچھے تھی چنانچہ وہ بھی رک گئی

جیسے ہی دونوں کاریں رکیں ٹیری تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور پھر ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں صفدر کی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس سے پہلے کہ صفدر اس کا مقصد سمجھتا، ٹیری نے بڑی تیزی سے دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔

اندر بیٹھتے ہوئے ٹیری کا ہاتھ پہلے ہی باہر آ چکا تھا۔ سامنے جیسے ہی ٹیری سیٹ پر بیٹھا اس کی پنسل گن سے سوئی نکل کر صفدر کے بازو میں غائب ہو چکی تھی۔ صفدر کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور پھر وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

ٹیری نے بڑی پھرتی سے صفدر کو بازو سے پکڑا اور خود ذرا سا اٹھ کر اسے اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

صفدر کا جسم ایک لمحے میں مفلوج ہو چکا تھا۔ وہ گھسیٹ کر ساتھ والی سیٹ پر آ گیا جبکہ ٹیری نے پلک جھپکنے میں ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اب صفدر ساتھ والی سیٹ پر اکڑا بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ اپنی مرضی سے نہ ہی جسم کو حرکت دے سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا۔ بس وہ اسی حالت میں

بیٹھا تھا جس حالت میں اسے بٹھایا گیا تھا۔

اور پھر گرین لائٹ ہوتے ہی ٹیری نے کار آگے بڑھا دی۔ اس تمام کارروائی کو کوئی بھی تو بہت کم دیکھ سکا تھا اس لئے کسی نے بھی اس پر نوٹس نہ لیا اور ٹوم کی کار کے پیچھے بڑے اطمینان سے کار چلاتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئی جاذب کالونی پہنچ گئیں۔

چند لمحوں بعد ٹوم نے کار ایک بڑی سی کوٹھی کے پھاٹک پر روک دی۔ کوٹھی کے گیٹ کے ستون پر ۱۱۲ کا ہندسہ بھی صاف نظر آ رہا تھا۔

پھاٹک پر بڑا سا تالا پڑا ہوا تھا۔ ٹوم کار سے نیچے اترا اور پھر اس نے جیب سے چابی نکال کر تالا کھولا اور پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا۔ اس کے بعد وہ کار اندر لیتا چلا گیا۔

ٹیری نے بھی کار اس کے پیچھے کوٹھی میں داخل کی اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں کوٹھی کے پورچ میں جا کر رک گئیں۔

"تم اسے اٹھا کر اندر لے چلو —— میں پھاٹک بند کر کے آتا ہوں" —— ٹوم نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور ٹیری نے سر ہلا دیا۔

بلیک زیرو نے تمام ممبرز کو ٹیلیفون پر شہر کے ہوٹلوں میں سٹار برادرز کی تلاش کا حکم دینے کے بعد ہسپتال فون کر کے تنویر کی حالت کا پتہ کیا اور جب اسے بتایا گیا کہ تنویر اب ہوش میں آ چکا ہے اور اس کا زخم تیزی سے ٹھیک ہو رہا ہے تو اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

عمران لیٹ روم میں سو چکا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے اپنے طور پر سٹار برادرز کی فائل ریکارڈ روم سے نکالی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ دراصل اسے ابھی تک اس بات کی سمجھ نہ آ سکی تھی کہ سٹار برادرز کا اصل مقصد اور مشن کیا ہے؟ اور وہ فائل کے مطالعے سے اس بات کا اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ تھرڈ آرمی یا سٹار برادرز کس قسم کے معاملات میں ملوث رہتے ہیں تاکہ اس سے ان کے مشن کا اندازہ لگایا جا سکے۔

اور پھر فائل کے اندر اس کی نگاہ میں ایک کاغذ آ ہی گیا۔ جس میں واضح طور پر یہ درج تھا کہ تھرڈ آرمی عام طور پر ایک حکومت کے قیمتی راز چاہے وہ دفاعی نظام سے متعلق ہوں یا کوئی قیمتی ایجاد ہو۔ حاصل کر کے دوسرے ملکوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اور سٹار برادرز میں سے ٹوم نامی مجرم بے پناہ ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ وہ فوری طور پر کام کرنے کی اچھی اور مضبوط پلاننگ تیار کر لیتا ہے جبکہ ٹیری ذہنی طور پر بالکل کند ہے۔ مگر انتہائی سفاک طبیعت کا مالک ہونے کی وجہ سے قتل و غارت میں بے حد ملوث رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی بھی کام کو انتہائی تیزی سے نمٹانے کا عادی تھا کہ مخالف کو سنبھلنے کا قطعی موقع نہیں ملتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تھرڈ آرمی اپنے فاسٹ ایکشن کے سلسلے میں پوری دنیا میں مشہور ہے۔ یہ لوگ اتنی تیزی سے کام کرتے ہیں کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا اور یہی وجہ ہے کہ اکثر وہ چند دنوں میں ہی اپنا مشن مکمل کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

بلیک زیرو فائل بند کر کے سٹار برادرز کے مشن کے سلسلے میں سوچتا رہا کہ اس ملک میں ان کا اصل مشن کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن کوئی واضح بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ سوچ بچار میں مصروف تھا کہ اچانک سیٹی کی تیز آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ بلیک زیرو نے چونک کر میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھ لیا۔ سیٹی کی آواز ٹرانسمیٹر میں سے آ رہی تھی۔

"ہیلو ___ صفدر سپیکنگ اوور" ___ بلیک زیرو کے بٹن دباتے ہی سیٹی کی آواز پر صفدر کی آواز چھا گئی۔

"یس ___ ایکسٹو سپیکنگ اوور" ___ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر! ___ ابھی ابھی دو افراد ریستوران میں سے میکناگر کو اسلحے کے زور

پر چیرا نکال کر لے جا رہے ہیں ۔۔۔ میں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا ہے
چال ڈھال اور قد و قامت سے وہ دونوں ڈاکٹر شار برادرز معلوم ہوتے ہیں
لیکن اس وقت وہ مقامی آدمیوں کے میک اپ میں ہیں ۔۔۔ کیپٹن شکیل بدستور
لیبارٹری کی نگرانی کر رہا ہے ۔ اس کے پاس بھی ٹرانسمیٹر ہے ۔
اگر کوئی بات ہوئی تو وہ آپ کو براہ راست کال کرے گا ۔ اوور" ۔۔۔ صفدر نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھی طرح ان دونوں آدمیوں کو چیک کرو اور پھر
مجھے رپورٹ دو ۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا ۔

"بہتر جناب ۔ اوور" ۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی ۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے
اسے دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا ۔ اسے صفدر کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا
کہ صفدر اگر ان دو افراد کے بارے میں مشکوک ہوا ہے تو پھر لامحالہ کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور
نکلے گا ۔ اور ایک بار پھر اس نے مقتول آدمی کی فائل کھولی اور اسے تفصیل سے
پڑھنے لگا ۔ کیونکہ ظاہر ہے اب سوائے رپورٹوں کے انتظار کے وہ کچھ اور نہ کر
سکتا تھا ۔

پھر اسے صفدر کی کال آئے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہوگا کہ ٹرانسمیٹر
پر ایک بار پھر کال سنائی دی ۔

"یس ۔۔۔ ایکسٹو اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بٹن دباتے ہوئے کہا ۔

"صفدر سپیکنگ ۔۔۔ سر ایک خوشخبری ہے ۔۔۔ ہم نے
شار برادرز کو قابو کر لیا ہے ۔۔۔ وہ اس وقت بیہوش پڑے ہوئے
ہیں ۔ اوور" ۔۔۔ صفدر کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"شار برادرز کو قابو کر لیا ہے ۔۔۔ تفصیلی رپورٹ دو ۔ اوور" ۔۔۔
[illegible] کے لیے یہ اطلاع حیرت تھی کیونکہ [illegible]
[illegible] ۔

"سر ۔۔۔ جیسے میں نے آپ کو پہلے کال کیا تھا ۔۔۔ میں دو
افراد کا تعاقب کر رہا تھا ۔۔۔ [illegible]
[illegible] کے سامنے چھوڑا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ پھر
[illegible] کار میں بیٹھ گئے [illegible] ٹرانسمیٹر پر کیپٹن
شکیل کو بھی کال کر لیا [illegible] دونوں
[illegible] بڑھ گئے اور ہم نے انہیں بیہوش کر دیا [illegible] کر لے
[illegible] بعد جب ہم نے ان کا میک اپ چیک کیا [illegible] میک اپ میں تھے ۔
[illegible] صاف کرنے پر ان کی اصل صورتیں سامنے آ گئیں ۔۔۔ سب پتہ چلا
[illegible] شار برادرز ہیں ۔ اوور" ۔۔۔ صفدر نے مختصر تفصیل بتاتے ہوئے
[illegible] ۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ اب تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو لے کر
[illegible]ش منزل آ جاؤ ۔۔۔ تاکہ میں خود ان سے پوچھ گچھ کر سکوں ۔۔۔ اور
[illegible]ں ۔۔۔ ان کا ایک تیسرا ساتھی کرنل بھی ہے ۔۔۔ اس کا کچھ پتہ
[illegible] ۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

"نہیں جناب ۔۔۔ وہ ان کے ساتھ نہیں تھا ۔۔۔ یہ دونوں
[illegible]ہاں سے اکیلے ہی نکلے تھے اور کوٹھی میں بالکل اکیلے ہی موجود تھے ۔
اوور" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"اوکے ۔۔۔ تم فوراً انہیں اپنی کار میں ڈال کر دانش منزل لے آؤ ۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— ہم ابھی انہیں لے کر چل پڑتے ہیں اوور" صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا کہ انہیں راستے میں ہوش نہ آجائے ——— یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے صفدر کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ——— یہ ابھی دو گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتے۔ اوور" ——— صفدر کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

"او۔ کے ——— اوور اینڈ آل" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔

بلیک زیرو کو اس غیر متوقع کامیابی پر بے پناہ مسرت محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ سٹار برادرز کے قابو میں آجانے سے ان سے نہ صرف آسانی سے سب کچھ اگلوایا جا سکتا تھا بلکہ یہ کیس ہی ختم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اس کیس میں اہم شخصیتیں یہی سٹار برادرز ہی تھے۔ اور ان سے ان کے تیسرے ساتھی کا پتہ لگا کر اسے بھی پکڑا جا سکتا تھا۔

بلیک زیرو یہ سوچتا ہوا کرسی سے اٹھا تاکہ عمران کو جگا کر سٹار برادرز کے قابو میں آجانے کی رپورٹ دے۔ لیکن پھر اس نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ اس نے سوچا کہ ضروری نہیں کہ تمام کام عمران ہی کرے۔ عمران کو یہ رپورٹ دینے کی بجائے کیوں نہ اس وقت رپورٹ دی جائے جب سٹار برادرز اور کرنل سے تمام راز اگلوائے جا چکے ہوں تاکہ عمران کو بھی بلیک زیرو

اور ٹیم کی کارکردگی کا احساس ہو سکے۔

اس لئے وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے مین گیٹ کی سکرین آن کر دی۔

اب اسے صفدر کا انتظار تھا۔

میکناگو کی رہی ہوئی کوٹھی واقع جاذب کالونی میں پہنچتے ہی انہوں نے صفدر کو بے ہوش کر کے ایک بڑی سی میز پر لٹا دیا۔

"کرنل! ــــ اب تمہارا کام ہے کہ تم اس سے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں تمام تفصیلات اگلوا لو" ــــ ٹوم نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن تم نے پلان کیا بنایا ہے ــــ؟ مجھے بتاؤ تاکہ میں اسی سے معلومات حاصل کروں" ــــ کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــ میں نے یہ پلان بنایا ہے کہ صفدر سے تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اس کی آواز میں سیکرٹ سروس کے چیف کو فون کروں گا۔ ــ اور اسے بتاؤں گا کہ ہم نے شار براڈرز پر قابو پا لیا ہے

چنانچہ وہ ہمیں سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر طلب کرے گا ــ اور پھر ہم صفدر اور اس کے ساتھی کے میک اپ میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ صفدر اور اس کے ساتھی پر ہم شار براڈرز کا میک اپ کر دیں گے ــ اس طرح ہم آسانی سے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہو سکیں گے۔ ظاہر ہے وہاں داخل ہو جانے کے بعد سیکرٹ سروس کے چیف کو قابو میں کر لینا مشکل نہ ہوگا ــ اور ہم اطمینان سے بیک میگنٹ فارمولا حاصل کر لیں گے" ــ ٹوم نے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا ساتھی تو میرے خیال میں وہیں ریستوران میں رہ گیا ہے" ــــ ٹیری نے کہا۔

"ہاں! ــ ہم صفدر سے معلومات لینے کے بعد اسے صفدر کی طرف سے کال کر کے یہیں بلوا لیں گے ــــ اور پھر اس پر بھی آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ــ ٹوم نے کہا۔

"بالکل درست پلاننگ ہے ــ میں ابھی اس سے تمام معلومات حاصل کر لیتا ہوں" ــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے بیگ کھول کر اس کے ایک خانے سے سٹیل کی بنی ہوئی ایک باریک مگر کافی لمبی سوئی نکالی اور ساتھ ہی سٹیل کی ایک چھوٹی سی ہتھوڑی بھی ــ اور پھر سوئی اور ہتھوڑی لے کر وہ صفدر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا آکوپنکچر طریقہ استعمال کرو گے" ــ؟ ٹوم نے پوچھا۔

"ہاں! ــ اس طریقے سے فوری طور پر تمام معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

صفدر کے ذہن میں جو معلومات ہوں گی ـــــ یہ بتانے پر مجبور ہوگا" ـــــ کرنل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم نے اچھا سوچا ہے ـــــ ہمارے پاس واقعی وقت نہیں ہے ـــــ اس طرح سارا کام بہت جلد نپٹ سکتا ہے" ـــــ ٹوم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کرنل سوئی لے کر میز پر مفلوج پڑے ہوئے صفدر کے سرہانے پہنچ گیا، اور پھر اس نے صفدر کے سر کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اس کی انگلیاں بڑی تیزی سے اس کے بالوں میں گھس کر سر کے کسی خاص پوائنٹ کو ٹٹولنے میں مصروف تھیں۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک جگہ پر انگلیاں روک دیں۔ وہ چند لمحے سر کے دوسرے حصوں کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے سوئی کی نوک عین اس جگہ پر رکھی جہاں اس کی انگلی تھی۔ اور ایک بار پھر احتیاط سے پورے سر کا جائزہ لینے کے بعد اس نے ہتھوڑی سے سوئی کے موٹے سرے کو ضرب لگائی اور پتلی سوئی تیزی سے کھوپڑی کی ہڈیوں کے درمیانی جوڑ میں گھستی چلی گئی۔ دو تین ضربوں کے بعد سوئی صفدر کی کھوپڑی کے اندر غائب ہو گئی۔ کرنل نے ہتھوڑی ایک طرف رکھی اور پھر صفدر کے سامنے آ گیا۔

صفدر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہلکی سی تکلیف کے آثار نظر آ رہے تھے۔

"اب اس کی زبان کھلنی چاہیئے" ـــــ کرنل نے ٹوم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹیری! ـــــ اس کی زبان پر تھوڑی سکس محلول مل دو ـــــ زبان پر

سے مفلوجیت کا اثر ختم ہو جائے گا" ـــــ ٹوم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیری سر ہلاتا ہوا اپنے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشی موجود تھی۔ جس میں ہلکے سنہرے رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا۔ اس ڈھکن کے ساتھ ایک ڈراپر موجود تھا۔ اس نے ڈراپر محلول سے بھرا اور پھر صفدر کا منہ کھول کر محلول کا ایک قطرہ اس کی زبان پر ڈراپر کی مدد سے ٹپکا دیا۔ اس کے بعد اس نے شیشی بند کر دی۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــــ ؟ کرنل نے سخت لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیکن صفدر خاموش پڑا تھا۔

کرنل بار بار اپنا فقرہ دہراتا رہا۔

چند لمحوں بعد صفدر کی آواز نکلی۔ آواز بے حد کمزور اور مدھم تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ نہ چاہتے ہوئے بول رہا ہو۔

"میرا نام صفدر سعید ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھی کا نام جو ریستوران میں رہ گیا ہے کیا ہے" ـــــ ؟ کرنل نے پوچھا۔

"اس کا نام کیپٹن شکیل ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھہرو کرنل! ـــــ میں خود اس سے سوال جواب کرتا ہے" ـــــ ٹوم نے کرنل کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر خود صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اپنے ساتھی سے کس طرح رابطہ قائم کرتے ہو" ـــــ ؟ ٹوم نے پوچھا۔

"ہمارے پاس بی تھری ٹرانسمیٹر ہے" ———— صفدر نے جواب دیا۔ پھر ٹوم نے اس سے فریکوئنسی پوچھی۔ اور اس کے بعد اس نے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں سوالات کرنے شروع کر دیئے اور صفدر نے پوری تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

چونکہ صفدر بہت پہلے لیطبہ ایکس تھری[ل] کام کر چکا تھا اس لئے اُسے دانش منزل کے ہر راز کا پوری طرح علم تھا اور اس نے ٹوم کے سوالات کے جواب میں دانش منزل کے گیٹ سے داخل ہونے کے بعد آپریشن روم، مخصوص کمرہ جس میں قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔ اس کے تالا کو کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم۔ آپریشن روم میں موجود تمام مشینری اور پھر میٹنگ ہال اور خاص طور پر ٹوم کے سوال کے جواب میں سٹرانگ روم جہاں اہم ترین راز رکھے جاتے تھے کی پوری تفصیلات بتا دیں۔ اور وہ اس امر پہ مجبور تھا، کیونکہ کرنل نے سوئی اس کے اس خلیئے میں ڈال دی تھی کہ صفدر نہ چاہنے کے باوجود سب کچھ سچ سچ بتانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

اور یہ شائد سٹار برادرز کی خوش قسمتی تھی کہ ان کے ہتھے صفدر چڑھ گیا تھا جسے دانش منزل کے تمام رازوں کا علم تھا۔ ورنہ دوسرا کوئی ممبر اتنی تفصیلات نہ بتا سکتا تھا۔

صفدر نے یہ بھی بتا دیا کہ اس نے ریستوران سے چلنے کے بعد ایکسٹو کو ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی تھی۔ اور ظاہر ہے فریکوئنسی بھی بتا دی تھی۔ اور سیکرٹ سروس کا محل وقوع بھی۔

"تم اب اس کی زبان کو دوبارہ مفلوج کر کے اس پہ اپنا میک اپ کر دو۔ اور خود اپنے آپ پر اس کا میک اپ چڑھاؤ ———— میں اس کے ساتھی کو

ل :- اس کیلئے انتہائی دلچسپ ناول "ایکابان" پڑھیئے۔

بلاتا ہوں" ———— ٹوم نے صفدر کی جیب سے بی تھری ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اسے کال کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ———— رابطہ قائم ہوتے ہی ٹوم نے کہا اس کا لہجہ اور انداز بالکل صفدر جیسا تھا۔

"کیپٹن شکیل فرام دس اینڈ کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ———— دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اسے احساس تک نہ ہو سکا کہ دوسری طرف سے بولنے والا صفدر کی بجائے کوئی اور ہے۔

"کیپٹن شکیل! ———— تم فوراً جانب کالونی کی کوٹھی نمبر ۲۱۱ پر پہنچ جاؤ ———— اس کا گیٹ کھلا ہو گا ———— تم اندر آ کر برآمدے کے دائیں طرف بنے ہوئے کمرے میں آ جانا ———— میں نے مجرموں کو قابو کر لیا ہے تم یہاں آ جاؤ تاکہ انہیں ہم دانش منزل پہنچا سکیں ———— اور ہاں میرا خیال نہ کرنا ———— میں ان کے پاس ہی رہوں گا ———— کیونکہ ایسا نہ ہو کہ یہ خلاف توقع ہوش میں آ جائیں۔ اوور" ———— ٹوم نے صفدر کے لہجے میں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ———— میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ اوور" ———— دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"اوور اینڈ آل" ———— ٹوم نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"شیری! ———— تم پھاٹک کھول دو ———— اور کیپٹن شکیل کا کمرے میں انتظار کرو ———— جیسے ہی وہ داخل ہو ———— اسے بھی مفلوج کر دینے والی سوئی استعمال کر دو ———— میں اتنی دیر میں سیکرٹ سروس کے

چیف سے بات کروں" ——— ٹوم نے ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیری سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ٹوم نے ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی فریکونسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ صفدر اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ ان کے تعاقب میں آتے ہوئے وہ ایکسٹو کو کال کر چکا ہے اور ٹوم نے اس سے ایکسٹو کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو لفظ بلفظ سن لی تھی۔

"یس ——— ایکسٹو۔ اوور" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ٹوم کو ایک کرخت مگر بے حد باوقار آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا کہ ایک لمحے کے لئے تو ٹوم بھی ٹھٹھک گیا۔

"صفدر سپیکنگ سر! ——— ایک خوشخبری ہے ——— ہم نے شار برادرز کو قابو کر لیا ہے ——— وہ اس وقت بیہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اوور" ——— ٹوم نے حتی الوسع لہجے کو چہکتا ہوا بنا کر کہا۔

"شار برادرز کو قابو کر لیا ہے ——— تفصیلی رپورٹ دو۔ اوور" دوسری طرف سے ایکسٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر! ——— جیسے میں نے آپ کو پہلے کال کیا تھا ——— میں دو مشکوک افراد کا تعاقب کر رہا تھا ——— انہوں نے میکنا گر کو ایک میں بنک کے سامنے چھوڑا ——— اور پھر اس کی کار کو بم سے اڑا دیا ——— پھر یہ گل بہار کالونی کی ایک کوٹھی میں چلے گئے ——— میں نے ٹرانسمیٹر پر کیپٹن شکیل کو بھی کال کر لیا ——— اور پھر ہم دونوں نے کوٹھی پر ریڈ کیا۔ تو یہ دونوں ہمارے ہتھے چڑھ گئے ——— ہم نے انہیں بیہوش کر دیا ——— بیہوش کرنے کے بعد جب ہم نے ان کا میک اپ چیک

کیا تو یہ واقعی میک اپ میں تھے ——— میک اپ صاف کرنے پر ان کی اصل صورتیں سامنے آ گئیں ——— تب پتہ چلا کہ یہ شار برادرز ہیں۔ اوور" ——— ٹوم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ——— اب تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو لے کر دانش منزل آ جاؤ ——— تاکہ میں خود ان سے پوچھ گچھ کر سکوں ——— اور ہاں! ——— ان کا ایک تیسرا ساتھی کرنل بھی ہے ——— اس کا کچھ پتہ چلا۔ اوور" ——— ایکسٹو نے دوسری طرف سے بات کرتے ہوئے کہا۔

اور ٹوم دل ہی دل میں ایکسٹو کی معلومات پر حیران رہ گیا۔

"نہیں جناب! ——— وہ ان کے ساتھ نہیں تھا ——— یہ ریسٹوران سے اکیلے ہی نکلے تھے ——— اور کوٹھی میں بالکل اکیلے ہی موجود تھے۔ اوور" ——— ٹوم نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ——— تم فوراً انہیں اپنی کار میں ڈال کر دانش منزل لے آؤ ——— میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹوم کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ ایکسٹو کو کال کرنے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ وہ انہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں بلا لے۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— ہم ابھی انہیں لے کر چل پڑتے ہیں اوور۔" ٹوم نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا کہ انہیں راستے میں ہوش نہ آ جائے ——— یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ اوور" ——— ایکسٹو نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا اور ٹوم

بے اختیار مسکرا دیا۔ اور اپنے متعلق ایکسٹو کے خیالات سن کر بے حد خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ۔۔۔ یہ ابھی دو گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے۔ اوور" ۔۔۔۔ ٹوم نے لہجے کو پُر اعتماد بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹوم نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

"یہ بیچارے بھی جاسوس بنے پھر رہے ہیں ۔۔۔ ہونہہ احمق لوگ"۔ ٹوم نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"دوسرا آدمی ٹریپ ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ اسی لمحے ٹیری نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ اب جلدی سے تم صفدر کا میک اپ کر لو۔ میں اس آدمی کیپٹن شکیل کا میک اپ کرتا ہوں ۔۔۔ ہمیں فوراً ہی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل پہنچنا ہے" ۔۔۔۔ ٹوم نے کہا۔

"ٹوم! ۔۔۔۔ ایسا کرو کہ تم صفدر کا میک اپ کر لو ۔۔۔۔ اس کا قد اور قامت بھی تمہاری طرح ہے ۔۔۔۔ میں کیپٹن شکیل کا میک اپ کر لیتا ہوں ۔۔۔۔ یہ شخص بالکل میرے قد و قامت اور جسامت کا ہے ۔۔۔ اور پھر بطور صفدر تم آسانی سے وہاں ضروری بات چیت بھی کر سکتے ہو" ۔۔۔۔ ٹیری نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ ٹوم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنا بیگ اٹھا کر صفدر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ ٹیری بیگ سمیت کمرے سے نکل کر کیپٹن شکیل والے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کرنل صفدر کے سر سے سوئی واپس نکالنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے پوچھنا تھا پوچھ لیا تھا اور کرنل جانتا تھا کہ زیادہ دیر سوئی دماغ کے نازک خلیوں میں رہی تو اس آدمی کے مرنے کا بھی خطرہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس اکٹھے ہوئے تو ٹوم صفدر کے میک اپ میں اور ٹیری کیپٹن شکیل کے میک اپ میں تھا۔ انہوں نے لباس بھی بدل لئے تھے اور ان کے سامنے صفدر اور کیپٹن شکیل ٹوم اور ٹیری کی اصل صورتوں میں مفلوج پڑے ہوئے تھے۔

"اب ہمیں فوراً چلنا چاہیئے ۔۔۔۔ ٹیری! ۔۔۔ تم تین طاقتور ترین ٹائم بم اٹھا لو ۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ واپس آتے ہوئے دانش منزل کو بھی تباہ کر دیا جائے ۔۔۔۔ تاکہ ایکسٹو ۔۔۔ یا ۔۔۔ اس کا کوئی ساتھی ہمارا تعاقب نہ کر سکے" ۔۔۔۔ ٹوم نے کہا اور ٹیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرے متعلق کیا سوچا ہے" ۔۔۔۔ ؟ کرنل نے پوچھا۔

"تم یہیں کوٹھی میں رہو ۔۔۔۔ اور کوشش کرو کہ ہمارے واپس آنے تک کسی جہاز میں سیٹیں بک کروا لو۔ کیونکہ وہاں سے آنے کے بعد ہمیں فوراً اس ملک سے نکلنا ہوگا" ۔۔۔۔ ٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن تم ذرا خیال رکھنا ـــــ تم شیروں کی کچھار میں جا رہے ہو" ـــــ کرنل نے کہا۔

"ارے کرنل! ـــــ اب تم بوڑھے ہو گئے ہو ـــــ ہم شیروں کی کچھار میں نہیں جا رہے ـــــ بلکہ گیدڑوں کے بھٹ میں دو شیر جا رہے ہیں" ـــــ ٹوم نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیری کو اشارہ کیا کہ وہ کیپٹن شکیل کو اٹھا لے اور خود بھی جھک کر صفدر کو اٹھانے لگا۔

اور پھر وہ دونوں کو کاندھے پر اٹھائے کمرے سے باہر نکل آئے جہاں پورچ میں دونوں کاریں موجود تھیں۔ ایک صفدر کی کار۔ اور دوسری ان کی اپنی۔ کیپٹن شکیل شاید کسی ٹیکسی میں آیا تھا۔

اور پھر ٹوم اور ٹیری نے ان دونوں کو پچھلی سیٹ پر پھینکا اور خود آگے بیٹھ گئے۔

ٹوم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر اس نے برآمدے میں کھڑے ہوئے کرنل کی طرف دو انگلیوں سے وکٹری کا نشان بناتے ہوئے کار موڑ کر پھاٹک کی طرف دوڑا دی۔ اب وہ اپنے اصل مشن پر جا رہے تھے اور انہیں مکمل یقین تھا کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہیں گے۔

بلیک زیرو مسلسل گیٹ سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اُسے صفدر اور کیپٹن شکیل کی آمد کا شدت سے انتظار تھا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ عمران کے اٹھنے سے قبل ہی تمام معلومات سٹار براڈرز سے حاصل کر لے۔ وہ عمران کے اٹھنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں تھا اور یہ بات وہ جانتا تھا کہ عمران کے اٹھنے کے بعد اس کے سامنے اس کی حیثیت صفر ہو جائے گی۔ وہ تمام کنٹرول خود بخود عمران سنبھال لے گا۔ جبکہ وہ چاہتا تھا کہ کم از کم اس کیس کا اختتام اس کے ہاتھوں سے ہو۔ اور عمران بھی خلاف توقع آج سو گیا تھا ورنہ اتنی آسانی سے وہ سونے والا ہی نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بے تحاشہ خون نکل جانے کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہو اور پھر بظاہر کوئی فوری کام بھی سامنے نہ تھا۔ اس لئے عمران نے آرام کرنا مناسب سمجھا۔

ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک گیٹ سکرین پر جھماکے سے جیسے اور بلیک زیرو نے چونک کر دیکھا تو صفدر کی کار گیٹ پر رکتی نظر آئی۔ سکرین

پر اُسے ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا جبکہ کار کی پچھلی سیٹوں پر دو افراد بیہوش پڑے ہوئے تھے۔

بلیک زیرو نے مطمئن ہو کر گیٹ کھولنے کا بٹن دبایا اور گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

صفدر نے کار آگے بڑھائی اور پھر اس نے برآمدے کے پاس لا کر کار روک دی اور کیپٹن شکیل کے ساتھ وہ کار کے دروازے کھول کر نیچے اتر آیا۔

"صفدر ۔۔۔۔ قیدیوں کو روم نمبر فائیو میں ڈال کر تم میٹنگ ہال میں بیٹھو میں تمہیں وہاں مزید ہدایات دوں گا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے جواب میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے کار کے پچھلے دروازے کھول کر دونوں بے ہوش افراد کو باہر کھینچا اور انہیں کاندھوں پر ڈال کر وہ دونوں روم نمبر فائیو کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ صفدر آگے تھا جبکہ کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھا۔

بلیک زیرو سکرین پر انہیں چیک کر رہا تھا اور پھر صفدر نے روم نمبر فائیو کا تالا کھولا اور دروازے کو دھکیل کر قیدیوں سمیت اندر داخل ہو گئے ۔۔۔ یہ تالا ایسا تھا جس کی تکنیک سوائے سیکرٹ سروس کے ممبروں کے اور کسی کو نہ آتی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی صفدر اور کیپٹن شکیل خالی ہاتھ کمرے سے باہر نکلے اور پھر صفدر نے تالا لگا کر اُسے لاک کر دیا۔ اب اندر سے اس کمرے کو کھولا نہ جا سکتا تھا۔

تالا لگا کر وہ دونوں برآمدے میں ہی چلتے ہوئے میٹنگ روم کی طرف

بڑھتے چلے آئے۔

میٹنگ روم آپریشن روم سے ملحقہ تھا۔ اس لئے ان دونوں کو آپریشن روم کے دروازے کے سامنے سے ہو کر گزرنا تھا۔

بلیک زیرو کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جب صفدر اور کیپٹن شکیل آپریشن روم کے دروازے کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا اور عین اسی لمحے وہ دروازے کے بالکل سامنے پہنچ چکے تھے۔ بلیک زیرو ان کے گزرنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ ان کے میٹنگ روم میں پہنچنے کے بعد وہ باہر نکل کر روم نمبر فائیو میں جا کر قیدیوں سے پوچھ گچھ کر سکے۔ اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو اسی لئے میٹنگ روم میں بیٹھنے کا کہا تھا کہ ان قیدیوں سے ان کے ساتھی کرنل کے بارے میں معلومات حاصل کر کے صفدر اور کیپٹن شکیل کے ذمے اس کی گرفتاری کا فرض سونپ سکے۔

دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اچانک کیپٹن شکیل لڑکھڑایا اور وہ آپریشن روم کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ مگر دروازہ چونکہ اندر سے لاک تھا اس لئے کیپٹن شکیل گرنے سے بچ گیا۔ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے آپریشن روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے میٹنگ روم میں داخل ہو گئے۔

بلیک زیرو نے اطمینان سے سکرین کا سوئچ آف کیا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے نقاب نکال کر منہ پر چڑھایا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس وقت تک میٹنگ روم سے باہر نہ نکلیں گے جب تک انہیں باقاعدہ حکم نہ دیا جائے گا۔ اس لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس کا لاک کھول کر وہ

باہر برآمدے میں آ گیا اور تیزی سے روم نمبر فائیو کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دراصل جلد از جلد قیدیوں کو گردش میں لا کر ان سے تمام معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

لیکن ابھی بلیک زیرو نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل میٹنگ روم سے نکل کر اس کے پیچھے آ رہے تھے۔

"تم باہر کیوں آئے ہو ——" ایکسٹو نے انتہائی درشت لہجے میں کہا مگر ان دونوں نے جواب دینے کی بجائے قدم آگے بڑھائے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ سمجھتا، کیپٹن شکیل کا ہاتھ بلند ہوا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل گن سے سوئی نکل کر بلیک زیرو کے سینے میں گھستی چلی گئی اور بلیک زیرو لڑکھڑا کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جبکہ اس کا پورا جسم یکلخت مفلوج ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بول بھی نہ سکتا تھا البتہ اس کا ذہن پوری طرح جاگ رہا تھا۔ اور یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ایسی حرکت کیوں کی ہے —— کیا وہ اس طرح ایکسٹو کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں؟

"ٹیری! —— تم عمارت کے مختلف کونوں میں ٹائم بم فٹ کر دو —— میں سٹرانگ روم میں سے وہ فارمولا نکال لاؤں" —— اچانک ایک تیز آواز ابھری اور بلیک زیرو کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ وہ سمجھ گیا کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے۔ یہ دونوں صفدر اور کیپٹن شکیل کے میک اپ میں سٹار برادرز ہیں۔ کیونکہ ٹیری سٹار برادرز میں سے ہی ایک کا نام تھا۔ اور پھر پوری سچویشن اس

کے ذہن میں واضح ہوتی چلی گئی کہ دراصل صفدر اور کیپٹن شکیل نے سٹار برادرز کو قابو میں نہیں کیا بلکہ وہ خود ان کے قابو چڑھ گئے ہیں اور انہوں نے صفدر سے تمام معلومات حاصل کر کے یہاں ان کے میک اپ میں آ گئے ہیں۔ اس کے ذہن میں پچھتاوے کی ایک لہر سی دوڑ گئی کہ کاش! وہ عمران کو جگا دیتا تو یہ لوگ انتہائی آسانی سے یہاں داخل نہ ہو سکتے۔ اب وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ کاش عمران جاگ اٹھے۔ ورنہ مجرم نہ صرف ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ بلکہ دانش منزل بھی تباہ کر دیں گے اور اس کے ساتھ ہی اسے سٹار برادرز کا اصل مشن بھی معلوم ہو گیا کہ وہ دانش منزل سے کوئی فارمولا اڑانا چاہتے تھے۔

فرش پر گرے ہوئے وہ ان دونوں کی حرکات دیکھ رہا تھا لیکن مفلوج ہو جانے کی وجہ سے بے بس ہو گیا تھا۔ اور پھر کیپٹن شکیل نے اس کے سامنے ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر تین بڑے بڑے بم نکالے اور تیزی سے اس کے قریب سے گزرتا ہوا آگے بھاگتا چلا گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی ٹیری ہے اور ظاہر ہے کہ صفدر کے میک اپ میں اس کا بھائی ٹوم ہو گا۔

ٹوم ٹیری کے آگے بڑھنے کے بعد تیزی سے آپریشن روم کے کھلے دروازے میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ کس اعتماد کے ساتھ وہ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے روم نمبر فائیو کا دروازہ کھولا ہے اور پھر ٹوم جس طرح آپریشن روم میں داخل ہوا ہے اور اس نے سٹرانگ روم کا ذکر کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ دانش منزل کے متعلق مکمل معلومات رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ معلومات وہ صفدر سے ہی حاصل کر سکتے تھے۔ کیونکہ صفدر ہی ایسا ممبر تھا جسے دانش منزل کے ہر راز کا علم تھا۔ کیونکہ وہ کچھ دن بطور ایکسٹو مقرری دانش منزل کا چارج سنبھال چکا تھا۔ لیکن اب جو کچھ ہو رہا تھا وہ تو

ہو چکا تھا۔

وہ خود مفلوج ہو کر برآمدے میں پڑا ہوا تھا۔ جب کہ اُسے یقین تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل شاہ برادرز کے میک اَپ میں روم منبر فائیو میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ اور چونکہ دروازہ باہر سے لاک تھا اس لئے ہوش میں آجانے کے باوجود بھی وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ــــ ــــ اب لے دے کر صرف عمران کا ہی آسرا رہ گیا تھا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کی نیند کھل جاتے ورنہ۔ ــــ اور اس لفظ کے سوچتے ہی بلیک زیرو کے دماغ پر اندھیرے سے چھانے لگے تھے۔

پہلی بار بلیک زیرو نے عمران کی موجودگی میں خود کیس نمٹانے کی کوشش کی تھی اور پہلی بار ہی اس کے ہاتھوں کیس کی بجائے دانش منزل اور ان سب کا خاتمہ ہونے والا تھا۔

لیکن وہ بے بسی سے آنکھیں گھمانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

ٹوم کو اچھی طرح معلوم تھا کہ آپریشن روم میں بیٹھا ایکسٹو ان کی تمام حرکات کو سکرین پر چیک کر رہا ہو گا اور صفدر سے وہ آپریشن روم اور میٹنگ ہال کا تمام محل وقوع اچھی طرح معلوم کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر ایکسٹو کو ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر ان کا آپریشن روم میں داخلہ اور ایکسٹو پر قابو پانا ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ آپریشن روم میں نصب تمام میکنزم وہ جان چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ آپریشن روم کے دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے ٹیری کو مخصوص اشارہ کیا تھا اور ٹیری جان بوجھ کر لڑکھڑا کر آپریشن روم کے دروازے سے ٹکرایا تھا کہ اگر دروازہ کھلا ہوا ہو تو وہ اچانک اندر داخل ہو کر ایکسٹو کو چھاپ لیں۔ لیکن دروازہ حسب توقع اندر سے بند تھا۔ اس لئے وہ دونوں شرافت سے چلتے ہوئے میٹنگ روم میں داخل ہو گئے۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد ٹوم نے میٹنگ روم کے دروازے سے باہر جھانکا اور پھر اس نے ایک نقاب پوش کو آپریشن رُوم سے باہر نکلتے دیکھ کر ٹیری کو اشارہ کیا

اور وہ دونوں دبے قدموں میٹنگ روم سے باہر نکل آئے۔

نقاب پوش جو یقیناً ایکسٹو تھا۔ اب مڑ کر روم نمبر فائیو کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ پنسل گن سے سوئی ایک مخصوص فاصلے پر سے ہی ماری جا سکتی تھی اس لئے وہ دونوں دبے قدموں ایکسٹو کے پیچھے چلنے لگے تاکہ مخصوص فاصلے پر پہنچتے ہی اس کی پشت میں سوئی ماری جائے۔

مگر ابھی وہ اس مخصوص فاصلے تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایکسٹو تیزی سے گھوم گیا۔ اسے شاید اپنے پیچھے ان دونوں کے آنے کا احساس ہو گیا تھا۔ اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔

"تم باہر کیوں آئے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

مگر ان دونوں نے اپنے قدم نہ روکے۔ اور ٹوم کو اس کی آواز سن کر اطمینان ہو گیا تھا کہ یہی ایکسٹو ہے۔ کیونکہ آواز وہی تھی جس سے اس نے صفدر ہن کر ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی۔ اور پھر فاصلہ صحیح ہوتے ہی ٹیری نے ہاتھ بلند کیا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل گن کا بٹن دبا دیا۔ پنسل گن سے سوئی نکل کر پلک جھپکنے میں ایکسٹو کے سینے میں گھستی چلی گئی اور ایکسٹو لڑکھڑا کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ انہیں معلوم تھا کہ اب ایکسٹو مکمل طور پر مفلوج ہو کر بے بس ہو چکا ہے۔

"ٹیری اب۔۔۔۔۔۔ تم عمارت کے مختلف کونوں میں ٹائم بم فٹ کر دو۔۔۔۔۔ میں سٹرانگ روم سے وہ فارمولا نکال لاؤں"۔۔۔۔۔۔۔ ایکسٹو کے مفلوج ہو کر گرتے ہی ٹوم نے چیخ کر ٹیری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹیری سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر تین طاقتور ترین ٹائم بم نکال لئے تھے۔

ٹیری کے آگے بڑھتے ہی ٹوم تیزی سے مڑا اور پھر آپریشن روم کے کھلے دروازے سے ہوتا ہوا آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

آپریشن روم میں پہنچ کر ایک لمحے کے لئے ٹوم حیرت سے آپریشن روم میں نصب سکرینوں کو دیکھتا رہا۔ اور پھر وہ تیزی سے شمالی دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے اسے سٹرانگ روم کے خفیہ دروازے کے متعلق تفصیل سے بتا دیا تھا۔ اس لئے الماری کے پاس پہنچتے ہی اس نے الماری کے پٹ کھولنے کی بجائے اس کی اوپری سطح پر ہاتھ پھیرا۔ اور پھر ایک جگہ اس کی انگلیاں رک گئیں۔ کیونکہ یہاں ہلکا سا ابھار تھا۔

ٹوم نے انگلیوں کی مدد سے ابھار کو دبایا تو الماری کے پٹ خود بخود کھلتے چلے گئے۔ اندر الماری کے خانوں میں مختلف کتابیں بھری ہوئی تھیں۔ ٹوم نے دائیں طرف والے پٹ کے درمیانی جوڑ کے آخری حصے پر انگلیاں پھیریں اور پھر ایک جگہ اسے ایک چھوٹے سے بٹن کا احساس ہو گیا۔ اس نے پھرتی سے بٹن دبا دیا اور بٹن دبتے ہی الماری کے اندر والے خانے تیزی سے سرک کر دیوار میں غائب ہوتے چلے گئے۔ اب وہاں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔

ٹوم تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ وہ دو سیڑھیوں پر پیر رکھتا اور تیسری سیڑھی کو اچھل کر پار کر جاتا۔ کیونکہ صفدر نے بتایا تھا کہ اگر تیسری سیڑھی پر پیر آ جائے تو دروازہ خود بخود بند ہو جائے گا اور پھر کسی صورت میں اندر سے نہیں کھولا جا سکتا۔ سات سیڑھیوں کے بعد ایک اور لوہے کا بنا ہوا دروازہ سامنے آ گیا۔

یہ سٹرانگ روم کا دروازہ تھا۔ ٹوم نے اس دروازے کی دہلیز کے شمالی

کونے میں بوٹ کی ٹھوکر تین بار مخصوص انداز میں ماری تو سٹرانگ روم کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور ٹوم تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی قدِ آدم لوہے کی الماریاں نصب تھیں۔ ہر الماری پر سرخ رنگ سے مختلف نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ہر الماری پر نمبروں والے تالے پڑے ہوئے تھے۔ چونکہ صفدر کو ان الماریوں کے تالوں کے نمبر معلوم نہ تھے اور پھر اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بیک میگنٹ کا فارمولا ان میں سے کس الماری میں ہے۔ اس لئے ٹوم نے تالا کھولنے کی بجائے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس نے ایک الماری کے تالے پر فائر کیا تو تالا ٹوٹ کر لٹک گیا۔ اور ٹوم نے بے تابی سے الماری کھولی۔ لیکن اس الماری میں فائلیں پڑی ہوئی تھیں، وہ تیزی سے فائلیں دیکھتا گیا۔ مگر ان میں بی۔ ایم کی فائل موجود نہ تھی۔

چنانچہ ٹوم تیزی سے دوسری الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا تالا بھی اس نے فائر کر کے توڑا۔ اور پھر اس الماری کو کھولتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اس الماری میں صرف ایک ہی فائل پڑی ہوئی تھی اور اس فائل پر سرخ رنگ سے لکھے ہوئے بی۔ ایم کے الفاظ صاف نظر آ رہے تھے۔ ٹوم نے جھپٹ کر فائل اٹھا لی۔ اُسے کھول کر ایک نظر دیکھا اور پھر مسرت سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہی اس نے فائل کو تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا کہ آخر کار وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اربوں، کھربوں ڈالر مالیت کا فارمولا ان کی جیب میں آ ہی گیا۔

ایک لمحے کے لئے ٹوم نے سوچا کہ باقی الماریاں بھی کھول کر دیکھے۔ شاید اسی طرح کے اور قیمتی فارمولے نظر آ جائیں۔ مگر اسی لمحے اسے دور سے ٹیری کی آواز

سنائی دی جو اُسے پکار رہا تھا۔

"ٹیری! ——— وہیں ٹھہرو ——— سیڑھیاں مت اترنا ———" ٹوم نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ اُسے فوری طور پر خیال آ گیا تھا کہ ٹیری سیڑھیوں کے سسٹم کو نہیں سمجھتا۔ اور کہیں وہ تیسری سیڑھی پر پیر نہ رکھ دے اور پھر وہ دونوں اندر ہی قید ہو کر رہ جائیں۔

چنانچہ اس نے باقی فارمولوں کا خیال چھوڑا اور فوری طور پر واپس نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا سٹرانگ روم کے دروازے سے نکل کر سیڑھیوں پر اچھلتا ہوا آپریشن روم میں آ گیا جہاں ٹیری کھڑا غور سے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"مل گیا فارمولا ———؟" ٹیری نے ٹوم کو دیکھتے ہی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ——— مل گیا ہے ——— میری جیب میں ہے ——— آؤ اب نکل چلیں ——— بم فٹ کر دیئے" ——— ٹوم نے تیزی سے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— فٹ تو کر دیئے ہیں ——— لیکن ان پر وقت سیٹ کرنا باقی ہے ——— میں نے سوچا کہ نجانے فارمولا حاصل کرنے میں کتنی دیر لگے اس لئے میں نے وقت سیٹ نہیں کیا تھا" ——— ٹیری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— پانچ منٹ کا وقت سیٹ کر دو ——— میں گیٹ کھولنے والا بٹن دبا کر آتا ہوں" ——— ٹوم نے کہا۔ اُسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ گیٹ تو آپریشن روم سے ہی بٹن دبانے سے کھل جاتا ہے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور میز کے کنارے پر جھک کر وہاں نصب مختلف بٹنوں کی قطار پر

کو دیکھنے لگا۔ اور پھر اس کی نظریں سرخ رنگ کے ایک بڑے بٹن پر جم گئیں صفدر نے اسی بٹن کے متعلق بتایا تھا کہ اس کے دبانے سے گیٹ خود بخود کھل جاتا ہے۔ ٹوم نے ہاتھ بڑھا کر وہ بٹن دبا دیا اور پھر اس کی نظریں سکرین پر جم گئیں جو بٹن دبتے ہی خود بخود روشن ہو گئی تھی۔ سکرین پر مین گیٹ صاف نظر آرہا تھا جو خود بخود کھل رہا تھا ٹوم تیزی سے واپس مڑا اور پھر آپریشن روم سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی اور مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ٹیری تیزی سے عمارت کے ایک کونے کی طرف بڑھا چلا جارہا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ بموں پر وقت سیٹ کرنے گیا ہے۔

"جلدی کرو ٹیری! ——— ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ——— ٹوم نے چیخ کر کہا اور خود تیزی سے صفدر کی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اور پھر کار کے قریب پہنچتے ہی اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے چابی گھما کر انجن سٹارٹ کیا اور پھر کار کو تیزی سے موڑ کر گیٹ کی طرف بڑھا اور گیٹ کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر ٹیری کا انتظار کرنے لگا۔ اسے ایک ایک لمحہ اہم معلوم ہو رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ پلک بھی نہ جھپکے اور وہ فارمولے سمیت عمارت سے باہر نکل جائے۔

اور پھر اسے ٹیری اپنی طرف بھاگتا ہوا نظر آیا۔ ٹوم نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول دیا اور ٹیری قریب آکر اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ دانش منزل کا مین گیٹ پوری طرح کھلا ہوا تھا۔

"میں نے پانچ منٹ کا ٹائم سیٹ کر دیا ہے ——— باقی چار منٹ رہ

گئے ہیں ہم پہنچنے میں" ——— ٹیری نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹوم نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ مین گیٹ تک پہنچتے۔ اچانک مین گیٹ انتہائی تیزی سے بند ہوتا چلا گیا اور پھر جب تک ان کی کار مین گیٹ تک پہنچتی، وہ مکمل طور پر بند ہو چکا تھا۔ ٹوم نے پوری قوت سے بریک لگائی اور کار کے ٹائر پوری قوت سے چیختے ہوئے گیٹ کے بالکل قریب جا کر رک گئے۔



عمران گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک اس کے دماغ میں دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ اور اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ قریب ہی کوئی فائر ہوا ہے۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں دوسرے دھماکے کی آواز سنائی دی اور عمران کا شعور اس دھماکے کے ساتھ ہی پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ قریب ہی فائر ہوا ہے۔

اچانک گہری نیند سے جاگنے کی وجہ سے وہ چند لمحے بے خیالی کے عالم میں آنکھیں کھولے پڑا تھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جب اس نے دور سے کسی کی تیز آواز سنی۔ کوئی چیخ کر کہہ رہا تھا۔

"ٹوم! —— ٹوم تم کہاں ہو —— ؟"

"ٹیری! —— وہیں ٹھہرو! —— سیڑھیاں مت اترنا" —— دور سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔ اور عمران اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا۔ اس کی چھٹی حس شدید ترین خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ وہ تیزی سے ریسٹ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دروازہ کھول کر باہر کی راہداری میں آگیا۔ اس راہداری کے آخر میں سیڑھیاں آپریشن روم میں جاتی تھیں۔ وہ تیزی سے راہداری میں دوڑتا ہوا سیڑھیوں پر آیا اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔ اُسے آپریشن روم میں کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے آپریشن روم میں آگیا۔ اسی لمحے اس نے ایک پرچھائیں سی دروازے سے باہر نکلتی دیکھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے —— ؟ بلیک زیرو! کہاں جا رہا ہے —— ؟ اور یہ آوازیں کیسی ہیں" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ باہر جاتی پرچھائیں دیکھ کر وہ یہی سمجھا تھا کہ بلیک زیرو باہر گیا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس کی نظریں سامنے روشن سکرین پر پڑ گئیں۔ سکرین پر دانش منزل کے صحن کا منظر اور مین گیٹ صاف نظر آ رہا تھا۔ مین گیٹ کھلا ہوا تھا اور صفدر برآمدے سے نکل کر تیزی سے کار کی طرف دوڑا چلا جا رہا تھا جب کہ اس نے دور کیپٹن شکیل کو بھی دوڑتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ حیرت سے بت بنا ان دونوں کی یہ عجیب و غریب کارروائی دیکھنے لگا۔ اس

نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک ڈائل گھمایا تو برآمدے کا منظر بھی سکرین پر نظر آنے لگا اور اسی لمحے اس کی نظریں برآمدے میں پڑے بلیک زیرو پر پڑ گئیں۔ بلیک زیرو کی آنکھیں نقاب کے اندر سے کھلی ہوئی نظر آ رہی تھیں جب کہ اس کا پورا جسم ساکت پڑا ہوا تھا۔

"حیرت انگیز! —— یہ صفدر اور کیپٹن شکیل آخر کیا کر رہے ہیں"۔ عمران نے بے اختیار کھوپڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اب وہ باہر بھی نہ نکل سکتا تھا کیونکہ اس طرح ان دونوں کا شک یقین میں بدل جاتا کہ عمران بھی ایکسٹو کے ساتھ منسلک ہے۔ اسی لئے وہ آپریشن روم سے نہ نکلا۔

اسی لمحے اس نے صفدر کو کار میں بیٹھتے اور پھر کار تیزی سے مین گیٹ کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ عمران کا ہاتھ مین گیٹ بند کرنے والے بٹن کی طرف بڑھا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ صفدر نے کار گیٹ کے قریب روک دی تھی۔ اور پھر اچانک کمرے کی دیوار میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اور عمران بری طرح چونک پڑا۔ اس بلب کے جلنے بجھنے اور سیٹی کی آواز بتا رہی تھی کہ دانش منزل میں کوئی بم آن کیا گیا ہے۔ یہ حفاظتی سسٹم ایسا تھا کہ جیسے ہی عمارت کے اندر کہیں بھی کوئی بم آن کیا جاتا۔ یہ نظام خود بخود چل پڑتا تھا اور آپریشن روم میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھتی اور بلب جلنے بجھنے لگتا۔

اسی لمحے اس نے کیپٹن شکیل کو دوڑ کر کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ بلب چند لمحے جلنے بجھنے کے بعد خود بخود ہی بند ہو گیا اور سیٹی کی آواز ختم ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ خود کار حفاظتی سسٹم نے آٹومیٹک طریقے سے ان بموں کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اب یہ بم بے کار ہو چکے تھے۔

عمران کی نظریں اب کار کی طرف تھیں۔ اور پھر جب کیپٹن شکیل بھی اچھل کر صفدر کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور صفدر نے تیزی سے کار مین گیٹ کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے تیزی سے مین گیٹ کا بٹن آف کر دیا۔ اور پھر اس نے سکرین پر دیکھا کہ اس سے پہلے کہ کار مین گیٹ کے قریب پہنچتی مین گیٹ بند ہو چکا تھا۔ اور کار گیٹ کے قریب رک گئی تھی۔

کار کے رکتے ہی عمران تیزی سے دوڑتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ کیونکہ اُسے یہی لمحہ غنیمت محسوس ہوا تھا۔ ظاہر ہے مین گیٹ کے بند ہوتے ہی وہ واپس مڑتے اور اس وقت اگر عمران باہر نکلتا تو وہ اسے آپریشن روم سے نکلتے دیکھ لیتے۔ اس لیے اس نے کار رکتے ہی دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ اور آپریشن روم سے نکل کر برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ان کی اس عجیب وغریب حرکت کا ایسا مزہ چکھائے گا کہ وہ ہمیشہ کے لیے باقی ممبروں کے لئے عبرت کا نشان بن کر رہ جائیں گے۔

عمران جیسے ہی برآمدے میں پہنچا۔ اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو کار سے نکل کر آپریشن روم کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر عین اسی لمحے وہ دونوں یوں ٹھٹک کر رک گئے جیسے چابی کے کھلونے کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔ ان کی نظریں برآمدے میں کھڑے ہوئے عمران پر پڑ گئی تھیں۔

" آؤ آؤ ۔۔۔۔۔ اتنی جلدی دانش منزل سے واپس کیوں جا رہے ہو ۔۔۔۔۔ ؟ آخر تمہارا بھی اس پر حق ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے برآمدے سے باہر قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر واپس مڑا اور برآمدے کے ستون کے پیچھے ہو گیا۔ کیونکہ کیپٹن شکیل نے انتہائی پھرتی

سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا تھا اور جیسے ہی عمران ستون کی آڑ میں ہوا ایک گولی تیزی سے اس کے قریب سے گزرتی ہوئی دیوار میں پیوست ہو گئی۔

" یہ عمران کہاں سے آ گیا ۔۔۔۔۔ ؟ یہ تو ٹرک میں ختم ہو چکا تھا" ۔۔۔۔۔ اچانک صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ آواز صفدر کی بجائے کسی اور کی تھی۔

" ٹرک میں ختم نہیں ہوا تو اب ختم ہو جائے گا" ۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے جواب دیا اور ایک اور فائر کر دیا۔ اس بار بھی آواز دوسری تھی۔ اور عمران کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ دونوں صفدر اور کیپٹن شکیل کی بجائے ان کے میک اپ میں کوئی اور ہیں۔ مگر اب وہ واپس آپریشن روم کی طرف نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ ان کی گولیوں کی زد میں آ جاتا۔ اس کی جیب میں ریوالور بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ صفدر اور کیپٹن شکیل کی بجائے کوئی اور ہوں گے۔ اور اب وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ریوالور سنبھالے علیحدہ علیحدہ ہو کر مختلف سمتوں سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور عمران کو معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے وہ ان کی گولیوں کا شکار ہو سکتا ہے۔ مگر عمران ذہنی طور پر مطمئن تھا۔ خطرے کا بھرپور احساس ہوتے ہی اس کی عمرانیت جاگ اٹھی تھی وہ ستون سے اور زیادہ چمٹ گیا۔

وہ دونوں قدم بہ قدم آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ عمران نے پیر میں پہنا ہوا جوتا پیر کی مدد سے ہی اتارا۔ اور پھر اس کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کا جوتا بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اڑتا ہوا دائیں

ہاتھ پر آنے والے صفدر کے اس ہاتھ پر پڑا جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ اور اچانک پڑنے والی جوتے کی ضرب سے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔ اور عین اسی لمحے عمران نے اچانک ہی چھلانگ لگائی اور فضا میں ہی قلابازی کھا گیا۔ کیونکہ ٹیری نے اس کے ستون کی آڑ سے نکلتے ہی اس پر گولی چلا دی تھی۔ مگر فضا میں قلابازی کھا جانے کی وجہ سے گولی اس کے پیٹ کے نیچے سے ہی نکلتی چلی گئی۔ اور ٹیری کو دوسرا فائر کرنے کا موقع نہ ملا اور عمران نے اسے چھاپ لیا۔

عمران نے اسے چھاپتے ہی دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور ٹیری جیسا لحیم شحیم آدمی اس کے ہاتھوں پر سے اچھلتا ہوا سامنے کھڑے ٹوم سے جا ٹکرایا۔ جو اس دوران ہاتھ سے گرنے والا ریوالور اٹھا کر سیدھا ہو رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے اور ٹوم کے ہاتھ سے ریوالور بھی نکل کر دور جا گرا۔ ٹیری کا ریوالور پہلے ہی گر چکا تھا۔ اور پھر دونوں تیزی سے اٹھے، مگر اسی لمحے عمران ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔ پھر عمران کی لات ٹیری کی پسلیوں اور اس کا مکہ ٹوم کی گردن پر پڑا۔ اور وہ دونوں ایک بار پھر نیچے گر گئے۔ ان کے نیچے گرتے ہی عمران فضا میں اچھلا اور پھر اس کا ایک پیر ٹوم کے سینے پر اور دوسرا پیر ٹیری کے سینے پر پوری قوت سے پڑا۔ اور ان دونوں کے حلق سے تیز چیخیں نکل گئیں۔ ٹیری نے انتہائی پھرتی سے عمران کی لات پکڑ کر گھسیٹ لی اور عمران منہ کے بل فرش پر جا گرا۔ اور اس کے نیچے گرتے ہی وہ دونوں تیزی سے اٹھنے لگے مگر عمران نے نیچے گرتے ہی دونوں ہاتھ منہ کے آگے کیے اور پھر جیسے ہی اس کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے۔ اس کے جسم کا پچھلا حصہ تیزی سے بلند ہوا اور اس کے پیروں

کی بھرپور ضرب ان دونوں کے چہروں پر پڑی اور وہ پیٹ کے بل زمین پر جا گرے اور عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ وہ اب ان دونوں کے درمیان کھڑا تھا اور پھر عمران نے انہیں اٹھنے ہی نہ دیا۔ اس کے دونوں پیر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ان دونوں کے چہروں پر پیروں کی بھرپور ضربیں پڑیں ان کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلیں اور پھر وہ دونوں ہی تیزی سے زمین پر ہی لوٹتے چلے گئے۔ اس طرح وہ دونوں درمیانی فاصلہ بڑھا کر عمران کی ضربوں سے بچنا چاہتے تھے۔ مگر عمران ان کے کروٹیں لیتے ہی تیزی سے جھکا اور پھر ٹوم اس کے ہاتھوں پر بلند ہوتا چلا گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ٹیری کروٹ بدل کر اٹھتا، عمران نے پوری قوت سے ٹوم کو اس کے اوپر دے مارا۔ اور ٹوم کا جسم توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹیری کے جسم سے ٹکرایا اور ان کے منہ سے دردناک چیخیں نکل گئیں۔ ان دونوں کے سر آپس میں پوری قوت سے ٹکرائے تھے۔ اور یہ ٹکر اتنی زوردار ثابت ہوئی کہ وہ دونوں ہی ساکت ہو گئے۔ وہ بیہوش ہو گئے تھے۔

عمران کا چہرہ جوش اور غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ تیزی سے جھکا اور ٹیری کا جسم ایک بار پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ ٹیری کا سر زور سے زمین سے ٹکرایا اور چونکہ وہ سر کے بل گرا تھا اس لئے اس بار چٹک کی تیز آواز سنائی دی اور ٹیری کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

عمران نے جھک کر بیہوش پڑے ٹوم کو اٹھایا اور وہ اس کے ساتھ بھی یہی حرکت دوہرانے والا تھا کہ اچانک رک گیا۔ اسے خیال آ گیا کہ اگر یہ بھی

مر گیا تو پھر اس راز سے پردہ نہ اٹھ سکے گا کہ یہ دونوں کون ہیں اور دانش منزل میں کیسے گھس آئے تھے۔ چنانچہ وہ اُسے ہاتھوں پر اٹھائے تیزی سے روم نمبر فائیو کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا اور اُسے لئے اندر داخل ہو گیا۔

دوسرے لمحے وہ بُری طرح ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ کمرے میں اسے سٹار برادرز پڑے ہوئے نظر آ گئے۔ ان دونوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ دونوں بے حس و حرکت تھے۔ عمران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اب اس کے ذہن میں نیند کی حالت میں سنے ہوئے الفاظ گونج اٹھے کہ ٹوم تم کہاں ہو؟ اور ٹیری وہیں ٹھہر جاؤ ــــ سیڑھیاں نہ اترنا ــــ اور وہ سمجھ گیا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے میک اپ میں یہ سٹار برادرز تھے ٹوم اور ٹیری۔ اور ظاہر ہے سٹار برادرز کے میک اپ میں صفدر اور کیپٹن شکیل ہوں گے۔

عمران نے ٹوم کو ایک طرف پھینکا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ ان پر جھکا اس نے دونوں کو مخصوص انداز میں پلکیں جھپکتے ہوئے دیکھا اور وہ ٹھٹھک کر غور سے انہیں دیکھنے لگا وہ دونوں آئی کوڈ میں کچھ کہہ رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ ساری بات سمجھ گیا۔ ان دونوں کو سوئیاں مار کر مفلوج کیا گیا تھا۔

صفدر نے بتایا تھا کہ اس کے بازو میں سوئی ماری گئی ہے جبکہ کیپٹن شکیل کی گردن میں سوئی موجود تھی۔

عمران نے تیزی سے صفدر کا بازو ٹٹولا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے چٹکی بھر کر سوئی کو باہر کھینچ لیا۔ سوئی کا ایک سرا موٹا تھا اس لئے وہ سرا جسم سے باہر تھا۔ اگر یہ موٹا سرا نہ ہوتا تو سوئی خون کی روانی میں شامل ہو کر دل میں

پہنچ جاتی اور اس کا خاتمہ ہو جاتا۔

چونکہ مقصد صرف انہیں مفلوج کرنا تھا اس لئے سوئی کا پچھلا سرا موٹا رکھا گیا تھا۔

اور پھر عمران نے کیپٹن شکیل کی گردن سے بھی سوئی باہر نکال لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا اور بھاگتا ہوا برآمدے میں پڑے ہوئے بلیک زیرو کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر اسے دیکھا تو اس کے سیاہ لباس پر سینے کے پاس سوئی کا موٹا سرا چمکتا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران نے سوئی باہر نکالی اور پھر بلیک زیرو کو اٹھا کر عمران آپریشن روم میں لے آیا اور آپریشن روم سے گزر کر وہ اسے ایک ملحقہ چھوٹے کمرے میں لے آیا۔ اور اس نے اسے میز پر لٹا کر الماری کھولی اور پھر اس میں سے دو شیشیاں نکال کر اس نے ان دونوں کے ڈھکن کھولے اور ایک شیشی میں موجود محلول دوسری شیشی میں ڈال دیا۔ اور پھر اس شیشی کو اچھی طرح ہلا کر اس نے دونوں محلولوں کو مکس کیا اور پھر بلیک زیرو کا منہ کھول کر اس محلول کے چند قطرے اس کے حلق میں ٹپکا دیئے۔

"تم چند لمحوں میں ٹھیک ہو جاؤ گے ــــ میں روم نمبر فائیو میں جا رہا ہوں ــــ تاکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ٹھیک کر سکوں" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا آپریشن روم سے نکل کر روم نمبر فائیو میں پہنچ گیا۔

ٹوم ابھی تک بیہوش پڑا ہوا تھا۔

عمران نے وہی محلول صفدر اور کیپٹن شکیل کے حلق میں ٹپکایا اور پھر شیشی کا ڈھکن بند کر کے اس نے اُسے جیب میں ڈال لیا۔ وہ اب ان سے

ٹھیک ہونے کے انتظار میں تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتے چلے گئے۔

"عمران صاحب! —— ہم شرمندہ ہیں" —— ان دونوں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شرمندہ بعد میں ہونا —— پہلے تفصیل بتاؤ کہ یہ سب چکر کیا ہے؟" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور صفدر نے تفصیل سے ریستوران سے لے کر کار میں بیٹھے بیٹھے مفلوج ہونے تک اور پھر کوٹھی میں گزرنے والے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے۔

"اوہ! —— آکوپنکچر کے ذریعے تمہارے لاشعور سے تمام معلومات حاصل کی گئیں —— بڑا خطرناک طریقہ ہے —— اگر اس کرنل کا ہاتھ ذرا سا بھی چوک جاتا تو تمہاری موت یقینی تھی" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! —— لیکن وہ کرنل اس کام میں بے حد ماہر ہوگا —— وہ اس کوٹھی میں رہ گیا ہے —— یہ دونوں اُسے کہہ آئے تھے کہ وہ کسی فلائیٹ میں سیٹوں کا انتظام کرے —— ہم آ رہے ہیں" —— صفدر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— اب تمہاری شرمندگی اسی طرح دور ہو سکتی ہے کہ تم دونوں اسی میک اپ میں جاؤ اور اس کرنل کو گھیر کر یہاں لے آؤ" —— [illegible]ہا اور ان دونوں نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ عمران نے ان کے باہر

جاتے ہی تیزی سے کمرے کے کونے کا ایک حصہ دبایا تو دیوار کا ایک حصہ تیزی سے سرک گیا۔ اندر ایک انٹرکام نما آلہ پڑا ہوا تھا۔

"بلیک زیرو" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس عمران صاحب" —— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی شرمندہ سی آواز سنائی دی۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل سٹار برادرز کے روپ میں ان کے تیسرے ساتھی کو گھیرنے جا رہے ہیں —— تم مین گیٹ کھول دو —— اور ان کے باہر جانے کے بعد روم نمبر فائیو میں آ جاؤ —— تاکہ ہم مل کر سٹار برادرز کے باقی ماندہ سٹار کے ساتھ فاسٹ ایکشن کر سکیں" —— عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے خانہ بند کر دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے بیہوش پڑے ہوئے ٹوم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے پہلے تو ٹوم کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیب سے بی۔ ایم کی فائل نکال لی۔ فائل دیکھ کر اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر فائروں کی آوازوں سے اس کی نیند نہ کھل جاتی تو یہ مجرم اپنے فاسٹ ایکشن کی بنا پر فارمولا لیکر نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے۔ اس نے فائل تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈالی اور پھر ٹوم کا منہ اور ناک دبا کر اسے ہوش میں لانے لگا۔

ٹوم کا سانس بند ہوا تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور پھر جب عمران نے ہاتھ ہٹائے تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے عمران کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور ٹوم کے چہرے پر بھرپور تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔ بلیک زیرو بھی اسی لمحے اندر داخل ہوا اور وہ سمجھ گیا کہ اب

عمران کا فاسٹ ایکشن شروع ہوگیا ہے اور ظاہر ہے کہ عمران کے فاسٹ ایکشن کے سامنے سٹار برادرز کا فاسٹ ایکشن کیا حیثیت رکھتا ہے۔

ٹوم نے تھپڑوں سے بچنے کی کوشش کی۔ مگر عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور ٹوم کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔

"ابھی تو یہ فاسٹ ایکشن کا آغاز ہے سٹار صاحب! ـــــ تم دیکھو تو سہی کہ تم ابھی کس طرح تارے کی بجائے دل کا تارہ بنتے ہو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھوں میں پہلے سے زیادہ تیزی آگئی اور ٹوم کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

ختم شد